یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّۃً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ۔

اطاعت

شمارہ: 01/2010

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہوں گی، نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی۔ اور خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہوں گی۔

سانحہ لاہور کے ضمن میں حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام

آج دہشت گردوں کی طرف سے ہماری لاہور میں واقع دو (بیوت الذکر) پر حملے انتہائی وحشیانہ اور ہر لحاظ سے انسانیت سے عاری تھے۔ یہ حملے بیوت الذکر پر کئے گئے جو تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی مقدس وقت ہے۔ کوئی بھی سچا مسلمان ایسے وحشیانہ، ظالمانہ اور سفاکانہ حملے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ کسی قسم کی دہشت گردی کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔ وہ لوگ جوان حملوں کی پشت پناہی کررہے تھے اپنی اس حرکت کی صفائی میں اسلامی تعلیمات کو ذمہ دار ٹھہرائیں گے مگر یہ بات واضح ہو کہ حقیقت میں یہ لوگ صرف نام کے مسلمان ہیں اور ان کے اعمال اسلامی تعلیمات کی قطعاً عکاسی نہیں کرتے۔

پاکستان میں حالات بہت دردناک ہیں۔ کئی دہائیوں سے احمدی مسلمانوں کی زندگیوں کو امن سے محروم کیا جارہا ہے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ان احمدیوں کی زندگیوں کو مسلسل خطرے کا سامنا ہے۔ 1974 میں احمدی مسلمانوں کو حکومت پاکستان نے غیر مسلم قرار دیا اور دس سال کے بعد ایک ظالمانہ آرڈیننس لاگو کر کے احمدی مسلمانوں کی تمام عبادات اور اپنے دین پر عمل پیرا ہونے کو جرم قرار دے دیا گیا۔ اس قسم کے قوانین نے جماعت احمدیہ پاکستان کے معاندین کی پشت پناہی کی اور نتیجۃً انتہا پسندوں نے اس قانون کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت احمدیہ کے افراد کو مسلسل ظلم کا نشانہ بنایا۔ اس ظالمانہ سلوک کے باوجود جماعت احمدیہ پاکستان کی حب الوطنی میں کوئی کمی نہیں آئی اور کوئی فرد جماعت کبھی سول نافرمانی کا مرتکب نہیں ہوا۔ سردست واقعات کی مکمل تفصیل موصول نہیں ہوئی لیکن یہ بات واضح ہے کہ درجنوں احمدیوں نے جام شہادت نوش کیا ہے اور متعدد زخمی ہوئے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ مولیٰ کریم پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ زخمیوں کی جلد از جلد صحت یابی کے سامان پیدا کرے۔ جماعت احمدیہ مسلمہ ایک پُر امن حقیقی اسلام پر عمل پیرا جماعت ہے اس لئے ہماری جماعت کا کوئی فرد اس واقعہ کے بعد کسی نامناسب ردعمل کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔ ہماری بقا خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہونے میں ہی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے پہلے بھی ہماری مدد کی ہے اور آئندہ بھی ہماری تائید و نصرت فرمائے گا۔ کوئی دہشت گرد اور کوئی حکومت جماعت احمدیہ کی ترقی کو نہیں روک سکتی کیونکہ یہ ایک خدائی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ ہر سعید روح کو اپنی حفاظت میں رکھے اور شر پسندوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

(از الفضل ربوہ یکم جون 2010ء، ص 7)

B. Sheikh

1431 ہجری قمری۔1389 ہجری شمسی
لجنہ اماء اللہ جرمنی

فہرست مضامین

نگران اعلیٰ:
نیشنل صدر لجنہ امۃ الحئی احمد صاحبہ
نیشنل سیکرٹری اشاعت لجنہ:
ڈاکٹر امتہ الرقیب ناصرہ صاحبہ
ایڈیٹر:
اختر درّانی (اُردو)
عطیۃ النور احمد حبش صاحبہ (جرمن)
بورڈ:
سیدہ منورہ ندیم، ریحانہ بشری، عائشہ ماہم، عتیقہ جاوید
سرِ ورق
صائمہ سلیم، عائشہ ماہم، بشریٰ ولید، ناصر ولید، مدثر احمد
لے آؤٹ، ڈیزائننگ:
حافظہ کاشفہ شاہد باجوہ
شارفہ شاہد باجوہ
کتابت:
ریحانہ بشری، نرگس ظفر، شمیم شیخ، عتیقہ جاوید، حافظہ کاشفہ شاہد باجوہ
پروف ریڈنگ:
نرگس ظفر، ظل ہما مالک

اداریہ

عاشق تُو وہ ہے جو کہے اور سُنے تری　　دُنیا سے آنکھ پھیر کے مرضی کرے تری

اطاعت ایک ایسا امر ہے جو نہ صرف قوموں کی بقا کی ضمانت ہے بلکہ ہر چھوٹی بڑی سطح پر کامیابی کی کلید ہے۔انسان جو ساری زندگی مختلف خواہشات اور مقاصد کو پورا کرنے کی تگ و دو میں مصروف ہے اُس کی زندگی کا درحقیقت اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنِ اعْبُدُوْ اللّٰہَ وَ اتَّقُوْہُ وَ اَطِیْعُوْنِ ☆﴾ ترجمہ"اللہ کی عبادت کرو اور اُس کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو" (سورۃ نوح آیت 4)

ہمارا خدیجہ کا اس مرتبہ کا موضوع"**اطاعت**" ہے۔اللہ تعالیٰ کا نہایت درجہ کا احسان ہے کہ اُس پیارے محبوب نے ہمیں اپنے خاص فضل و احسان کے ساتھ اپنی راہنمائی میں اس دفعہ کا شمارہ کامیابی سے نکالنے کی توفیق عطا فرمائی۔ فالحمد للّٰہ عَلٰی ذٰلکَ۔

آنحضورﷺ پر ڈھیروں ڈھیر دُرود و سلامتی ہو اِس اور دوسری دنیا میں بھی، کہ آپؐ کا کامل درجہ نمونہ اطاعت ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔جنہوں نے اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی راہ میں اس قدر جانفشانی سے قربان کیا کہ قاب قوسین عظیم کی مصداق خدا تعالیٰ کی نظر میں سراج المنیرہ قرار پائے۔

اور ہمارے پیارے خلیفہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیلئے یہ دعا ہے کہ الھم اید امامنا بروح القدس و مطعنا بطول حیاتہ و بارک فی عمرہ و امرہ کے خلیفہ وخلافت سے اطاعت ووابستگی میں ہی ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہے۔

پھر خاکسار اُن سب کی تہہِ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے ادارہ کے ساتھ رسالہ نکالنے میں تعاون کیا،فجزا ھم اللّٰہ احسن الجزاء۔ نیز اُن کو بھی اللہ تعالیٰ بہت جزا عطا فرمائے جنہوں نے مضامین اور دیگر اشیاء ارسال کیں۔

نیز ہمیں رسالے کو بہتر بنانے کے لئے آپ کی نیک و مفید آراء کی ساتھ ساتھ ضرورت پیش آتی رہے گی۔ براہِ کرم مضامین یا متعلقہ چیزیں بھجواتے وقت ان باتوں کا بہر حال خیال رکھیں گے کہ نام اور فون نمبر ساتھ لکھنا ہے تاکہ کسی تعاون کے لئے آپ سے رابطہ کرنے میں مشکل پیش نہ آئے۔ مضمون نویسی میں کسی کتاب سے کچھ نقل کرتے ہوئے کتاب کا حوالہ ساتھ لکھنا نہ بھولیئے۔نیز بہتر ہوگا کہ آپ مضمون کے حوالے سے اپنا کوئی ذاتی واقعہ بھی ڈال دیا کریں ۔جو بھی مواد آپ ارسال کریں وہ کمپیوٹر ٹائپنگ میں بھجوائیں اور اگر ممکن ہو تو سی ڈی، ڈی وی ڈی وغیرہ (CD,DVD......) میں بھیجیں یا پھر email کے ذریعے ایڈیٹر خدیجہ کے نام ارسال کریں۔email ایڈریس یہ ہے:

akhtar-durrani@hotmail.de۔نیز شعبہ اشاعت کا email ایڈریس ہے: amtul.raqeeb@ahmadiyya.de۔ہمیں ہمیشہ آپ کے مفید مشوروں کی ضرورت رہے گی۔ مدیرہ خدیجہ اور ٹیم کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔اس بار ناصرات کا صفحہ شروع کر رہے ہیں ہمیں تجاویز بھجوائیں۔فجز اکم اللہ احسن الجزاء

خاکسار

مدیرہ خدیجہ

قرآنِ کریم

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ☆

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اولوالامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

(از قرآن مجید، ترجمہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ، سورۃ النساء آیت نمبر 60 صفحہ نمبر 140)

......☆☆☆......

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے حاکمِ وقت کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جو حاکمِ وقت کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔

(از حدیقۃ الصالحین صفحہ نمبر 815)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةؓ قَالَ رَسُو لَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَیْکَ السَّمْعَ وَ طَاعَةَ فِیْ عُسْرِکَ وَیُسْرِکَ وَ مَنْشَطِکَ وَمَکْرَهِکَ وَاَثَرَةٍ عَلَیْکَ.
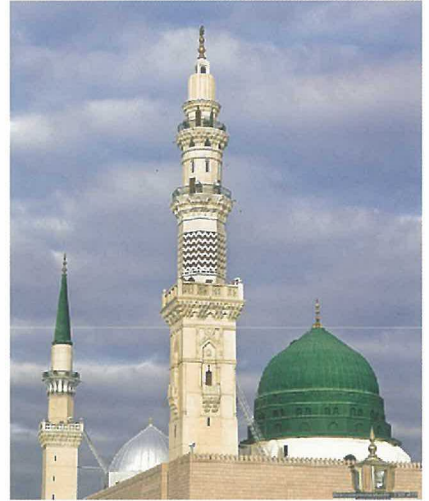
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک غرض ہر حالت میں تیرے لیے حاکمِ وقت کے حکم کو سننا (صرف چارہ جوئی کی حد کے اندر رہنا) اور اسکی اطاعت کرنا واجب ہے۔ ﴿حدیقۃ الصالحین صفحہ نمبر ۵۱۸﴾

ارشادات حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ ,,اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں نور، اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت نہیں ہو سکتی،،

﴿تفسیر حضرت مسیحِ موعودؑ جلد دوم۔ صفحہ نمبر ۲۴۶﴾

☆ ,,اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی سر ہے کہ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے، اور وحدانیت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جائے،،۔

﴿تفسیر حضرت مسیحِ موعودؑ جلد دوم صفحہ نمبر ۲۴۷﴾

☆ ,,اے ایمان والو! خدا کی راہ میں گردن ڈال دو اور شیطانی راہوں کو اختیار مت کرو کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اس جگہ شیطان وہی لوگ ہیں جو بدی کی تعلیم دیتے ہیں،،۔

﴿تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ نمبر ۶۹۸﴾

اسلام کے معنی

حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں: ,,اسلام کے معنی یہ ہیں کہ انسان خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جائے اور جس طرح ایک بکری کی گردن قصاب کے آگے ہوتی ہے اسی طرح پر گردن خدا تعالیٰ کی اطاعت کے لیے رکھ دی جائے،،۔ ﴿ملفوظات جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۴۶﴾

,,جس میں اطاعت نہیں وہ مسلم نہیں جو مسلم نہیں وہ مومن نہیں۔ جو مومن نہیں وہ کافر ہے۔ خواہ وہ احمدی ہی کہلاتا ہو،،۔

﴿خطباتِ محمود جلد ۶۔ صفحہ ۲۷۸، الفضل ۱۵ اگست ۱۹۱۹ء﴾

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

☆ ,,میں نے دیکھا کہ ہزاروں ہزار کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی وہ راہ جس سے مولیٰ کریم راضی ہو جائے اس کے فضل اور مامور کی اطاعت کے بغیر نہیں مل سکتی،،۔ ﴿خطباتِ نور۔ صفحہ نمبر۱۹۲﴾

☆ ,,جمعہ کے روز خطبہ ہو رہا تھا اور لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ۔ عبداللہ بن مسعودؓ ایک صحابی اس وقت گلی میں آ رہے تھے آپ کو بھی آواز پہنچ گئی اور جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہا خدا جانے مسجد جانے تک جان ہو گی یا نہیں۔ یہ حکم ہے اسی وقت اس پر تعمیل کرلوں،،۔ ﴿خطباتِ نور صفحہ نمبر۱۷۱﴾
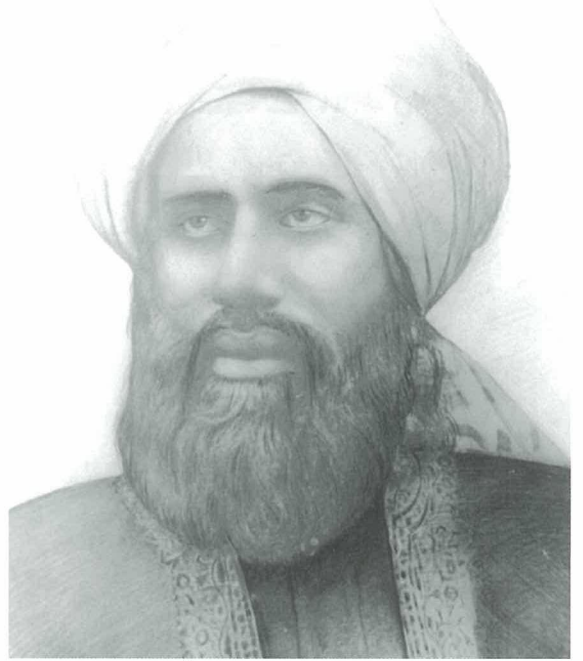
حضرت الحاج مولانا حکیم نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

ارشادات حضرت مصلح موعودؓ

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

☆ ,,یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔

ہزاروں دفعہ کوئی کہے کہ میں حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں، ہزاروں دفعہ کوئی کہے کہ میں جماعتِ احمدیہ پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے اِن دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہوسکتی جب تک اُس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دے دیتا جس کے ذریعے خدا اس زمانے میں (دینِ حق) قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہوسکتا،،۔ ﴿الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ء صفحہ نمبر ۶﴾
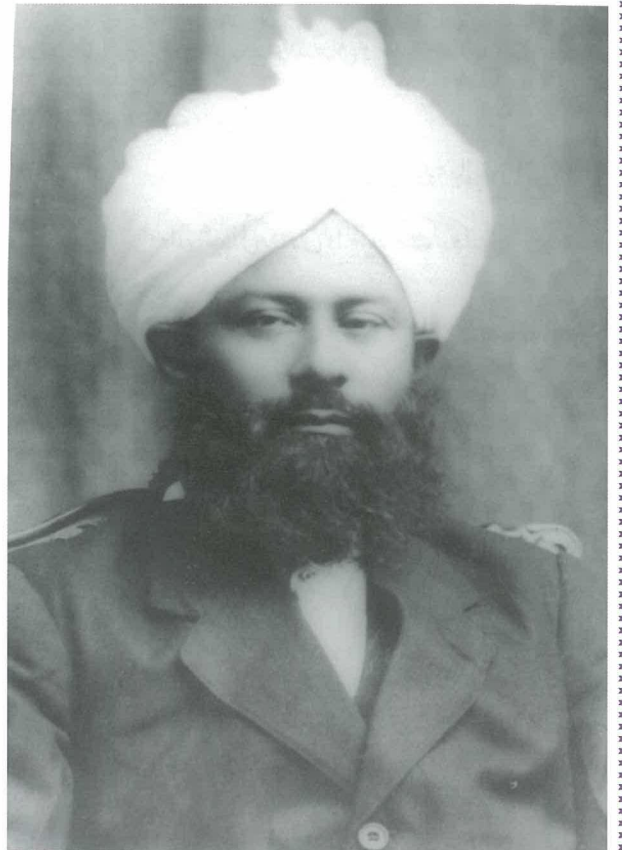
حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعودؓ

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

<u>حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ احمدی خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:</u>

اللہ تعالیٰ نے دس صفات بیان کی ہیں مومن مرد اور عورت کے لئے۔ مسلم مرد اور عورت، مومن مرد اور عورت، فرمانبردار مرد اور عورت، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور عورتیں، ڈرنے والے مرد اور ڈرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنے فروج کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ آپؓ تیسری صفت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں تیسری خصوصیت ایک مسلمہ میں یہ ہونی چاہئے کہ وہ قانتہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ایسے رنگ میں پکڑ رہی ہو کہ اسکی عظمت اور ہیبت دل پر طاری رہے اور اپنی عاجزی پستی اور تواضع کا احساس زندہ رہے۔ اس اطاعت کا منبع آخرت کا خوف اور اپنے رب کی رحمت کی امید ہے۔ جو مرد یا عورت آخرت پر یقین نہیں رکھتا یا نہیں رکھتی یا جو بہن ناقص یقین رکھتی ہے اور اسکے دل میں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ پتہ نہیں مرنے کے بعد مجھے دوسری زندگی ملے گی بھی یا نہیں اور پتہ نہیں میں نے اپنے رب کے سامنے پیش بھی ہونا ہے یا نہیں وہ اس قسم کی فرمانبرداری نہیں کرسکتی۔ پس اس احساس کا منبع جو ہے وہ آخرت کا خوف اور اپنے ربّ کی رحمت کی امید ہے اور اسکے حصول کا ذریعہ رات کی تنہا اور خاموش گھڑیوں میں عاجزانہ سجود وقیام ہے جس پر بندہ اعمال محبوبہ کی توفیق پاتا ہے یعنی ایسے اعمال بجالانے کی اسے توفیق عطا کی جاتی ہے جو اسکے ربّ کی نگاہ میں محبوب ہوتے ہیں۔
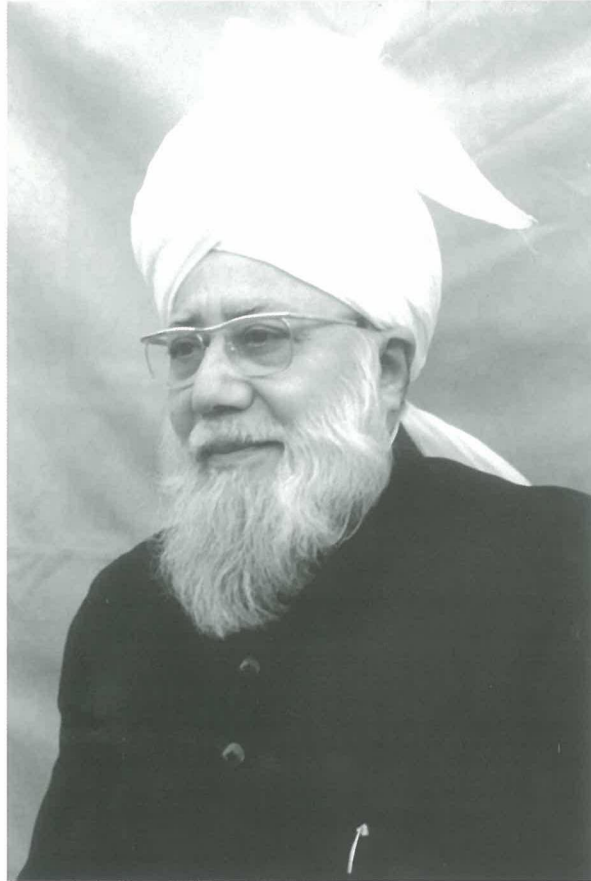
حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ

(اقتباس از المصابیح ۳۴،۴۴)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

وَ اٰخَرِینَ مِنهُم لَمَّا یَلحَقُو اِبِهِم کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت عطا کی جائے گی۔ زمانے کے لحاظ سے وہ دور ہیں لیکن خدا کی تقدیر کے تابع قریب کئے جائیں گے۔ وہ آخرین میں پیدا ہونے والے اولین سے ملا دیئے جائیں گے۔ پس یہاں بھی عظمت کا مضمون ہے۔ جب تک کسی کی عظمت اس کے قرب سے ظاہر نہ ہو اس وقت تک اس عظمت کے نتیجے میں عظمت کے احساس کے نتیجے میں انسان کے اندر تبدیلیاں پیدا نہیں ہوا کرتیں۔ پس **سبحان ربی العظیم** کا مضمون سمجھنے کے بعد انسان کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم نے سورۃ فاتحہ میں جس خدا کی عظمت کا نظارہ کیا تھا اس خدا کے قریب تر ہو گئے ہیں اور اتنا قریب ہوئے ہیں کہ اس کے حضور جھک گئے اور اس کی اطاعت کو قبول کر لیا ورنہ دور کا خدا اطاعت کروانے کے لئے کافی نہیں۔ خدا کی اطاعت حقیقی معنوں میں تبھی ہو سکتی ہے جب اس کی عظمت کا احساس ہو اور عظمت جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے قرب کو چاہتی ہے۔ پس رکوع نے اس مضمون کو مکمل کر دیا۔ یہ اطاعت کی حالت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں بھی بیان فرمایا: **وارکعو مع الراکعین** یہ مطلب نہیں ہے کہ جہاں تم لوگوں کو رکوع کرتے دیکھو تم بھی اس طرح بدن جھکا کر رکوع کر لو۔ مراد یہ ہے کہ جہاں بھی تم خدا کے بندوں کو اطاعت کرتے ہوئے دیکھو تم بھی اسی طرح ساتھ اطاعت میں شامل ہو جایا کرو۔ کیونکہ خدا کی اطاعت کا مضمون زندگی کے ہر شعبہ پر، ہر حال پر حاوی ہے۔ اس پہلو سے جب آپ **سبحان ربی العظیم سبحان ربی العظیم سبحان ربی العظیم** کہتے ہیں تو عظمتوں کا مضمون بھی بدلتا چلا جاتا ہے۔ عظمتیں ہر صورت حال پر مختلف رنگ میں اطلاق پاتی ہیں۔ پہاڑ کی عظمت اور ہے۔ ایک جانور کی عظمت اور ہے۔ اور ایک انسان کی عظمت اور ہے اور خدائے ذوالمجد العلا کی عظمت اور ہے وہ خدا جس کی عظمت کو سورۃ فاتحہ نے ہمیں سمجھایا اور اس کی عظمت کو قریب سے دیکھنے کے نتیجے میں روح بے اختیار رکوع میں جاتی ہے۔ اور جسم کا رکوع اس کے تابع ہوتا ہے۔ اس سے پہل نہیں کرتا۔ پس جب آپ قیام کے وقت کے مضامین کو خوب سمجھ کر پڑھ لیں تو اس وقت آپ کے دل پر ایک ایسی کیفیت طاری ہونی چاہیے جس کے نتیجے میں روح جھکتی ہو اور بدن بھی ساتھ جھکنے کے لئے بے اختیار ہو جائے۔ ایسی حالت کا نام رکوع ہے۔

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

(خطبہ ۲۶ جولائی ۱۹۹۱ء، اسلام آباد، یوکے)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

......عمومی طور پر ہر بات جو اس زمانے میں اپنے اپنے وقت میں خلفائے وقت کہتے رہے ہیں۔ جو خلیفہ وقت آپ کے سامنے پیش کرتا ہے، جو تربیتی امور آپ کے سامنے رکھے جاتے ہیں۔ ان سب کی اطاعت کرنا اور خلیفہء وقت کی ہر بات کو ماننا یہ اصل میں اطاعت ہے اور یہ نہیں ہے کہ تحقیق کی جائے کہ اصل حکم کیا تھا؟ یا کیا نہیں تھا؟ اس کے پیچھے کیا روح تھی؟ جو سمجھ آیا اس کے مطابق فوری طور پر اطاعت کی جائے تبھی اس نیکی کا ثواب ملے گا۔ ہاں اگر کوئی کنفیوژن ہے تو بعد میں اس کی وضاحت لی جا سکتی ہے۔ پس ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنے اطاعت کے معیار ایسے بلند کرے اور اس تعلیم پر چلنے کی پوری کوشش کرے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہے۔ جوں جوں جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ رہی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل ہو رہے ہیں۔ لیکن بہت سے نئے آنے والے کم تربیت کی وجہ سے بعض نئی باتیں لے آتے ہیں۔ اس لحاظ سے پرانے احمدی، معاشرے کے زیر اثر آ رہے ہیں اور جو بنیادی حکم ہے اس کو بھول جاتے ہیں۔ اس لئے استغفار کا حکم ہے اور استغفار ہر ایک کو بہت زیادہ کرنی چاہیے۔ استغفار کی بہت ضرورت ہے اور یہی اللہ کا حکم ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ترقی کے دنوں میں تم استغفار بہت کرو۔ کیونکہ یہ استغفار ایمانوں کو بھی مضبوط کرتی رہے گی اور اطاعت کے معیار بھی بڑھاتی رہے گی اور اس سے برائیاں دور ہوں گی۔ ہمیں ہر وقت یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے اندر نہ کسی خاندان کی چھاپ نظر آئے، نہ کسی کلچر کی چھاپ نظر آئے، نہ کسی ملک کا باشندہ ہونے کی چھاپ نظر آئے۔ اگر کوئی چھاپ نظر آئے تو اس اسوہ حسنہ کی چھاپ نظر آئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اور ہمارے سامنے ہے اور جسے نکھار کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ اور جیسا کہ آپؑ نے فرمایا ہے توحید کے لئے صحابہ کی سی وحدت اپنے اندر پیدا کریں اور ہر احمدی پہلے سے بڑھ کر اطاعت کے معیار دکھانے کی کوشش کرے۔ یہی چیز ہے جو جماعت کا وقار بلند کرنے والی ہے اور جماعت کی ترقی کا باعث بننے والی ہے اور انشاءاللہ بنے گی۔

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اللہ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ جماعت کے وقار اور تقدس کی خاطر اپنی اناؤں کو ختم کرتے ہوئے اطاعت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا ہو۔ نہ کہ اپنے آپ کو جماعت سے کاٹ کر جاہلیت کی موت مرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہر ایک پہ اپنا فضل فرمائے۔ ﴿آمین﴾

(الفضل انٹرنیشنل 30 جون تا 6 جولائی 2006ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن
23-8-09

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکی طرف سے خلافت جوبلی کے حوالہ سے سیدنا ناصر نمبر موصول ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ اسے قارئین کے لئے مفید اور ازدیادِ علم وعرفان کا باعث بنائے۔ آپ کو اور تمام کارکنات کو اپنے بے حساب فضلوں اور نعمتوں سے نوازے اور سب کو مقبول خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

[دستخط]

خلیفۃ المسیح الخامس

جرمنی

المناک سانحہ لاہور میں احمدیوں کی عظیم الشان قربانیاں اور صبر و استقامت اختیار کرنے کی تلقین

احمدیوں نے دعاؤں اور درود شریف پڑھتے ہوئے خدا کے حضور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے

مومنوں کو غم کی حالت میں صبر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے تلقین فرمائی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جون 2010ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں سورۃ حم السجدۃ کی آیات 31 تا 33 کی تلاوت و ترجمہ کے بعد فرمایا کہ ہزاروں خطوط گزشتہ ہفتے مجھے ایسے موصول ہوئے ہیں جن کے مضمون میں لاہور میں ہونے والے دو واقعات میں احمدیوں کی راہِ مولیٰ میں عظیم الشان قربانی پر جذبات کا اظہار کیا گیا تھا اور ایسے ہی جذبات سے پُر پاکستان سمیت دنیا کے کئی دیگر ممالک سے خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے تقریباً ہر قربان ہونے والے کے گھر میں فون کر کے تعزیت کرنے کی کوشش کی اور ہر گھر میں ہی بچوں، بیویوں، بھائیوں، ماؤں اور باپوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی پایا اور یہ اظہار تھا کہ یہ ایک ایک دو دو قربانیاں کیا چیز ہیں، ہم تو اپنا سب کچھ اور اپنے خون کا ہر قطرہ مسیح موعودؑ کی جماعت پر قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ راہِ مولیٰ میں قربان ہونے والے ثبات قدم کے عظیم نمونے دکھاتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے اور ہمیشہ کی زندگی پا گئے۔ جماعت احمدیہ کے ان بہادروں نے دعاؤں اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔

حضور نے فرمایا کہ خطبہ کے آغاز میں تلاوت کی گئی آیات میں فرمایا گیا ہے۔ کہ جو لوگ ابتلاؤں میں استقامت دکھاتے ہیں تو فرشتے ان کی تسلی کا سامان کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاتے ہیں، فتح و ظفر اور نصرت کی خبریں انہیں ملتی ہیں۔ پس اس کے لیے استقامت شرط ہے اور مبارک ہیں لاہور کے احمدی جنہوں نے یہ استقامت دکھائی۔ لاہور کے لوگوں کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا تھا کہ لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں اور لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں پس یہ آپ لوگوں کا اعزاز ہے جسے آپ نے قائم رکھنے کی کوشش کرنی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ مخالفین نے صرف جانی نقصان پہنچانے کے لیے یہ حملہ نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ان کے کچھ اور بھی مقاصد تھے لیکن وہ مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ وہ نہیں جانتے کہ احمدی خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنے اور اس کی پناہ میں آنے والے لوگ ہیں۔ ہم نے اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا ہے۔

حضور نے ماڈل ٹاؤن اور دارلذکر لاہور میں راہ مولیٰ میں قربان ہونے والوں کی جرأت مندانہ قربانی کے ایمان افروز واقعات، ان کے لواحقین، بزرگوں، ماؤں بہنوں اور بھائیوں کے احساسات اور جذبات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں، یہ وہ مائیں ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت میں پیدا کیں ہیں، قربانیوں کی عظیم مثال ہیں، اس بات کا فکر نہیں کہ میرے بچوں کا کیا حال ہے یا میرا بچہ راہ مولیٰ میں قربان ہو گیا، پوری جماعت کے لیے درد کے ساتھ دعائیں کر رہی ہیں۔ پس اے احمدی ماؤ اس جذبے کو اور ان نیک اور پاک جذبات کو اور ان خیالات کو کبھی مرنے نہ دینا، جب تک یہ جذبات اور یہ پرعزم سوچیں رہیں گی، کوئی دشمن کبھی جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان ظالمانہ اور بہیمانہ کارروائیوں کا پاکستانی پریس نے بھی ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزا دے اور آئندہ بھی انہیں ہمیشہ حق کہنے کی توفیق دیتا رہے۔ اسی طرح دنیا کے مختلف ممالک کے پریس اور حکومتوں کے بیانات اور ہمدردی کے پیغام آئے اور تعزیت کے پیغام بھیجے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزاء دے۔ حضور انور نے بعض دعائیں بھی سکھائیں اور فرمایا انہیں کثرت سے پڑھیں۔

حضور انور نے زخمی ہونے والوں کے لیے بھی دعا کی تحریک فرمائی۔ فرمایا کہ آج زخمیوں میں سے بھی ڈاکٹر عمر صاحب بھی راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے ہیں۔ حضور انور نے ایک احمدی کے خط میں تحریر ایک فقرے کی تصحیح اور وضاحت بیان فرمائی۔ حضور انور نے نارووال میں مکرم نعمت اللہ صاحب کی قربانی اور ان کے بیٹے کے شدید زخمی ہونے کا ذکر فرمایا۔

حضور انور نے تمام راہ مولیٰ میں قربان ہونے والوں کے درجات کی بلندی اور تمام مریضوں کی جلد شفایابی کے لئے بھی دعا کی تحریک فرمائی۔ اور نماز جمعہ کے بعد تمام قربان ہونے والوں کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان بھی فرمایا۔ (خلاصہ خطبہ از الفضل ربوہ 8 جون 2010ء)

اللہ کی رسی کو پکڑنے اور نظام سے وابستہ رہنے میں ہی آپ کی بقا ہے

۲۲؍اگست ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۲ ظہور ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مئی مارکیٹ، منہائم جرمنی

خطباتِ مسرور (صفحہ نمبر 256-268)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

نظام کی کامیابی کا اور ترقی کا انحصار اس نظام سے منسلک لوگوں اور اس نظام کے قواعد و ضوابط کی مکمل پابندی کرنے پر ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لیں کہ ترقی یافتہ ممالک میں قانون کی پابندی کی شرح تیسری دنیا یا ترقی پذیر ممالک سے بہت زیادہ ہے اور ان ممالک کی ترقی کی ایک بہت بڑی وجہ یہی ہے کہ عموماً چاہے بڑا آدمی ہو یا افسر ہو اگر ایک دفعہ اس کی غلطی باہر نکل گئی تو پھر اتنا شور پڑتا ہے کہ اس کو اس غلطی کے نتائج بہر حال بھگتنے پڑتے ہیں اور اپنی اس غلطی کی جو بھی سزا ہے اس کو برداشت کرنی پڑتی ہے۔ جبکہ غریب ممالک میں یا آج کل جو ٹرم (Term) ہے تیسری دنیا کے ممالک میں آپ دیکھیں گے کہ اگر کوئی غلط بات ہے تو اس پر اس حد تک پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ احساس ندامت اور شرمندگی بھی ختم ہو جاتا ہے اور نتیجتاً ایسی باتیں ہی پھر ملکی ترقی میں روک بنتی ہیں۔ تو اگر دنیاوی نظام میں قانون کی پابندی کی اس حد تک، اس شدت سے ضرورت ہے تو روحانی نظام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترا ہوا نظام ہے اس میں کس حد تک اس پابندی کی ضرورت ہوگی اور کس حد تک اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ یاد رکھیں کے دینی اور روحانی نظام چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں کے ذریعہ اس دنیا میں قائم ہوتے ہیں اس لئے بہر حال انہی اصولوں کے مطابق چلنا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اور نبی کے ذریعہ، انبیاء کے ذریعہ پہنچے ہیں۔ اور اسلام میں آنحضرت ﷺ کے ذریعہ یہ نظام ہم تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادی کامل ﷺ کی امت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعودؑ اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔ یاد رکھیں شیطان راستہ میں بیٹھا ہے۔ ہمیشہ آپ کو ورغلاتا رہے گا لیکن اس آیت کو ہمیشہ مد نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے مومنو! تم سارے کے سارے پورے طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر کامل طور پر رکھ لو''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ۔ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (سورۃ البقرۃ:۲۰۹)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: ''اے مومنو! تم سارے کے سارے پورے طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر کامل طور پر رکھ لو''۔ ''یا اے مسلمانو! تم اطاعت اور فرمانبرداری کی ساری راہیں اختیار کرو اور کوئی بھی حکم ترک نہ کرو''۔ اس آیت میں كَآفَّةً، اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کا بھی حال ہو سکتا ہے اور اَلسِّلْم کا بھی۔ پہلی صورت میں اس کے یہ معنی ہیں کہ تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ یعنی تمہارا کوئی فرد بھی ایسا نہیں ہونا چاہیے جو اطاعت اور فرمانبرداری کے مقام پر کھڑا نہ ہو۔ یا جس میں بغاوت اور نشوز کے آثار پائے جاتے ہوں۔ دوسری صورت میں اس کے یہ معنی ہیں کہ تم پورے کا پورا اسلام قبول کرو۔ یعنی اس کا کوئی حکم ایسا نہ ہو جس پر تمہارا عمل نہ ہو۔ یہ قربانی ہے جو اللہ تعالیٰ ہر مومن سے چاہتا ہے کہ انسان اپنی تمام آرزوؤں تمام خواہشوں اور تمام امنگوں کو خدا تعالیٰ کے لیے قربان کر دے اور ایسا نہ کرے کہ جو اپنی مرضی ہو وہ تو کرے اور جو نہ ہو وہ نہ کرے۔ یعنی اگر شریعت اس کو حق دلاتی ہو تو کہے میں شریعت پر چلتا ہوں اور اسی کے ماتحت فیصلہ ہونا چاہیے۔ لیکن اگر شریعت اس سے کچھ دلوائے اور ملکی قانون نہ دلوائے تو کہے کہ ملکی قانون کی رو سے فیصلہ ہونا چاہیے۔ یہ طریق حقیقی ایمان کے بالکل منافی ہے۔

''چونکہ پچھلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ مسلمانوں میں بعض ایسے کمزور لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو قومی ترقی اور رفاہیت کے دور میں فتنہ و فساد پر اتر آتے ہیں۔ اور وہ بھول جاتے ہیں کہ ہماری پہلی حالت کیا تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں کیا کچھ عطا کر دیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت فرماتا ہے کہ بے شک تم مومن

کہلاتے ہو مگر تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ صرف منہ سے اپنے آپ کو مومن کہنا تمہیں نجات کا مستحق نہیں بنا سکتا۔ تم اگر نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ اوّل ہر قسم کی منافقت اور بے ایمانی کو اپنے اندر سے دور کرنے کی کوشش کرو۔ اور قوم کے ہر فرد کو ایمان اور اطاعت کی مضبوط چٹان پر قائم کرو۔ دوم صرف چند احکام پر عمل کر کے خوش نہ ہو جاؤ۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے تمام احکام پر عمل بجا لاؤ۔ اور صفات الٰہیہ کا کامل مظہر بننے کی کوشش کرو۔'' (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۵۶۔۴۵۷)

یہاں ان ممالک میں جہاں اسلامی قوانین لاگو نہیں، یہ بات دیکھنے میں آتی ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ یہ نہ ہو کہ تمہارے مدنظر صرف اور صرف اپنا ذاتی مفاد ہو۔ لڑائی جھگڑے کی صورت میں جہاں دیکھتے ہیں کہ شریعت بہتر حق دلا سکتی ہے تو فوراً جماعت میں درخواست دیتے ہیں کہ ہمارا فیصلہ جماعت کرے۔ اور جہاں ملکی قانون کے تحت فائدہ نظر آتا ہو تو بغیر جماعت سے پوچھے ملکی عدالتوں میں چلے جاتے ہیں اور جماعت کی بات کسی طرح ماننے پر راضی نہیں ہوتے کیونکہ اس وقت ان کے سر پر شیطان سوار ہوتا ہے اور اگر ملکی قانون ان کے خلاف فیصلہ دے دے تو پھر واپس نظام جماعت کے پاس دوڑے آتے ہیں کہ ہم غلط فہمی کی وجہ سے اپنے جھگڑے کا فیصلہ کروانے ملکی عدالت میں چلے گئے تھے، ہمیں معاف کر دیا جائے۔ اب جو نظام کہے گا ہمیں قابلِ قبول ہوگا۔ تو یاد رکھیں اب واپس آنے کا مقصد نظام جماعت کی اطاعت اور محبت نہیں ہے بلکہ یہ کوشش ہے کہ شاید ہمارا داؤ چل جائے اور صدر یا امیر یا قاضی کو کسی طرح ہم قائل کر لیں اور اپنے حق میں فیصلہ کروا لیں۔ تو اس سلسلہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ جب ایک دفعہ نظام جماعت چھوڑ کر آپ اپنے فیصلوں کے لئے ملکی عدالتوں میں چلے گئے اور بغیر نظام جماعت کی اجازت کے چلے گئے یا نظام پر دباؤ ڈالا کہ ہم نے جماعت کے اندر فیصلہ نہیں کروانا ہمیں بہر حال اجازت دی جائے کہ ہم ملکی قانون کے مطابق فیصلہ کروائیں۔ پھر ایسے لوگوں کا کبھی بھی جب کوئی معاملہ ہو نظام جماعت نہیں سنے گا۔ پھر وہ کبھی اپنے معاملے جماعت کے پاس نہ لائیں۔ اور جب ایسے لوگوں کے معاملے نظام جماعت لینے سے انکار کرتا ہے تو پھر ایسے لوگ سیکرٹری امور عامہ، صدر یا امیر کے خلاف شکایات کرنا شروع کر دیتے ہیں، اعتراض شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھو یہ لوگ ہمارے جھگڑوں کو نمٹانے میں تعاون نہیں کرتے۔ خلیفۂ وقت کو بھی لمبے لمبے خط لکھے جاتے ہیں اور وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ تو یہ سب شیطانی خیال ہیں۔ وہ تمہارے دل میں پہلے وسوسہ ڈالتا ہے، کہ دیکھو اپنا معاملہ جماعت میں نہ لے کے جانا۔ دوسرے فریق کے تعلقات عہدیداران سے زیادہ ہیں وہ تمہارے خلاف فیصلہ کروالے گا اور اپنے حق میں فیصلہ کروالے گا۔ تو پھر ایک دفعہ شیطان کی گرفت میں آ گئے تو پھر باہر نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ اور ایک چکّر شروع ہو جاتا ہے جو آہستہ آہستہ دلوں میں داغ پیدا کرتا رہتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

''اے ایمان والو! خدا کی راہ میں گردن ڈال دو اور شیطانی راہوں کو اختیار مت کرو کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اس جگہ شیطان سے مراد وہی لوگ ہیں جو بدی کی تعلیم دیتے ہیں۔'' (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صفحہ ۶۹۸۔ سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۹)

تو ایک تو یہ وجہ ہے کہ ذاتی جھگڑوں کی وجہ سے چاہے نظام جماعت سے فیصلہ کروایا جا رہا ہے یا نہیں کروایا جا رہا جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ لوگ ہیں جو تمہیں بدی کی تعلیم دیتے ہیں، بدخیالات دل میں پیدا کر دیتے ہیں، نظام کے خلاف ابھارتے ہیں ان کی وجہ سے تم شیطان کے چکر میں آ جاتے ہو۔ تو وہ چکر یہی ہے کہ چاہے ملکی عدالت میں جھگڑوں کی صورت میں جائیں یا نظام جماعت سے اپنے معاملات کا فیصلہ کروانے کی کوشش کریں۔ کوئی نہ کوئی فریق جس کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے جماعتی عہدیداران کو ملوث کر کے اس کے خلاف ہو جاتا ہے اور پھر نظام پر بدظنی شروع ہو جاتی ہے اور اس کے خلاف اظہار شروع ہو جاتا ہے۔ تو عملاً ایسے لوگ اپنے آپ کو نظام جماعت سے علیحدہ کر لیتے ہیں۔ اور پھر وہ نہ اِدھر کے رہتے ہیں نہ اُدھر کے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اس حدیث کو ہم سب کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔

> بے شک تم مومن کہلاتے ہو مگر تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ صرف منہ سے اپنے آپ کو مومن کہنا تمہیں نجات کا مستحق نہیں بنا سکتا

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے اور وہ صبر کرے۔ کیونکہ جو نظام سے بالشت بھر جدا ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ (صحیح مسلم کتاب الامارہ۔ باب و جوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین.....)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری اُمت کو ضلالت اور گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔

(ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی لزوم الجماعۃ)

تو ہمیشہ یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ جو بھی صورت حال ہو ہمیشہ صبر کرنا ہے۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ صبر ہمیشہ حق تلفی کے احساس پر ہی انسان کو ہوتا ہے۔ اب یہاں احساس کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ اکثر جس کے خلاف فیصلہ ہوا اس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ غلط ہوا ہے اور میرا حق بنتا تھا۔ تو یہ خیال دل سے نکال دیں۔ یہ

ہو ہی نہیں سکتا کہ نیچے سے لے کے اوپر تک سارا نظام جو ہے غلط فیصلے کرتا چلا جائے۔ یہ بدظنی پھر خلیفہء وقت تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر ہر احمدی کے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان رہے کہ

﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾۔ اس کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (**اُولُوا الامر** سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۶۰)

تو سوائے اس کے کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے جہاں واضح شرعی احکامات کی خلاف ورزی کے لئے تمہیں کہا جائے، اللہ اور رسول کی اطاعت اسی میں ہے کہ نظام جماعت کی، عہدیداران کی اطاعت کرو، ان کے حکموں کو، ان کے فیصلوں کو مانو۔ اگر یہ فیصلے غلط ہیں تو اللہ تمہیں صبر کا اجر دے گا۔ کیونکہ تم یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ پر معاملہ چھوڑو۔ تمہیں اختیار نہیں ہے کہ اپنے اختلاف پر ضد کرو۔ تمہارا کام صرف اطاعت ہے، اطاعت ہے، اطاعت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آ جاتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سر ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سر ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔

پیغمبر خدا ﷺ کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی۔ وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بار گراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی مگر رسول کریم ﷺ کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپؐ نے فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اُس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا۔ ان کی اطاعت میں گمشدگی کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کے وضو کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈتے تھے۔ اور آپؐ کے لب مبارک کو متبرک سمجھتے تھے۔ اگر ان میں یہ اطاعت کی تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی اصلی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتب عالیہ کو نہ پاتے۔ میرے نزدیک شیعہ سُنیوں کے جھگڑوں کو چکا دینے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ صحابہ کرام میں باہم پھوٹ، ہاں باہم کسی قسم کی پھوٹ اور عداوت نہ تھی۔ کیونکہ ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ وہ باہم ایک تھے اور کچھ بھی کسی سے عداوت نہ تھی۔ ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہہ نکلی تھیں۔ یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ آپ پیغمبر خدا ﷺ کی شکل وصورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا اور جو جلالی اور جمالی رنگوں کو لئے ہوئے تھی اس میں بھی ایک کشش اور قوت تھی کہ وہ بے اختیار دلوں کو کھینچ لیتے تھے۔ اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعت رسول کا وہ نمونہ دکھایا اور اس کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو ان کو دیکھتا تھا وہ بے اختیار ہو کر ان کی طرف چلا آتا تھا۔ غرض صحابہ کی سی حالت اور حوادث کی ضرورت اب بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعودؑ کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تیار کی تھی اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے اس لئے تم جو مسیح موعودؑ کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر

رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ ۲۴۸۔۲۴۶۔زیر سورۃالنساء آیت ۶۰)

اطاعت کے بارہ میں کچھ احادیث پیش کرتا ہوں۔

حذیفہؓ بن یمان سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ ہم بُرائی میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھلائی دی۔اب اس کے بعد بھی کچھ برائی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔میں نے کہا پھر اس کے بعد بھلائی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔میں نے کہا پھر اس کے بعد برائی۔آپؐ نے فرمایا: ہاں۔میں نے کہا کیسے؟ میرے بعد وہ لوگ حاکم ہوں گے جو میری راہ پر نہ چلیں گے۔میری سنت پر عمل نہیں کریں گے اور ان میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے دل شیطان کے سے اور بدن آدمیوں کے سے ہوں گے۔میں نے عرض کی: یارسول اللہؐ! اس وقت میں کیا کروں۔آپؐ نے فرمایا: اگر تو ایسے زمانہ میں ہو تو حاکم کی بات کو سن اور مان خواہ وہ تیری پیٹھ پھوڑے اور تیرا مال لے لے۔پس تُو اس کی بات سنے جا اور اس کا حکم مانتا رہ۔(صحیح مسلم کتاب باب و جوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین........)

تو اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ظلم کی حد تک بھی تمہارے ساتھ تمہارے عہدیداران کی طرف سے سلوک ہو رہا ہے تب بھی تم ان کی اطاعت کئے جاؤ۔آنحضرت ﷺ نے اطاعت کو اتنی اہمیت دی تھی کہ مختلف زاویوں سے امت کو اس بارہ میں سمجھاتے رہے۔

چند احادیث ہیں:

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو۔خواہ تم پر ایسا حبشی غلام (حاکم بنا دیا جائے) جس کا سر منقہ کی طرح (چھوٹا) ہو۔

(صحیح بخاری، کتاب الاحکام،باب السمع االطاعۃ للامام تکن معصیۃ)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے دن) اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر۔اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امامِ وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔ (صحیح مسلم کتاب باب و جوب ملا زمۃ جماعۃ المسلمین......)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔(صحیح مسلم کتاب الا مارۃ)

پھر حضرت عبادہ بن ولید اپنے دادا کی روایت اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرتؐ سے سننے اور بات ماننے کی بنیاد پر بیعت کی تھی۔سختی اور راحت اور خوشی اور ناخوشی میں خواہ ہمارے حق کا خیال نہ رکھا جائے اور اس بنیاد پر کہ ہم جھگڑا نہ کریں گے۔اس شخص کی سرداری میں جو اس کے لائق ہے اور ہم سچ بات کہیں گے جہاں ہوں گے۔اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارہ.باب و جوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ و تحریمھا فی المعصیۃ)

تو آنحضرت ﷺ سے زیادہ لوگوں کے حقوق کا خیال رکھنے والا کون تھا۔جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حق کا نہ خیال رکھا جائے تب بھی ہم اطاعت کریں گے۔لیکن یہاں کچھ اصول بدل رہے ہیں۔حالانکہ تمام صحابہ اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ آپ حق سے بڑھ کے حق ادا کرنے والے تھے اور آپؐ کے متعلق تو یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ آپ کسی کے حق کا خیال نہیں رکھیں گے۔لیکن کیونکہ یہاں نظام جماعت کی بات ہو رہی ہے۔جس میں اس کے ماننے والوں کا اطاعت سے باہر رہنے کا ادنیٰ سا تصور بھی برداشت نہیں ہو سکتا اس لئے یہ عہد لیا جا رہا ہے کہ ہم ہر حالت میں چاہے ہمارے حقوق کا نہ بھی خیال رکھا جا رہا ہو ہم مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کے جذبہ سے اس عہدِ بیعت کو نبھائیں گے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ آنحضرت ﷺ کسی کا حق مار رہے ہیں بلکہ اب جب جماعتی زندگی کا معاملہ آئے گا تو حق کے معیار بدلنے چاہئیں۔اب تم اپنی ذات کے بارہ میں نہ سوچو بلکہ جماعت کے بارہ میں سوچو۔اور اپنے ذاتی حقوق خود خوشی سے چھوڑو۔اور جماعتی حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرو۔یہاں وہی مضمون ہے کہ اعلیٰ چیز کے لئے ادنیٰ چیز کو قربان کرو۔پھر جو ہمارا عہدیدار یا امیر مقرر ہو گیا اب اس کی اطاعت تمہارا فرض ہے۔اس کی اطاعت کریں اور یہ سوال نہ اٹھائیں کہ یہ کیوں بنایا گیا۔بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ برادریاں لعن طعن کرتی ہیں کہ ہمارے خاندان کے اس کے ساتھ یہ یہ مسئلے تھے اور تم اس کی اطاعت کر رہے ہو۔تو اللہ کی خاطر اس لعنت ملامت سے بالکل نہیں ڈرنا۔یہ ہے ایک اعلیٰ اور مضبوط نظام جو آنحضرت ﷺ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: قرآن جس کو اطاعت کہتا ہے وہ نظام اور ضبط نفس کا نام ہے یعنی کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انفرادی آزادی کو قومی مفاد کے

مقابلہ میں پیش کر سکے۔ یہ ہے ضبط نفس اور یہ ہے نظام۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۶)

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ خواہ وہ امر اس کو پسند ہو یا ناپسند۔ یہاں تک کہ اسے معصیت کا حکم دیا جائے۔ اور اگر معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اطاعت اور فرمانبرداری نہ کی جائے۔

(صحیح بخاری کتاب الأحکام باب السمع و الطاعة الامام......)

تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ سوائے اس کے کہ شریعت کے واضح احکام کی خلاف ورزی ہو۔ ہر حال میں اطاعت ضروری ہے اور اس حدیث میں بھی یہی ہے یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ تم گھر بیٹھے فیصلہ نہ کر لو کہ یہ حکم شریعت کے خلاف ہے اور یہ حکم نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ تم جس بات کو جس طرح سمجھ رہے ہو وہ اس طرح نہ ہو۔ کیونکہ الفاظ یہ ہیں کہ معصیت کا حکم دے، گناہ کا حکم دے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام جماعت اتنا پختہ ہو چکا ہے کہ کوئی ایسا شخص عہدیدار بن ہی نہیں سکتا جو اس حد تک گر جائے اور ایسے احکام دے۔ تو بات صرف اس حکم کو سمجھنے، اس کی تشریح کی رہ گئی۔ تو پہلے تو خود اس عہدیدار کو توجہ دلاؤ۔ اگر نہیں مانتا تو اس سے بالا جو عہدیدار ہے، افسر ہے، امیر ہے، اس تک پہنچاؤ۔ اور پھر خلیفۂ وقت کو پہنچاؤ۔ لیکن اگر یہ تمہارے نزدیک برائی ہے تو پھر تمہیں یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ باہر اس کا ذکر کرتے پھرو۔ کیونکہ برائی کو تو وہیں روک دینے کا حکم ہے۔ اب تمہارا یہ فرض ہے کہ نظام بالا تک پہنچاؤ اور اس کے فیصلے کا انتظار کرو۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"یہ جو امارت اور خلافت کی اطاعت کرنے پر اس قدر زور دیا گیا ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ امیر یا خلیفہ کا ہر ایک معاملہ میں فیصلہ صحیح ہوتا ہے۔ کئی دفعہ کسی معاملہ میں وہ غلطی کر جاتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ اس کے بغیر انتظام قائم نہیں رہ سکتا۔ تو جب رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں بھی غلطی کر سکتا ہوں تو پھر خلیفہ یا امیر کی کیا طاقت ہے کہ کہے میں کبھی کسی امر میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خلیفہ بھی غلطی کر سکتا ہے لیکن باوجود اس کے اس کی اطاعت کرنی لازمی ہے ورنہ سخت فتنہ پیدا ہوسکتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ وفد بھیجنا ہے۔ خلیفہ کہتا ہے کہ بھیجنا ضروری ہے لیکن ایک شخص کے نزدیک ضروری نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ فی الواقع ضروری نہ ہو لیکن اگر اس کو اجازت ہو کہ وہ خلیفہ کی رائے نہ مانے تو اس طرح انتظام ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ تو انتظام کے قیام اور درستی کے لیے بھی ضروری ہے کہ اپنی رائے پر زور نہ دیا جائے۔ جہاں کی جماعت کا کوئی امیر مقرر ہو وہ اگر دوسروں کی رائے کو مفید نہیں سمجھتا تو انہیں چاہئے کہ اپنی رائے کو چھوڑ دیں۔ اسی طرح جہاں انجمن ہو وہاں کے لوگوں کو سیکرٹری کی رائے کے مقابلے میں اپنی رائے پر ہی اصرار نہیں کرنا چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے سیکرٹری یا امیر کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرنی چاہیے اور اسے سمجھانا چاہیے لیکن اگر وہ اپنی رائے پر قائم رہے تو دوسروں کو اپنی رائے چھوڑ دینی چاہیے۔ کیونکہ رائے کا چھوڑ دینا فتنہ پیدا کرنے کے مقابلے میں بہت ضروری ہے"۔

اطاعتِ امیر کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کے مختلف ارشادات سنے ہیں۔ لیکن ایک یہ حدیث ہے جو مزید خوف دلوں میں پیدا کرتی ہے۔ ہر احمدی کو ہمیشہ یہ باتیں ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنی چاہئیں کہ اطاعتِ امیر کس قدر ضروری ہے۔

> حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔
>
> (صحیح مسلم کتاب الامارة باب و جوب طاعة الامراء فی غیر معصیة و تحریمها فی المعصیة)

تو کون ہے ہم میں سے جو یہ پسند کرتا ہو کہ ہم آنحضرتؐ کے دائرۂ اطاعت سے باہر نکلیں۔ کوئی احمدی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ پس جب یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تو پھر عہدیداران کی، امراء کی اطاعت خالصتاً للہ اپنے اوپر واجب کر لیں۔ اور اگر نظام جماعت پر حرف آتے ہوئے دیکھیں تو آپ کے لئے راستہ کھلا ہے خلیفۂ وقت تک بات پہنچائیں اور

مناسب ہے کہ اس عہدیدار کے ذریعہ سے ہی بھجوائیں ۔ بغیر نام کے شکایت پر غور نہیں ہوتا۔ اگر اصلاح چاہتے ہیں تو کھل کر سامنے آنا چاہیے ۔لیکن یاد رکھیں ! آپ کو یہ قطعاً اجازت نہیں ہے کہ کسی بھی عہدیدار کی نافرمانی کریں۔ اگر کوئی ایسی صورت ہے تو پھر حدیث کی روشنی میں آپ عہدیدار سے عدم تعاون کر کے،ان کی نافرمانی کر کے،خلیفہء وقت کی نافرمانی کر رہے ہیں۔اور پھر یہ سلسلہ اوپر تک بڑھتا چلا جائے گا۔پس ہر ایک کی بقا اسی میں ہے کہ وہ اس عہد پر قائم رہے کہ وہ ہر قربانی کے لئے تیار رہے گا۔

اس کے بعد اب میں مختصراً،آج جلسہ کا آغاز بھی ہے انشاءاللہ،تو اس سلسلہ میں بعض دعائیں پیش کروں گا جو جلسہ میں شامل ہونے والوں کیلئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے کیں ۔ جہاں آپ نے بہت ساری دعائیں کی ہیں ان جلسوں میں شامل ہونے والوں کے لیے، وہاں شامل ہونے والوں سے آپؑ نے کچھ توقعات بھی رکھی ہیں ۔اور فرمایا ہے کہ ان جلسوں کو عام دنیاوی میلوں کی طرح نہ سمجھو کہ اکٹھے ہوئے،ٹولیاں بنائیں، بیٹھے،اپنی مجلسیں جمائیں ۔ جلسے کی کاروائی کے دوران بہر حال سب کو سوائے اشد مجبوری کے جلسہ گاہ میں جہاں جلسہ کے پروگرام ہو رہے ہیں،اس ہال میں، یہاں بیٹھنا چاہیے اور تمام کاروائی کو سننا چاہیے ۔انتظامیہ بھی اس بات کا خیال رکھے کہ نرمی اور پیار سے تمام شاملین کو اس طرف توجہ دلائے اور آنے والوں کا بھی کام ہے کہ انتظامیہ سے اس سلسلہ میں تعاون کریں۔ ان کے کہنے کا بُرا نہ مانیں اور جو بھی انتظام ہے اس کی پوری پوری اطاعت کریں کیونکہ یہ بھی اطاعت نظام کا ایک حصہ ہے اور آج سے ہی ،ابھی آپ کی طرف سے اظہار سے پتہ لگنا شروع ہو جائے گا کہ کون کس حد تک اطاعت گزار ہے۔خاص طور پر عورتیں اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ جلسہ سننے آئی ہیں،محفلیں جمانے کے لئے نہیں، نہ ہی دنیاداری کی باتیں کرنے۔ یہی دن ہوتے ہیں جن میں اصلاح نفس کا موقع ملتا ہے۔تو ان سے بھر پور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ پھر جن خواتین کے چھوٹے بچے ہیں، وہ جہاں بھی ان کا انتظام ہے، مارکی لگی ہوئی ہے اس کے آخر پر بیٹھیں تا کہ بچوں کی وجہ سے دوسروں کو پروگرام سننے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ وہ آسانی سے اور سہولت سے تمام پروگرام سن سکیں۔ پھر اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بچوں والیوں کو بچوں کی ضرورت کے وقت اٹھنا پڑتا ہے، باہر جانے میں بھی آسانی رہے۔تو امید ہے انشاءاللہ ان تین دنوں میں آپ لوگ یہ ثابت کر دیں گے کہ محض للہ آپ اپنی زندگی گزارنے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں جو آپؑ نے اس موقع کے لئے کیں، پڑھتا ہوں۔آپؑ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں جماعت کے لئے دعا کرتے ہوئے:

''ہر یک صاحب جو اس للہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور اُن کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے۔ اور اُنکے ہم و غم دور فرما دے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کُشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔آمین ثم آمین''۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول۔ صفحہ ۳۴۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں اور اس کے علاوہ وہ تمام دعائیں جو آپؑ نے اپنی پیاری جماعت کے لئے کیں ان سب کا وارث بنائے۔ہمیں اپنا عبادت گزار بندہ بنائے۔ ہمیں ہر قسم کے شرک سے پاک کر دے، اپنی کامل فرمانبرداری میں رکھے، اور اس جلسہ کے تمام برکات سے فیضیاب فرماتے ہوئے اپنی رحمتوں اور فضلوں کی چادر ہم پر ہمیشہ تانے رکھے۔ ﴿آمین﴾

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

(کلامِ محمود، صفحہ نمبر 165، نظم نمبر 103)

.....☆☆☆.....

قصّے

دین و دُنیا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

دین اور دنیا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے سوائے اس حالت کے جب خدا چاہے تو کسی شخص کی فطرت کو ایسا سعید بنائے کہ وہ دنیا کے کاروبار میں پڑ کر بھی اپنے دین کو مقدم رکھے۔ ایسے شخص بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص کا ذکر تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص ہزار ہا روپے کا لین دین کرنے میں مصروف تھا۔ ایک ولی اللہ نے اس کو دیکھا اور کشفی نگاہ اس پر ڈالی تو اسے معلوم تو اس کا دل باوجود اس قدر لین دین روپیہ کے خدا تعالیٰ سے ایک دم غافل نہ تھا۔ ایسے ہی آدمیوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ۔ (النور ۳۸)۔ کوئی تجارت اور خرید و فروخت ان کو غافل نہیں کرتی۔ (از ملفوظات، جلد 9، ص نمبر 206)

❁❁❁

دنیا کی بے ثباتی

شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے کیا عمدہ واقعہ بیان کیا ہے کہ دو شخص آپس میں سخت عداوت رکھتے تھے۔ ایسا کہ وہ اس بات کو بھی ناگوار رکھتے تھے کہ ہر دو ایک آسمان کے نیچے ہیں۔ ان میں سے ایک قضائے کار فوت ہو گیا۔ اس سے دوسرے کو بہت خوشی ہوئی۔ ایک روز اس کی قبر پر گیا اور اس کو اُکھاڑ ڈالا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا نازک جسم خاک آلود ہے اور کیڑے اس کو کھا رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دیکھ کر دنیا کے انجام کا نظارہ اس کی آنکھوں کے آگے پھر گیا اور اس پر سخت رقت طاری ہوئی اور اتنا رویا کہ اس کی قبر کی مٹی کو تر کر دیا اور پھر اس کی قبر کو درست کرا کر اس پر لکھوایا

مکن شادمانی بمرگِ کسے

کہ دہرت پس از وے نماند بسے

(از ملفوظات جلد نمبر 9، صفحہ نمبر 218)

منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ

اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو

لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیال حضرت عزت کو چھوڑ دو

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہء عرش کا نزول

اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پےء مرضی خدا

جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

شوخی و کبر دیوِ لعین کا شکار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے

اے کرم خاک! چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر۔ حضرت رب غیور کو

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

چھوڑو غرور و کبر۔ کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک۔ مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے

تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عفت جو شرطِ دیں ہے وُہ تقویٰ میں ساری ہے

﴿از درثمین صفحہ نمبر 103-104﴾

ایک احمدی عورت کا کام ہے کہ ترقی کی طرف قدم بڑھائے اور اللہ کے انعامات کی وارث بنے

عورتیں گھروں کی نگرانی کا فریضہ ادا کر کے جہاد جتنا ثواب حاصل کر سکتی ہیں

مسلمان عورت کس قدر خوش قسمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک مقام قائم فرما دیا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مستورات سے خطاب کا خلاصہ، برموقعہ جلسہ سالانہ جرمنی ۱۵ اگست ۲۰۰۹ء

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ النساء کی آیت وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا (سورۃ النساء 125) کی تلاوت فرماتے ہوئے مسلمان عورتوں کے تقدس اور اس کے مقام کے بارے میں تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔ فرمایا کہ مسلمان عورت کس قدر خوش قسمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک مقام قائم فرما دیا ہے۔ یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس نے واضح کر دیا ہے کہ صرف مرد ہی مومن نہیں کہلاتے بلکہ عورت بھی مومن ہے۔ اس لحاظ سے دونوں برابر ہیں اور جب کوئی عورت نیک عمل کرے گی تو اس کو بھی اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ مرد کو۔ لیکن اسلام پر اعتراض کرنے والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ عورت کو وہ مقام نہیں دیا جاتا جو مرد کا ہے۔ گویا کہ عورت دوسرے درجے پر ہے۔ اسلام کی رو سے تو جہاں دنیوی تعلیم میں عورت و مرد کا حق برابر ہے وہاں روزمرہ کے حقوق میں بھی عورت کو اس کا پورا حق دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ اعلان فرمایا ہے کہ نیک اعمال بجالانے کا ثواب جتنا مرد کو ہے اتنا ہی عورت کو بھی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب تک غلامی کی ممانعت کا حکم نہیں آیا تھا لونڈیاں رکھی جاتی تھیں، اس وقت آنحضرت ﷺ کے علم میں یہ بات آئی کہ کسی نے لونڈی کو تھپڑ مارا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس لونڈی کو فوراً آزاد کرو کیونکہ تم اپنے رویے کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ اس کو لونڈی کے طور پر رکھ سکو۔

> آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہترین تحفہ جو والدین اپنے بچے کے لیئے دے سکتے ہیں وہ ان کی بہترین تربیت ہے۔

اسلام نے غلاموں اور لونڈیوں کو انسانیت کی بنیاد پر اس وقت حقوق دلائے جب ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ شریعت کامل ہونے کے بعد اس کے حقوق چھین لئے جاتے۔ جب قرآن کریم واشگاف الفاظ میں لونڈیوں کے حقوق قائم کرتا ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ آزاد عورتوں کو حقوق نہ دے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلام نے بیویوں کے حقوق بھی قائم فرمائے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں تمہاری نہیں۔ ایک دفعہ عورتوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ مرد جہاد کر کے ہم سے زیادہ ثواب کما لیتے ہیں اور ہم گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں گھروں کی نگرانی کا فریضہ ادا کر کے جہاد جتنا ثواب حاصل کر سکتی ہیں۔

حضور انور نے اسلام میں پردے کی حکمت اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ پردے کا حکم اللہ تعالیٰ نے عورت کا تحفظ اور تقدس قائم کرنے کے لئے دیا ہے یہ قرآن کریم کے واضح احکامات میں سے ایک حکم ہے اور یہ ہمارے مذہبی عقائد میں سے ہے۔ ایک عورت یا ایک لڑکی جس کی اٹھان ایک ایسے ماحول میں ہوئی ہو جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا باعث برکت سمجھتی ہو اور اسے اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے کرتی ہو تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس پر اعتراض کرے یا اس پر پابندی لگائے۔

ایک واقفہ نو بچی کی مثال دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اس نے اخبار میں لکھا تھا کہ تم میری آزادی کا نام دے کر میری ہی مذہبی آزادی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ فرمایا یہاں پلنے بڑھنے والی لڑکیوں کو میں کہتا ہوں کہ یہ دیکھیں کہ مغربی اقوام جو بے پردگی کا شکار ہیں انہیں اپنا روشن دماغ ہونے کا بڑا زعم ہے انہیں اپنی بے پردگی سے سوائے وقتی آزادی اور عیاشی کے کیا ملا ہے۔ ان کے اندر جا کر ان سے پوچھیں کہ کیا آپ کو اس طرح کی آزادی سے ذہنی سکون مل گیا ہے۔ انہیں سکون حاصل نہیں ہے جبکہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ الرعد۔ آیت ۲۹) کہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر میں ہی دل کا اطمینان ہے۔

> اگر بعض فیشن آپ اس لئے کر رہی ہیں کہ یہاں کا معاشرہ پسند کرتا ہے۔ اونچے یا تنگ کوٹ پہننے سے بے پردگی ہوتی ہے۔ اگر اس سے آپ کے جسموں کی نمائش ہو رہی ہے تو یہ ایمان کی کمزوری اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی کمی ہے

پس ان لوگوں کی باتوں سے کوئی احمدی نوجوان بچی خوفزدہ نہ ہو۔ پس قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو انسانیت کے لئے راہ نجات ہے

احمدی بچے ماں باپ کے پاس جماعت کی امانت ہیں چاہے وقف نو ہیں یا نہیں

اوراس کی تعلیم مردوں اورعورتوں دونوں کے لئے یکساں ہے۔اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو رحمٰن ہونے کی وجہ سے اپنی رحمانیت کے عجیب جلوے دکھاتا ہے۔
وہ اعلان فرماتا ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اوراس رحمت سے جس طرح مرد حصہ لے رہا ہے عورت بھی اسی طرح حصہ لے رہی ہے۔لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جزا سزا کا قانون بھی ہے جو ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔اس لئے انسان کو نیکی اور بدی کی تمیز کرنے اوامر اور نواہی کے بارے میں بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ یہ کرے اور یہ نہ کرے۔گناہ ثواب میں واضح فرق بتا دیا گیا ہے کہ بدی کرنے سے گناہ ملتا ہے اور نیکی کرنے سے ثواب ملتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان میں مضبوطی کا حکم دیا اوراس کے نتیجے میں اس کے فضلوں کا بھی ذکر ہے۔جو مردوں کے لئے انعامات ہیں وہ عورتوں کے لئے بھی ہیں۔جو کام مرد کرسکتا ہے اور فطری کمزوری آڑے آجانے سے عورت نہیں کرسکتی اس کے بارہ میں عورت کو بتا دیا کہ یہ تم نہیں کرسکتی۔لیکن جو کام عورت کرسکتی ہے وہ مرد نہیں کرسکتے۔جو برداشت صبر اور حوصلہ عورت میں ہے وہ مرد میں نہیں۔فرمایا کہ ایک تقسیم کار کی گئی ہے اگر مرد کو گھر کے باہر کے معاملہ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے تو عورت گھر کی نگران ہے۔دنیا کا نظام بھی تقسیم کار کی وجہ سے چل رہا ہے اور جہاں تقسیم کار کے مطابق عمل نہیں کیا جاتا وہاں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔
دنیاوی نظام میں تو عورتوں سے مردوں جتنا کام لینے کے باوجود ان کو مردوں سے کم اجرت دی جاتی ہے اور یہ صورت حال صرف غریب ملکوں اور غیر ترقی یافتہ ملکوں میں ہی نہیں بلکہ یہی کچھ ترقی یافتہ ملکوں میں بھی ہے۔اسکے خلاف آوازیں بھی بلند ہوتی رہتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کے نظام میں تو نیکیوں اور اعمال صالحہ کا بدلہ عورتوں اور مردوں کے لئے برابر برابر ہے۔لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:۱۶۶) یعنی مومن تو اللہ سے محبت کرتے ہیں۔حضور نے فرمایا کہ ہر ایک کو اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔
اگر آپ اللہ تعالیٰ کے احکام کو اس لئے نہیں بجالا رہیں کہ لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں، پردے اس لئے اتر رہے ہیں کہ لوگ ہمیں گھورتے اور تنگ کرتے ہیں تو یہ نہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور نہ ہی اس کی خشیت اوراس کا خوف ہے۔اگر بعض فیشن آپ اس لئے کر رہی ہیں کہ یہاں کا معاشرہ پسند کرتا ہے۔اونچے یا تنگ کوٹ پہننے سے بے پردگی ہوتی ہے۔اگر اس سے آپ کے جسموں کی نمائش ہو رہی ہے تو یہ ایمان کی کمزوری اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی کمی ہے اور مغربی سوچ کے زیر اثر یہ سب کچھ ہو رہا ہے پس اس بات کو غور سے سوچیں اور اپنی حالتوں کا جائزہ لیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کا انکار کر کے ان اجروں سے محروم تو نہیں ہو رہے جو اللہ تعالیٰ ہمیں دینا چاہتا ہے۔
پس ایک احمدی عورت کا کام ہے کہ ترقی کی طرف قدم بڑھائے اور اللہ کے انعامات کی وارث بنے۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ لینے کے لئے ایمان میں ترقی کے لئے فرمانبرداری شرط ہے۔اور فرمانبرداری یہ ہے کہ اللہ کے حکموں پر کامل شرح صدر کے ساتھ عمل ہو۔ایک احمدی عورت اور لڑکی کے دل میں بامرادی کا تصور یہ ہونا چاہیے کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے نہ کہ دنیاداری میں اپنے تقدس کو ضائع کرنا ہے بلکہ اپنے تقدس کو ہمیشہ قائم رکھنا ہے یہ سوچنا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قُرب کیسے پاسکتی ہیں۔جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ جن لوگوں کو آپ آزاد سمجھتی ہیں جو بظاہر بڑی خوش باش نظر آرہی ہیں ان کے اندر بے چینیوں کے پہاڑ کھڑے ہیں۔کیونکہ یہ ظاہری خوش نظر آرہی ہیں۔سکون کی تلاش میں کوئی کسی نشے کا سہارا لے رہا ہے کوئی شراب کا سہارا لیتی ہے کوئی کلبوں میں ناچ گانے میں سکون تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔کوئی مردوں سے دوستیوں میں اپنی عزت اور عصمت کی پرواہ نہیں کرتی لیکن پھر بھی ان کی بے چینیاں کم نہیں ہوتیں۔جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان بے چینیوں کو دور کرنے کے لئے اللہ کے ذکر اور اطاعت کی طرف توجہ دلائی ہے۔اور اعلان فرمایا ہے کہ اگر تم صحیح معنوں میں فرمانبرداری کرو گے تو بامراد ہو گے اور فَآئِزُوْنَ میں شمار ہو گے۔حضور انور نے فرمایا کہ سچائی حق بات کا اظہار اور لغویات سے پرہیز ہے اور لغویات کی تشریح حضور نے یہ بیان فرمائی کہ وہ لڑکیاں جو چھپ کر ایسے کام کرتی ہیں کہ اگر ان کے ماں باپ، یا نظام جماعت کو پتہ لگ جائے تو ناراضگی ہو گی اور پھر اس کو چھپانے کے لئے جھوٹ کا بھی سہارا لینا پڑتا ہے، لغویات میں شامل ہیں۔

> اگر مرد کو گھر کے باہر کے معاملہ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے تو عورت گھر کی نگران ہے

پھر حضور نے مومن عورت کے لئے عاجزی دکھانے کو بھی اہم قرار دیا اور فرمایا کہ عاجزی یہ ہے کہ مرضی کے خلاف بات ہو اور عزت پر حرف آتا ہو تو اسے برداشت کیا جائے اور علم ہوتے ہوئے بھی دوسرے کے کم علم پر تکبر کا اظہار نہ کیا جائے اور اپنی دولت کا اظہار بھی فخریہ رنگ میں نہ کیا جائے۔
فرمایا کہ احمدی بچے اپنے ماں باپ کے پاس جماعت کی امانت ہیں چاہے وقف نو ہیں یا نہیں۔وقف نو بچے خاص طور پر جماعت کی خدمت کیلئے تیار کرنا ہی ہے اور ان کے ذہن میں ڈالنا ہی ہے کہ تم نے جماعت کا خادم بننا ہے۔لیکن غیر واقف نو بچہ بھی اسی طرح اہم ہے جس طرح وقف نو۔چونکہ جماعت کی ترقی، پوری جماعت کی ترقی سے وابستہ ہے۔بعض دفعہ وہ لوگ جو وقف نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے واقف سے زیادہ خدمت کر رہے ہوتے ہیں۔تبلیغی میدان میں ان کی کوشش اور نتائج غیر معمولی ہوتے ہیں اور علمی میدان میں اہم کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔

پس ان امانتوں کی حفاظت اوران کی بہترین تربیت کرنا یہ بھی ماں باپ کے فرائض میں داخل ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہترین تحفہ جو والدین اپنے بچے کیلئے دے سکتے ہیں وہ ان کی بہترین تربیت ہے۔حضورانور نے والدین کو نصیحت فرمائی کہ انٹرنیٹ اور ٹی وی کے غلط استعمال سے آزادی کے نام پر بچوں کی ضد دیکھتے ہوئے اندھے کنویں میں جان بوجھ کر نہ ڈالیں۔انہیں آگ میں جان بوجھ کر نہ دھکیلیں بلکہ ان کی مسلسل نگرانی کریں۔

بچوں کو پوری صحت وتلفظ کے ساتھ قرآن کریم پڑھانے کی تحریک: حضور نے فرمایا کہ میں یہ بھی کہوں گا کہ مغربی ممالک کی مائیں اپنی مصروفیتوں کے بہانے کر کے اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے غیراز جماعت قاریوں کے پاس بھجوارہی ہیں۔کئی کیس ایسے ہوئے ہیں کہ ان قاریوں نے قرآن کریم تو کم پڑھایا اور جماعت کے متعلق غلط باتیں ان کے ذہنوں میں پیدا کرنے کی زیادہ کوشش کی۔اب جب کہ جماعت کی ویب سائٹ، alislam اور MTA پر قرآن کریم کو صحت وتلفظ کے ساتھ پڑھانے کے پروگرام آتے ہیں ان کو ریکارڈ کر کے اپنے بچوں کو خود سکھائیں اور ایم ٹی اے والے ہر ملک کے لحاظ سے وقت کا اندازہ کر کے ان پروگراموں کو دوبارہ نئے سرے سے شروع کریں تا کہ کوئی بہانہ نہ رہے کہ ہم سکھا نہیں سکتے۔پہلی تو آپ کی ذمہ داری ہے، ماؤں کی کہ خود سکھائیں، سیکھیں بھی اور سکھائیں بھی۔ قرآن کریم پڑھانے والیوں کی سندات تو آج آپ نے وصول کر لیں تو ان سے اب آگے اور پڑھانے والیاں بھی پیدا ہوتی چلی جانی چاہئیں۔بلکہ ہر عورت اور ہر ماں قرآن کریم صحت وتلفظ کے ساتھ پڑھانے والی ہو۔گھر کی نگرانی عورت کے سپرد کی گئی ہے۔متقیوں کا امام بننا صرف مردوں کے لئے نہیں بلکہ عورتوں کے لئے بھی ہے اور اپنے بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرنے کی دعا عورت کے لئے بھی ہے۔جب گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے مرد امام بنتا ہے تو اس کے بیوی بچے اس کے ماتحت ہوتے ہیں اور عورت بھی اس دعا کی وجہ سے اپنے بچوں کی امام بن جاتی ہے اور بچے اس کے زیرنگیں ہو جاتے ہیں۔

> مسلمان عورت کس قدر خوش قسمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک مقام قائم فرمادیا ہے

پس اس امانت کا حق ادا کرنا بھی ہر احمدی ماں کا فرض ہے اور جب آپ متقیوں کا امام بننے کی دعا کریں گی تو اپنے بچوں کے تقویٰ کے معیاروں کو بھی دیکھیں گی اور نیک اعمال کی راہنمائی بھی کریں گی اور فکر کے ساتھ ان نیکیوں کے قائم رہنے کے لئے دعائیں بھی کریں گی۔یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ اپنے بچوں کے نیک ہونے کے لئے تو دعائیں کریں اور خود اپنی طرف توجہ نہ دیں۔اسلام نے عورت کو ایک ایسا بلند مقام بھی عطا فرمایا ہے جو مردوں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور وہ ہے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ جنت کی جو کنجی یا چابی آپ کے پاؤں کے نیچے رکھی گئی ہے یہ آپ کو احساس دلاتی ہے کہ اس کا استعمال کر کے اپنے لئے بھی جنت کے دروازے کھولیں اور اپنی اولاد کے لئے بھی۔یہ جنت کی چابی آپ کو اسلئے ملی ہے کہ آپ ایک نئی نسل کی تربیت گاہ ہیں۔یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اس چابی کے ساتھ آپ کو ایک کوڈ نمبر بھی دیا گیا ہے ہر ماں جنت کی چابی نہیں ہے بلکہ وہی ماں جنت تک پہنچانے والی ہے جو اس کوڈ کو استعمال کرے گی اور وہ کوڈ ہے اعمال صالحہ اور تقویٰ۔جب اس کا عکس اس تالے پر پڑے گا تو ایسی ماؤں کے لئے جنت کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔

پس ہر احمدی عورت اس کو استعمال کرے اور دنیا کو بتادے کہ تم کہتے ہو کہ اسلام میں عورت کی عزت نہیں۔اسلام تو ہمیں نیک عمل کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مردوں کے برابر بلکہ اولاد کی نیک تربیت کی وجہ سے ہماری اولاد کی جنت کی ضمانت بھی دیتا ہے۔اور ہمارے مرنے کے بعد وہ نیک عمل جو ہماری نیک تربیت کی وجہ سے ہماری اولاد کرتی ہے جہاں وہ اس ثواب کو حاصل کرنے والی ہوتی ہے وہاں ماؤں کے دنیا سے رخصت کے بعد ماؤں کا درجہ بلند کرنے کا موجب بھی بن رہی ہوتی ہے۔پس یہ اعزاز حاصل کرنے کے لئے ہر ماں کوشش کرے۔اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی توفیق دے۔

نوجوان بچوں کو پھر میں کہتا ہوں کہ اپنے مقام کو سمجھو اور اپنے تقدس کا خیال رکھو۔اس ملک میں آ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو سہولتیں اور آسانیاں فراہم کی ہیں انہیں اپنی عارضی تسکین کا ذریعہ نہ بناؤ بلکہ جماعت کے مفاد کے لئے استعمال کرو۔انٹرنیٹ کو لغویات اور فضولیات کے لئے استعمال کرنے کی بجائے احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے استعمال کرو۔اس سے غیر اور نامحرموں سے رابطے کرنے کی بجائے دین کے رابطے کرنے کے لئے استعمال کرو۔میرے ایک جائزے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جن گھروں میں ماں باپ کا آپس میں پیار اور محبت کا تعلق نہیں ہے ان کے بچے باہر زیادہ سکون تلاش کرتے ہیں اس لئے میں ماں باپ سے یہ بھی کہوں گا کہ اپنی ذاتی اناؤں اور دنیاوی خواہشات کی وجہ سے اپنے گھروں کا سکون برباد کر کے اپنی نسلوں کو برباد نہ کریں۔اور حقیقی طور پر متقیوں کا امام بننے اور اپنی امانتوں کا حق ادا کرنے والے بننے کی کوشش کریں اور اپنے عہد اور وعدے کو پورا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر آپ نے کیا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا کرے۔

﴿از الفضل انٹرنیشنل ۱۸ ستمبر ۲۰۰۹ء تا ۲۴ ستمبر ۲۰۰۹ء﴾

ماؤ تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی اور "کوڈ" اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

جلسہ جرمنی میں حضور انور کا خواتین سے خطاب سن کر

صالح چلن ہو آپ کا اور چال صالحہ
گودوں سے تب ہی نکلیں گے اطفال صالحہ
ماؤ تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور "کوڈ" اس بہشت کا اعمالِ صالحہ
قُربِ خدا نصیب میں اس ماں کے ہے ضرور
ہر پل جسے نصیب ہیں اشغال صالحہ
ماؤ تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور "کوڈ" اس بہشت کا اعمالِ صالحہ
تہذیب مغربی کی نہ تقلید تُم کرو
پیشِ نظر رہیں سدا امثالِ صالحہ
ماؤ تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور "کوڈ" اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

☆☆☆☆☆

اُن پر بھرے شباب میں تقویٰ کا نور ہے
تنہائی میں بھی جن کے ہیں اعمالِ صالحہ
ماؤ تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور "کوڈ" اس بہشت کا اعمالِ صالحہ
خوش بخت ہیں وہ بیٹیاں جن کو نصیب ہیں
دونوں طرف سے میکہ و سسرال صالحہ
ماؤ تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور "کوڈ" اس بہشت کا اعمالِ صالحہ
پھلو خدا کے عشق میں ہر آن ہر گھڑی
برسیں دلوں پہ ٹوٹ کے افضال صالحہ

☆☆☆☆☆

ماؤ تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور "کوڈ" اس بہشت کا اعمالِ صالحہ
روحانیت کی پاک فضاؤں میں تم اُڑو
مل جائیں غیب سے یہ پَر و بال صالحہ
ماؤ تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور "کوڈ" اس بہشت کا اعمالِ صالحہ
جلتا ہے اس دیئے میں پسینہ بھی خون بھی
تب جا کے ہاتھ آتے ہیں اموالِ صالحہ
ماؤ تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور "کوڈ" اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

☆☆☆☆☆

ہر گھر میں امن و چین ہو ہر گھر میں ہو سکوں
ہر گھر پہ برکتوں کے ہوں انزالِ صالحہ
ہر گز کسی کا دل نہ دُکھاؤ زبان سے
نکلیں لبوں سے ہر گھڑی اقوالِ صالحہ
ماؤ تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور "کوڈ" اس بہشت کا اعمالِ صالحہ
سایہ خدا کے پیار کا عرشی سروں پہ ہو
انفاسِ قدسیہ ملیں اضلالِ صالحہ
ماؤ تمہارے ہاتھ میں چابی بہشت کی
اور "کوڈ" اس بہشت کا اعمالِ صالحہ

☆☆☆

ارشاد عرشی ملک

میری ہر ایک راہ تیری سمت ہے رواں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے:
وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ☆
ترجمہ: **اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔** (سورۃ النور آیت ۵۷)

اگر مسلمان ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے سوائے اس کے اور کوئی راہ نہیں کہ حقیقی طور پر اس بات پر ایمان لائیں کہ ساری برکت قرآن میں ہے اور ساری برکت محمد ﷺ کی اطاعت میں ہے اگر ہم ذرہ بھی اس سے اِدھر اُدھر ہوئے تو ہمیں بھی نقصان پہنچے گا اور ہماری آئیندہ نسلیں بھی تباہ ہونگی کیونکہ صراط مستقیم پر چلے بغیر کوئی انسان اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔

اطاعت کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں امام کی آواز کے مقابلے میں افراد کی آواز کوئی اہمیت نہیں رکھتی تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کیلئے دوڑ پڑو کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے بلکہ انسان اس وقت جب نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ نماز توڑ کر خدا کے رسول کی آواز کا جواب دے ہمارے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس قسم کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ایک دفعہ ایسا کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے آواز دینے پر فوراً نماز توڑ دی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور غالباً میر مہدی حسین صاحبؓ اور میاں عبداللہ صاحب نے بھی ایسا ہی کیا تھا بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورۃ النور کی آیت ۶۴ پڑھ کر انہیں جواب دیا:
ترجمہ۔ **تمہارے درمیان رسول کا تمہیں بلانا اس طرح نہ بناؤ جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو اللہ یقیناً اُن لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے نظر بچا کر چپکے سے نکل جاتے ہیں پس وہ لوگ جو اس کے حکم کی مخالفت کرنے والے ہیں وہ اس بات سے ڈریں کہ انہیں کوئی ابتلا آجائے یا دردناک عذاب آ پہنچے۔**

بہر حال نبی کی آواز پر فوراً لبیک کہنا ایک ضروری امر ہے بلکہ ایمان کی علامتوں میں سے ایک بھاری علامت ہے پھر خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو زکوۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو کہ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔

لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں مسلمان نمازیں پڑھینگے روزے بھی رکھیں گے حج بھی کرینگے مگر اُن کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہوگا کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر نہیں ہوسکتا پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی کیونکہ اطاعت رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو روزے رکھو یا حج کرو یہ تو خدا کے حکم کی اطاعت ہے، اطاعت رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو زکوۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں اپنے وطن پر قربان کرنے کیلئے کھڑے ہو جائیں غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم وملزوم ہیں، اگر خلافت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی تمہاری زکوۃ بھی جاتی رہے گی اور تمہارے دل سے اطاعتِ رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا ہماری جماعت کو چونکہ ایک نظام کے ماتحت رہنے کی عادت ہے اور اس کے افراد اطاعت کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اس لئے اگر ہماری جماعت کے افراد کو اُٹھا کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رکھ دیا جائے تو وہ اُسی طرح اطاعت کرنے لگ جائیں گے جس طرح صحابہ اطاعت کیا کرتے تھے اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی کیونکہ رسول کی اصل غرض یہ ہوتی ہے سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے، اصل چیز خدا اور اس کے رسول کی اطاعت ہے اور تمام کامیابیاں اسی روح کے ساتھ وابستہ ہیں جس قوم میں اطاعت کی روح ہوتی ہے وہ دوسروں کے مقابلے میں کمزور ہوتے ہوئے بھی کامیاب ہوجاتی ہے اور جس قوم میں سے اطاعت کی روح نکل جاتی ہے وہ زیادہ ہوتے ہوئے بھی ناکام رہتی ہے۔

﴿تفسیر کبیر جلد 6 صفحات (21)(217)(408(409))(369)(367)(366)﴾

﴿مرتبہ صابرہ رفیق، Augsburg﴾

شہداء کو ایک اعلیٰ درجہ کی حیات حاصل ہے یا ایک شہید کی جگہ لینے کے لئے پچاس پچاس اور سو سو آدمی آئیں گے۔ یا وہ رنج و غم سے کلی طور پر آزاد ہیں۔ یا ان کے خون رائیگاں نہیں جائیں گے۔۔۔۔۔۔اس دنیا میں کوئی چیز بھی قربانی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ ماں جب تک اپنی جان کی قربانی پیش نہیں کرتی اسے بچہ حاصل نہیں ہوتا۔ دانہ جب تک خاک میں مل کر اپنی جان کو نہیں کھوتا وہ ایک سے سات سو دانوں میں تبدیل نہیں ہوتا۔ (از تفسیر کبیر، جلد نمبر 2، ص نمبر 292,293)

اگر اپنا اصول یہ بنالیں کہ صبر اور دعا سے کام لینا ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے تو تمام عائلی مسائل جو ہیں وہ محبتوں میں بدل جائیں گے اور یہ تبدیلی ہر احمدی میں پیدا ہونی چاہئے۔ ورنہ وہ اس عہد کو پورا کرنے والا نہیں ہوگا جو اس نے حضرت مسیح موعودؑ سے کیا ہے۔

لجنہ اماء اللہ UK کے سالانہ اجتماع کے موقع پر قرآن مجید و احادیث نبویہ کی روشنی میں نہایت اہم نصائح

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے روح پرور خطاب)

برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ۔ بتاریخ 4 اکتوبر 2009ء بروز اتوار بمقام اسلام آباد (یوکے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا!

يَآ يُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً۔ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔ (سورۃ النساء 2)

لجنہ اماء اللہ کے اجتماع پر عموماً یہ روایت ہے کہ آخری تقریر میری ہوتی ہے۔ اس کے بعد دعا کے ساتھ اجتماع ختم ہو جاتا ہے۔ اس سال کیونکہ انصار اللہ کا بھی اجتماع آپ کے ساتھ ہی ہو رہا ہے اور اُس میں بھی میری شمولیت ہونی تھی، اس لئے یہی پروگرام بنایا گیا کہ آپ کو میں پہلے وقت کچھ باتیں کہہ لوں اور انصار اللہ کو آخر میں دوپہر کے سیشن میں۔ بہرحال انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے ایک ہی وقت میں اجتماع کرنے کا اس دفعہ یہ پہلا تجربہ ہے۔ کس حد تک یہ تجربہ کامیاب ہوا ہے؟ اس بارے میں تو جو لوگ یہاں آئے ہیں ان کے تاثرات سے بعد میں پتا لگے گا لیکن جو حاضری کی رپورٹ پیش ہوئی ہے اُس سے لگتا ہے کہ گذشتہ سال کی نسبت اس سال حاضری کم ہے یا ٹرانسپورٹ کے مسائل ہیں یا اور کچھ وجوہات ہیں یا لوگوں کو لندن سے یہاں آنے میں دقت ہے جو دور کی مجالس ہیں وہ تو یقیناً آئی ہوں گی۔ جس طرح لندن کے لئے آنا ہے اُسی طرح اسلام آباد آنا ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ لندن کی حاضری یا اجتماع میں شمولیت اس دفعہ کم ہے۔ بہرحال جو بھی وجہ ہے۔ اور یہاں اجتماع کرنے کے باقی انتظامی لحاظ سے بھی کیا فائدے اور کیا نقصان ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں بھی بعد میں آپ لوگوں کے تاثرات سے ہی علم ہو سکتا ہے۔

اب میں اپنے مضمون کی طرف آتا ہوں اور آپ سے چند باتیں کہنی چاہتا ہوں جس کی آج کے احمدی معاشرے میں مردوں اور عورتوں دونوں کو بہت ضرورت ہے۔ لیکن کیونکہ میں آپ سے مخاطب ہوں اس لئے عورتوں کے حوالے سے بات کروں گا اور یہ تمام باتیں قرآن کریم اور احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر بنیاد رکھتے ہوئے میں کر رہا ہوں اور ظاہر ہے خلیفہء وقت جب بھی کوئی بات کرتا ہے تو انہی پر بنیاد رکھتے ہوئے بات کرتا ہے اس سے باہر نہیں جا سکتا۔ اس لئے ایک احمدی مسلمان کے ذہن میں کبھی یہ سوال نہیں اٹھنا چاہیے کہ یہ مشرق میں رہنے والی عورت کے لئے باتیں ہیں یا مغرب میں رہنے والی عورت کے لئے باتیں ہیں۔ مغرب میں رہنے والی عورتوں سے مراد وہ احمدی عورتیں ہیں جو خالصتاً مغربی نسل یعنی یورپین قوموں سے ہیں۔ مختلف اقوام کے جو لوگ ہیں جنہوں نے احمدیت کو قبول کیا۔ یا ایشین اور افریقن قوموں کی احمدی ہیں جو یہیں پیدا ہوئیں اور یہیں پلی بڑھیں یا بچپن یا جوانی کی عمر میں یہاں آکر آباد ہوگئیں۔ اگر ہمارا یہ دعویٰ ہے اور یہ دعویٰ یقیناً اسلام کے دعویٰ، قرآن کریم کے دعویٰ اور آنحضرت ﷺ کے دعویٰ کے عین مطابق ہے کہ اسلام دینِ فطرت ہے اور اس میں بیان کردہ احکامات اور تعلیمات ایسی ہیں کہ جن کے متعلق یہ کہا ہی نہیں جا سکتا کہ اس پر عرب قوم کے لئے عمل کرنا تو آسان تھا لیکن عرب دنیا سے باہر اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ نہیں، بلکہ قرآنی تعلیمات جیسی عربوں کے لئے قابل عمل اور ان کی فطرت کے مطابق ہیں اور اُسی طرح یورپ کے لئے بھی ہیں اور افریقہ میں بسنے والوں کے لئے بھی ہیں اور جزائر میں رہنے والے لوگوں کے لئے بھی ہیں اور امریکہ کے رہنے والے لوگوں کے لئے بھی ہیں اور اسی طرح یہ تعلیم جیسی آج سے پندرہ سو سال پہلے قابل عمل تھی ویسی آج بھی قابل عمل ہے اور قیامت تک یہی ایک مذہب ہے جو انسانی فطرت کے مطابق اپنی تعلیم پیش کرنے والا ہے۔ پس یہ خیال کرنا کہ اسلام کوئی دقیانوسی اور پرانے زمانے کا مذہب ہے، اس کے احکامات بڑے سخت ہیں، اس میں سختی اور شدت پائی جاتی ہے، یہ سب لغو اعتراضات ہیں، فضول اعتراضات ہیں جو آج کل بڑی شدت سے غیر مسلم معترضین کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں۔

رشتے ٹوٹنے کی کچھ اور وجہ بھی ہے جو بے صبری ہے اور تقدس کی پامالی ہے

قرآن کریم وہ جامع اور مکمل ضابطہ اخلاق ہے، جس نے گھریلو سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک اور بچوں کے حقوق و فرائض سے لے کر حکومتوں کے حقوق و فرائض تک تمام باتیں بیان فرمادی ہیں۔ گھریلو امن وسلامتی کے قائم رکھنے کے اصول بھی بتادیئے اور معاشرے کے امن اور سلامتی کے قائم رکھنے کے اصول بھی

بتا دیئے۔اور پھر بین الاقوامی سطح پر قیام امن کے لئے سنہری اصولوں کی نشاندہی بھی فرمادی۔آج بھی دنیاوی طور پر اپنے آپ کو بڑا ترقی یافتہ سمجھنے والے جو لوگ ہیں اور جو اپنے آپ کو روشن دماغ سمجھتے ہیں، اُن کے سامنے جب اسلام کی خوبصورت تصویر پیش کی جائے تو بے اختیار اُن کا پہلا ردّعمل یہ ہوتا ہے کہ **اگر یہ اسلامی تعلیم ہے تو اس سے تو سوائے امن، پیار، محبت اور بھائی چارے کے کچھ نہیں پھیل سکتا۔ یہ پیار، امن، محبت اور بھائی چارہ پھیلانے والی تعلیم ہے۔**

پس کسی سچے احمدی مسلمان عورت یا مرد، نوجوان یا بچے کو اس بات پر شرمسار نہیں ہونا چاہئے، شرمندہ نہیں ہونا چاہئے، کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ ہم مسلمان ہونے کی وجہ سے بعض تعلیمات پر عمل کر کے لوگوں کے تمسخر کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ لوگ ہمارے پردہ کا مذاق اڑاتے ہیں یا ہمارے برقع کا مذاق اڑاتے ہیں، یا ہمارے لباس کا مذاق اڑاتے ہیں یا ہماری نماز کے طریق کا مذاق اڑاتے ہیں۔نوجوان بچیوں کو اور اُن لوگوں کو جو کسی بھی وجہ سے یہاں کے لوگوں کی باتوں کو سن کر کسی قسم کے complex کا شکار ہو جاتے ہیں اس کی بالکل بھی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔اگر یہاں لوگوں کو، نوجوانوں کو جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے، جن کے چرچ بھی اب فروخت کے لئے بازار میں رکھ دیئے گئے ہیں، اس بات پر فخر ہے کہ ہم ہی صحیح ہیں اور آزادی کے نام پر جو چاہو کر لو اور وقت ثابت کر رہا ہے کہ اُن کی اس سوچ کے نتائج اُنہیں اخلاقی گراوٹوں میں گراتے چلے جا رہے ہیں۔ بچے ہیں تو وہ ماں باپ کی بے ادبی میں اس قدر بڑھ گئے ہیں، جیسا کہ مَیں اپنے خطبہ میں بھی ذکر کر چکا ہوں کہ اب اس غیر ضروری اور بچوں کے بیجا حقوق کے تحفظ کے خلاف ٹی وی پروگراموں پر آوازیں بھی اٹھنے لگ گئی ہیں کہ معاشرے کا امن، گھروں کا سکون اور بچوں کے اخلاق اس قدر نیچے گر رہے ہیں اور تباہی کی طرف جا رہے ہیں کہ اس کا سدِّ باب کرتے ہوئے ہمیں کچھ حدود لاگو کرنی پڑیں گی۔ پھر میاں بیوی کے تعلقات اور رشتوں کو قائم رکھنا ہے تو وہ گرتے چلے جا رہے ہیں اور انحطاط پزیر ہیں۔ برداشت نہ ہونے کی وجہ سے رشتے ٹوٹ رہے ہیں۔طلاقوں کی شرح بے انتہا ہے۔ Arranged Marriage کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور اس کو رشتے ٹوٹنے کی وجہ بیان کیا جاتا ہے۔

> اگر یہ اسلامی تعلیم ہے تو اس سے تو سوائے امن، پیار، محبت اور بھائی چارے کے کچھ نہیں پھیل سکتا...... پس کسی سچے احمدی مسلمان عورت یا مرد، نوجوان یا بچے کو اس بات پر کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ ہم مسلمان ہونے کی وجہ سے بعض تعلیمات پر عمل کر کے لوگوں کے تمسخر کا نشانہ بن سکتے ہیں

جو یہاں کے رہنے والے جو مسلمان نہیں ہیں جو احمدی نہیں ہیں ان لوگوں کے تو Arranged Marriage نہیں ہوتے پھر کیوں اتنے زیادہ ان کے رشتے ٹوٹتے ہیں، اکثریت کے رشتے ٹوٹ رہے ہیں، ان کی ایک بہت بڑی شرح جو ہے جو percentage ہے، اُن کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں باوجود اس کے کہ یہ اپنی پسند کی شادیاں کر رہے ہوتے ہیں۔ رشتے ٹوٹنے کی کچھ اور وجہ بھی ہے جو بے صبری ہے اور تقدس کی پامالی ہے۔عورت نہ خود اپنا تقدس قائم رکھتی ہے اور نہ ہی مرد اس کا تقدس قائم رکھتا ہے۔اور پھر بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔اور اس کے نتیجے میں پھر رشتے ٹوٹتے چلے جاتے ہیں۔ بہت سے بچے جن کے single parents ہیں بہت سی برائیوں میں مبتلا ہیں۔ نہ ہی ان پر معاشرہ کی کوئی پابندی ہے، نہ مذہب کی طرف سے کوئی پابندی ہے کہ کن پابندیوں میں ان کو رکھنا ہے تا کہ وہ مفید وجود بن سکیں۔ نہ قانون کی کوئی پابندی ہے بلکہ اگر ان کو کچھ کہا جائے تو قانون ان کی حمایت کرتا ہے۔نتیجہ سامنے ہے کہ ان single parents کے بچے بچپن میں بھی اور پھر جب teenagers میں شمار ہوتے ہیں تو ان کے جرائم کی شرح بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ یہ بچے اس لئے جرم نہیں کرتے کہ کسی کا کوئی مقصد ہے۔ چاہے کوئی غلط مقصد ہی ہو لیکن کوئی مقصد تو ہونا چاہئے جس کے لئے یہ کام کر رہے ہوں۔ بلکہ اس لئے ایسا کرتے ہیں کہ یہ دل بہلاوا ہے۔ چند لڑکے لڑکیاں اکٹھے ہو کر gang بنا لیتے ہیں اور پھر fun کے طور پر دوسروں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔اور جوں جوں معاشی مسائل بڑھ رہے ہیں، آجکل inflation کی وجہ سے credit crunch کی وجہ سے، میاں بیوی کے تعلقات کے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں۔اور بچوں کی اخلاق سوزیوں کے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں، جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہاں تو لڑکے لڑکیاں اپنی مرضی سے شادی کرتے ہیں میری مراد ان لوگوں سے ہے جو احمدی نہیں ہیں۔ ان میں سے اکثریت کی بظاہر بڑی محبت کی شادیاں ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود کچھ عرصے کے بعد ایک بہت بڑی شرح ان رشتوں کو توڑ دیتی ہے اور پھر مرد اور عورت اپنی اپنی نئی دنیا بسانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور پھر بعض اوقات ایسے معاملات بھی آتے ہیں کہ مرد نے عورت کی پہلی اولاد کو ظالمانہ طور پر مار دیا۔ ٹی وی پر بھی خبریں آتی ہیں کسی کو مکّے مار مار کر مار دیا تو کسی کا گلا دبا کے مار دیا تو کسی کو کسی اور ذریعے سے قتل کر دیا اور ان بچوں کی جو مائیں ہیں جن کے پہلے خاوندوں سے وہ بچے ہوتے ہیں، جب اُن سے پوچھو کہ تمہارے بچے کو تمہارا دوست یا نیا خاوند مار رہا تھا تم نے کچھ نہیں کیا۔ تو وہ بھی یہی جواب دیتی ہیں کہ میرے محبوب اور میرے دوست نے جو اُس کی مرضی تھی کیا اور مجھے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اُس نے میرے بچے کو مار دیا۔ گویا ماں جو ممتا اور پیار اور قربانی کی اعلیٰ ترین مثال سمجھی جاتی تھی، ظلم و بربریت کی مثال بنتی جا رہی ہے۔ کیا یہ تعلیم کی وہ روشنی اور ترقی ہے جس کی تقلید ایک احمدی عورت اور ایک بچی کرے جبکہ اس کے پاس خدا تعالیٰ کی ناقابل مثال تعلیم کا خزانہ موجود ہے۔

پس احمدی نوجوان کو چاہے وہ لڑکی ہے یا لڑکا ہے، اس بات پر فخر ہونا چاہئے کہ ہمارے پاس ہمارے زندہ خدا کی طرف سے، ہمارے زندہ رسول کی طرف سے ایک تعلیم اتاری

گئی ہے۔اور وہ زندہ قرآنی تعلیم کا ایک ایسا خزانہ ہے جو ہماری دنیا و آخرت سنوارنے والا ہے اور ہماری نسلوں کی دنیا و آخرت سنوارنے والا بھی ہے۔ ہمارے گھروں کے در و دیوار کو پیار و محبت کے حسن سے آراستہ کرنے والا بھی ہے۔ ہمارے گھروں کو اُس روشنی سے منور کرنے والا ہے جو ہمارے ظاہر کو بھی روشن کرتی ہے اور ہماری روح کو بھی روشن کرتی ہے۔

ہمیں اس دنیا میں بھی جنت کے نظارے دکھاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے، ہم اُس پر عمل کر کے دیکھتے ہیں۔ اور وہ ہماری اخروی زندگی میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی ہے خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں ہمیں داخل کرے گی۔ انشاء اللہ۔ پس اس تعلیم کی قدر کریں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی ہے اور اس دنیا کی زندگی کی فکر نہ کریں بلکہ اُس زندگی کی فکر کریں جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے یہ نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات میں سے ایک آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے کہ: **"اے لوگو اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر اُن دونوں میں سے مرد اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور رحموں کے تقاضوں کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔"**

ان آیات میں ایک ایسا مضمون بیان ہوا ہے کہ اگر دونوں فریق اس پر عمل کریں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ گھریلو جھگڑے ہوں، رنجشیں پیدا ہوں اور رشتے ٹوٹیں یا سسرال سے مسائل پیدا ہوں۔ اس آیت میں فرمایا کہ "**تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے**"۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ تمہیں ایک مشترکہ مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے مرد اور عورت، خاوند اور بیوی اِس مشترک مقصد کی تلاش میں رہو۔ اُسے ڈھونڈو اور اس میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ یہ نیا رشتہ قائم ہو جانے کے بعد معاشرے کے امن کے لئے دونوں کوشش کرو اور اس کی سب سے پہلی بات یا ابتدا وہ ہے جو اس رشتہ کی وجہ سے دو خاندانوں کے بندھن کے ذریعہ آپس میں تعلق پیدا ہوا ہے۔ پس اس تعلق کو اس نہج پر چلاؤ کہ رشتوں میں مضبوطی آئے۔ دراڑیں نہ آئیں۔ رشتے نہ پھٹیں۔ لڑکی کو خاوند یا سسرال کی بات بری لگے تو صبر اور دعا کے ذریعے سے اس کا بہتر نتیجہ نکالنے کی کوشش کرے۔ اگر شروع میں ہی جب ابھی ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھا ہی نہیں گیا ہوتا، اس وقت اگر خاوند یا سسرال کی باتیں اپنی سہیلیوں یا گھر والوں سے کرو گی تو رشتوں میں دراڑیں آجائیں گی، رشتے ٹوٹنے لگ جائیں گے۔

> "اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے بہترین بیوی کی کیا تعریف فرمائی ہے، فرمایا کہ جو خاوند کے کام کو خوشی سے بجالائے اور جس سے روکے، اس سے رُک جائے۔ اگر خاوند میں تقویٰ نہ ہو تو یہ بہت مشکل بات ہے لیکن پھر بھی گھروں کو بچانے کے لئے رشتوں کو بچانے کے لئے جس حد تک ہو سکے کوشش کرتے رہنا چاہیے"

یہاں جو یہ فرمایا کہ رِحموں کے تقاضوں کا خیال رکھو تو اس کے گہرے علمی معنوں کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ رحمی رشتے صرف اپنے رحمی رشتے نہیں ہیں، اپنے خون کے رشتے نہیں ہیں بلکہ خاوند اور بیوی کے جو اپنے اپنے رحمی رشتے یا خون کے رشتے تھے، وہ شادی کے بعد ایک دوسرے کے رحمی رشتے بن جاتے ہیں۔ یعنی خاوند کے ماں باپ، بہن بھائی، بیوی کے ماں باپ، بہن بھائی بن جاتے ہیں۔ اور اسی طرح بیوی کے ماں باپ، بہن بھائی، خاوند کے ماں باپ بہن بھائی بن جاتے ہیں۔ جب یہ سوچ ہوگی تو کبھی رشتوں میں دوریاں پیدا نہیں ہوسکتیں۔ کبھی تعلقات خراب نہیں ہو سکتے۔ پس فرمایا کہ ان کے حق دونوں کو اس طرح ادا کرنے چاہئیں جس طرح اپنے رشتہ داروں ماں باپ، بہن بھائی کے حق ادا کرتے ہو۔ یہ حکم صرف لڑکی کے لئے نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں نے کہا آپس کے تعلقات نبھانے کے لئے اسی طرح لڑکے کو بھی صبر اور دعا کا حکم ہے، جس طرح لڑکی کو ہے۔ اسی طرح دونوں طرف کے سسرالوں کا بھی فرض ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی غلط طور پر رہنمائی کر کے یا نامناسب باتیں کر کے رشتوں میں دراڑیں ڈال کر معاشرہ کا امن اور سکون برباد نہ کریں۔ اور اسی طرح اس پہلی آیت میں یہ سبق بھی دے دیا ہے کہ اس شادی کے نتیجے میں جو تمہاری اولاد پیدا ہوگی اس کی نیک تربیت تم دونوں پر فرض ہے تاکہ آئندہ پھر معاشرے میں نیکیاں پھیلانے والی نسل چلے۔ اور فرمایا یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرنا۔ اپنی تمام ذاتی خواہشات کو پیچھے چھوڑ دینا اور صرف اور صرف یہ مقصد سامنے رکھنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یاد رکھو مجھے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ میں تمہارے ہر فعل اور عمل پر ہر وقت نگرانی کر رہا ہوں۔ پس اگر احمدی جوڑے اس حکم کو سامنے رکھیں تو وہ اُن احکام کی تلاش بھی کریں گے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نکاح کی آیات میں پانچ جگہ تقویٰ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ پس ہو ہی نہیں سکتا کہ جو اس حد تک خدا تعالیٰ کے تقویٰ کو مدنظر رکھے اس کا گھر کبھی فساد کا گڑھ بن سکتا ہے، کبھی اس میں فساد پیدا ہو سکتا ہے، کبھی لڑائی جھگڑے اس میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور اسی طرح جو رحمی رشتوں کا پاس کرنے والا ہوگا، جو ایک دوسرے کے رشتوں کا پاس کرنے والا ہوگا، ان کا خیال رکھنے والا ہوگا اس کی دعاؤں کی قبولیت کی خوشخبری بھی اس میں دے دی گئی ہے۔

پس اس سے پھر روحانی ترقی کے راستے کھلتے ہیں۔ گویا آپس کی شادی بیاہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تعلق صرف دنیا کی خاطر نہیں ہیں، صرف ظاہری نسل چلانے کے لئے نہیں ہیں۔ یہ اس لئے قائم رکھنے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے۔ تو پھر یہ اولادوں کی اچھی تربیت کرنے میں بھی کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشرہ کے امن میں بھی کردار ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے میں بھی کردار ادا کرتے ہیں۔

پس جہاں مرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنی شادی اور تعلقات کو خدا کی رضا کا ذریعہ بنائے اُسی طرح یہ عورت کی بھی ذمہ داری ہے کہ ذاتی خواہشات اور جذبات کو ایک بڑے مقصد کی خاطر قربان کرے۔ اور وہ بڑا مقصد جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور نیک نسل کا پھیلانا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان آیات کا انتخاب کیا کہ شادی جو سب سے زیادہ جذبات کی تسکین اور لذت کا ذریعہ ہے، اس میں صرف ذاتی لذّات اور جذبات کی تسکین کو ہی سب کچھ نہ سمجھیں بلکہ اس میں بھی تقویٰ کو نہیں بھولنا، اللہ تعالیٰ کے خوف کو نہیں بھولنا، اگلی نسلوں کی تربیت کو نہیں بھولنا، معاشرہ کے امن کو نہیں بھولنا۔ دنیاداروں کی طرح اپنی ذاتی لذّات کی خاطر بچوں کے گلوں پر چھریاں نہیں پھیر دینا بلکہ اس امانت کی حفاظت کرنا۔ اور حفاظت اس صورت میں ممکن ہے جب اس کی بہترین تربیت کی جائے، جب گھر کے ماحول کو پُرسکون رکھا جائے، جب آپس میں میاں بیوی میں اعتماد کی فضا ہو اور اسی کے لئے پھر یہ راستہ بتایا کہ صاف اور سچائی سے پُر باتیں کرو۔ اور ان میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اپنے ہر کام انجام دو۔ کیونکہ اس سے پھر اعتماد پیدا ہوتا ہے اور رشتوں میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور یہی تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ جب مومنوں کو نصیحت فرماتا ہے تو آئندہ کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کی طرف بھی توجہ فرماتا ہے اور آئندہ کی زندگی کے حوالے سے ہی نہیں، اس دنیا میں نیک اعمال بجالانے کے لئے بھی فرماتا ہے کہ یہ اعمال بجا لاؤ تو اس دنیا میں بھی تمہیں جنت ملے گی۔ پس یہ گُر اگر ہم پلّے باندھ لیں، مرد بھی اور عورتیں بھی، نئے شادی شدہ جوڑے بھی اور پرانے شادی شدہ جوڑے بھی۔ کیونکہ بعض رشتوں میں دراڑیں اُس وقت پیدا ہوتی ہیں جب چار چار پانچ پانچ بچے بھی پیدا ہو چکے ہوتے ہیں اور پھر ایک دوسرے سے نفرتیں پیدا ہو رہی ہوتی ہیں۔ **اگر اپنا اصول یہ بنالیں کہ صبر اور دعا سے کام لینا ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے تو تمام عائلی مسائل جو ہیں محبتوں میں بدل جائیں گے اور یہ تبدیلی ہر ایک میں پیدا ہونی چاہئے ہر احمدی میں پیدا ہونی چاہئے ورنہ وہ اس عہد کو پورا کرنے والا نہیں ہوگا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔**

> ''اگر مرد کو پتہ ہو کہ بیوی کے حقوق ادا نہ کرنے کی صورت میں اس پر کتنا بڑا گناہ ہے اور وہ کس طرح خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا تو اس سزا کے خوف سے شاید مرد شادی ہی نہ کریں''

بہت سے مسائل گھروں میں اس لئے پیدا ہوتے ہیں کہ اگر مرد غلطی کرتا ہے تو عورت بھی ویسا ہی ردّعمل دکھاتی ہے۔ جس سے جھگڑے کم ہونے کے بجائے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ بے شک یہ مرد کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ عورتوں کا خیال رکھے، اُن کے حق ادا کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہاں تک فرمادیا ہے کہ اگر مرد کو پتہ ہو کہ بیوی کے حقوق ادا نہ کرنے کی صورت میں اس پر کتنا بڑا گناہ ہے اور وہ کس طرح خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا تو اس سزا کے خوف سے شاید مرد شادی ہی نہ کریں اور بیوی کے حق کے بارے میں جو ظاہری حق ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بیوی کا حق یہ ہے کہ خاوند جو کھائے بیوی کو کھلائے، خاوند جو پہنے بیوی کو پہنائے، اُسے گھر سے نہ نکالے۔ آجکل تو کئی ایسے معاملات آتے ہیں کہ خاوند نے یا سسرال نے لڑکی کو گھر سے نکال دیا اور بیچاری کو سڑک پر کھڑا کر دیا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مومنوں میں ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں خُلق کے لحاظ سے (اخلاق کے لحاظ سے) بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں سے بہترین سلوک کرتا ہے۔ تو اس حد تک مرد کو توجہ دلائی گئی ہے کہ خیال رکھو لیکن جو پھر بھی خیال نہیں رکھتے ان کی بد قسمتی ہے۔ لیکن عورتوں کو خاص طور پر اُن عورتوں کو جن کی اولاد بھی ہو گئی ہے اپنی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ گھر کے ٹوٹنے کو جس حد تک بچایا جا سکے بچایا جائے۔ ذرا ذرا سی بات پر عورتیں بھی بعض دفعہ پولیس بلوا کر مردوں کو گھروں سے نکال دیتی ہیں۔ یہ عمل اُس وقت کرنا چاہئے جب ظلم کی انتہا ہو جائے۔ جب مرد باز ہی نہ آ رہا ہو اور ظلم کرتا چلا جائے تو عورت کو حق ہے ضرور کرے اور ساتھ ہی پھر جماعتی نظام کو بھی اطلاع کرے۔ کیونکہ ذرا سی بات پر ذرا سی رنجشوں پر وقتی غصے میں رشتے ٹوٹ جاتے ہیں لیکن پھر جو نوجوان لڑکیاں ہیں اُن کے پھر آئندہ رشتوں کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اگر والدین زندہ ہیں تو اُن کے لئے فکروں میں نیا اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ صرف یہی نہیں بلکہ یہاں کے معاشرے میں ہمیں جو مثالیں نظر آتی ہیں کہ single parents والے بچے، ماں یا باپ جو بھی اُنہیں پال رہا ہے، اس کے کنٹرول میں نہیں رہتے اور سکولوں میں اکثر ایسے بچوں کی شکایات آتی رہتی ہیں۔ جتنے لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں وہ اکثر ایسے بچوں کی طرف سے ہو رہے ہوتے ہیں۔

عورتوں کے مقام کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے کیا خوبصورت تعریف فرمائی ہے۔ فرمایا کہ دنیا سامانِ زیست ہے یعنی دنیا جو ہے اس زندگی کا سامان ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامانِ زیست نہیں ہے۔ کوئی نیک عورت ہو تو اس سے بڑھ کر دنیا کا کوئی سامان بہترین نہیں ہے۔ پس اس میں جہاں مردوں کو توجہ دلائی کہ نیک عورت سے

شادی کرو، وہاں عورت کے لئے بھی غور کا مقام ہے کہ اپنی زندگی کو اس طرح ڈھالنے کی کوشش کریں جس طرح خدا تعالیٰ اور اس کے رسول چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے بہترین بیوی کی کیا تعریف فرمائی ہے، فرمایا کہ جو خاوند کے کام کو خوشی سے بجالائے اور جس سے روکے، اس سے رُک جائے۔ اگر خاوند میں تقویٰ نہ ہو تو یہ بہت مشکل بات ہے لیکن پھر بھی گھروں کو بچانے کے لئے رشتوں کو بچانے کے لئے جس حد تک ہو سکے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ حتی الوسع جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

تقویٰ پر چلنے والے جس گھر کی آنحضرت ﷺ نے تعریف فرمائی ہے اور اُس کے لئے پھر رحم کی دعا مانگی ہے وہ وہ گھر ہے جس میں رات کو خاوند نوافل کی ادئیگی کے لئے اٹھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے، اگر گہری نیند میں ہے تو پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے۔ اسی طرح اگر عورت پہلے جاگے تو یہی طریق خاوند کو جگانے کے لئے اختیار کرے اور جب ایسے گھر میں خاوند بیوی کے نوافل کے ذریعے راتیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے گھیا جاگیں گی تو وہ گھر حقیقتاً جنت نظیر ہوں گے۔

ایک جھگڑا میرے پاس آیا۔ مرد کے ظلم کی وجہ سے رشتہ ٹوٹنے لگا تھا۔ اُس عورت کے چار پانچ بچے بھی تھے۔ میں نے سمجھایا کچھ اصلاح ہوئی لیکن پھر مرد نے ظلم شروع کر دیا۔ پھر عورت نے خلع کی درخواست دے دی۔ آخر پھر دعا اور سمجھانے سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ان دونوں کی صلح ہوگئی اور اب فجر کی نماز جب مسجد میں پڑھنے آتے ہیں اور جب میں اُن کو جاتے ہوئے دیکھتا ہوں تو بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِن کو عقل دی اور انہوں نے اپنے بچوں کی خاطر دوبارہ اپنے رشتے جوڑ لئے۔ تو عورت کو اور مرد کو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ صرف اپنے جذبات کو نہ دیکھیں بلکہ بچوں کے جذبات کو بھی دیکھیں۔ اُن کا بھی خیال رکھیں۔

اسی طرح عورت کو بھی آنحضرت ﷺ نے عبادت کی طرف بھی توجہ دلائی لیکن اس توجہ دلانے کے باوجود آپؐ نے عبادت کی کچھ حدود مقرر فرما دی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت نفلی روزے نہ رکھے۔ فرض روزے تو فرض ہیں لیکن نفلی روزے اُس کی اجازت کے بغیر نہ رکھے اور آپس کی اعتماد کی فضا کو قائم رکھنے کے لئے اس بات کی بھی تلقین فرمائی کہ خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر کے اندر نہ آنے دے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ مرد ضرورت سے زیادہ من مانیاں بھی کرنے لگ جائیں۔ بہرحال بعض گھر ایسے ہوتے ہیں جہاں بلاوجہ ایسے لوگوں کو بلایا جاتا ہے جس سے بداعتمادیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے عورت کو ہمیشہ احتیاط کرنی چاہئے۔ فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو اپنی مومنہ بیوی سے کبھی نفرت اور بغض نہ رکھو اور اس کی اُن باتوں پر نظر رکھو جو اچھی اور پسندیدہ ہیں۔ بلاوجہ کے نقص نہ نکالتے رہو۔ یہ دیکھیں مردوں کو نصیحت فرمائی کہ عورتوں کا خیال کس طرح رکھنا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے رشتہ کرتے وقت بھی بچیوں کے حق قائم فرمائے۔ ایک دفعہ ایک باپ نے اپنی بیٹی کا ایک رشتہ تجویز کیا۔ لڑکی کو رشتہ پسند نہیں تھا اُس نے وہ رشتہ ردّ کر دیا۔ تو آنحضرت ﷺ تک یہ معاملہ آیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو لڑکی کی پسند ہے اس کے مطابق رشتہ ہوگا۔ تو لڑکیاں بھی اگر تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے رشتوں کی بات کریں یا پسند کا اظہار ماں باپ سے کر دیں تو ان کو اس پر ضرور غور کرنا چاہئے صرف ضد یا خاندانی ایسے مسائل کو سامنے نہیں رکھنا چاہئے۔ اپنے رشتوں کے بارے میں لڑکیوں کو بھی اور ان کے ماں باپ کو بھی دعا کر کے فیصلے کرنے چاہئیں۔ اس کو بنیاد بنا کر قطعاً یہ نہیں کہنا چاہئے کہ جب میں نے کہہ دیا کہ لڑکیاں اپنی مرضی سے رشتے کر سکتی ہیں تو جماعت سے باہر کسی ایسے لڑکے سے رشتہ کرنے کی کوشش کریں جو واضح طور پر ایک تو احمدی نہیں ہے اور اگر احمدی ہے تو دینی معیار اور جماعت سے تعلق میں بہت زیادہ گرا ہوا ہے۔ اس کا بھی لڑکیوں کو خیال رکھنا چاہئے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی بات ہے تو خلیفۂ وقت کے پاس معاملہ آتا ہے تو پھر وہ نظام کے ذریعے سے جائزہ لے کر مشورہ دے سکتا ہے کہ شادی کی اجازت دینی ہے یا نہیں دینی۔ جس طرح کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں معاملہ پیش ہوا تھا۔

غصے میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت نہیں رہتی

لیکن ایک شریف اور مومنہ بچی کو یہ بات بھی سامنے رکھنی چاہئے کہ ایک مرتبہ جب آنحضرت ﷺ نے باپ کو کہا کہ بچی کی خواہش کے مطابق رشتہ کرو تو بچی جو حقیقی مومنہ تھی اس نے عرض کیا کہ میں نے تو لڑکیوں کے حقوق قائم کروانے کے لئے یہ معاملہ آپؐ کے سامنے پیش کیا تھا کہ بعض اوقات ظالمانہ طور پر بچیوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ تم ضرور یہاں رشتہ کرو ورنہ ماں باپ ساری زندگی تمہارے سے ناراض رہیں گے، کوئی توجہ نہیں دیں گے۔ اُس لڑکی نے عرض کیا کہ یہ حق کیونکہ آپؐ نے اب قائم فرما دیا ہے اس لئے اب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، میرا باپ بے شک اپنی خواہش کے مطابق میرا رشتہ کر دے۔ یہ اُس لڑکی کی بھی نیکی اور تابعداری تھی۔ یہ اعلیٰ فرمانبرداری اور ماں باپ کے احترام کا خُلق ہے جو بچیوں کو بھی دکھانا چاہئے۔ بچیاں بھی ضد نہ کریں بلکہ دعا کریں اور دعا کے بعد اگر اُن کو شرح صدر ہوتی ہے، بعض لوگوں کو واضح طور پر کوئی خوابیں بھی آجاتی ہیں، خواہش کے مطابق خوابیں نہیں بلکہ خالی الذہن ہو کر دعا کریں اور پھر اگر خواب آئے تو ماں باپ کو بتانی چاہئے۔ ماں باپ کو بھی صرف خود دعائیں نہیں کرنی چاہئیں بلکہ کسی اور سے بھی دعا کروانی چاہئے کہ آیا یہ رشتہ بہتر بھی ہے یا نہیں۔

اس وقت میں ام المومنین حضرت اماں جانؓ کی بعض نصائح بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو آپؓ نے اپنی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی بیٹی

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی رخصتی کے وقت اُنہیں کی تھیں۔ اُن میں سے بعض باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اپنے خاوند سے چھپ کر یا وہ کام جسے خاوند سے چھپانے کی ضرورت سمجھو، ہرگز کبھی نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر کار ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کھو دیتی ہے۔ اس کی عزت اور احترام نہیں رہتا۔ فرمایا اگر کوئی کام خاوند کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا۔ صاف کہہ دینا کیونکہ اسی میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقعتی کا سامنا ہوتا ہے۔ عورت کا وقار گر جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ کبھی خاوند کے غصے کے وقت نہ بولنا۔ اگر بچہ یا کسی نوکر پر خفا ہو اور تمہیں معلوم ہو کہ خاوند حق پر نہیں ہے، خاوند غصے کی حالت میں ہے، کسی بچے کو ڈانٹ رہا ہے یا کسی اَور کو کچھ کہہ رہا ہے اور تمہیں صاف نظر آ رہا ہو کہ وہ غلط کر رہا ہے تب بھی اُس کے سامنے اُس وقت نہ بولو۔ فرمایا کہ غصے میں مرد سے **بحث کرنے والی عورت کی عزت نہیں رہتی**۔ اکثر جھگڑے اسی لئے بے صبری کی وجہ سے ہو رہے ہوتے ہیں کہ مرد غصے میں آیا، بچوں کو کچھ کہا یا کسی اَور کو کچھ کہا، عورتیں بھی اُسی طرح کا فوراً ردّعمل دکھاتی ہیں اور جھگڑے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر غصے میں اس ٹوکنے کی وجہ سے تمہیں بھی کچھ کہہ دے تو تمہاری بڑی بے عزتی ہو جائے گی۔ بعد میں جب خاوند کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو بے شک آرام سے اُس کی غلطی کی نشاندہی کر دینی چاہئے۔ اصلاح بھی فرض ہے۔

مرد اور عورتوں کو یہ نسخہ بھی یاد رکھنا چاہئے جس کا حدیث میں ذکر ملتا ہے کہ غصے کی حالت میں اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ یا وضو کرو تو غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ میرے پاس جو بعض شکایات آتی ہیں تو میں مردوں کو یہی کہا کرتا ہوں کہ یہاں اس ملک میں تو پانی کی کوئی کمی نہیں۔ تم اپنے شاور یا پانی کی ٹوٹی کھولا کرو اور اُس میں سر نیچے رکھ دیا کرو تو غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔

> اپنے خاوند سے چھپ کر یا وہ کام جسے خاوند سے چھپانے کی ضرورت سمجھو، ہرگز کبھی نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر کار ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کھو دیتی ہے

بہر حال حضرت اماں جانؓ پھر اپنی بیٹی کو یہ نصیحت فرماتی ہیں کہ **خاوند کے عزیزوں کو اور عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا**۔ جیسا کہ حدیث میں بھی ذکر آ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے بھی میں نے بات کی ہے کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کو اپنا سمجھو۔ فرمایا کہ **کسی کی برائی تم نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے تم سب کا بھلا دل میں بھی چاہنا۔ تمہارے سے کوئی برائی کرتا ہے کرے لیکن تم اپنے دل میں کبھی کسی کی برائی کا خیال نہ لانا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ لینا۔ دیکھنا پھر خدا ہمیشہ تمہارا بھلا کرے گا۔**

پھر آپؓ اکثر بچوں اور بچیوں کو یہ نصیحت بھی فرمایا کرتی تھیں کہ **اپنے نئے گھر میں جا رہی ہو وہاں کوئی ایسی بات نہ کرنا جس سے تمہارے سسرال والوں کے دلوں میں نفرت اور مَیل پیدا ہو اور تمہاری اور تمہارے والدین کے لئے بدنامی کا باعث ہو۔ پس سسرال کے معاملات میں کبھی دخل نہیں دینا چاہئے**۔ جو اُن کے معاملے ہو رہے ہیں، ہونے دو۔ **نہ ہی ساس کی اور نندوں کی باتیں خاوند سے شکوے کے رنگ میں کرنی چاہئیں**۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ جو حضرت مسیح موعودؑ کی بڑی بیٹی تھیں جیسا کہ میں نے کہا انہوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کی بھی ایک نصیحت بیان فرمائی ہے۔ جو حضرت خلیفہ اولؓ اُن کو بھی کہا کرتے تھے اور دوسری بچیوں کو بھی کہا کرتے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ نصیحت اور اس پر جو عمل ہے پہلے سے زیادہ اہم ہے۔ اور بارہ تیرہ سال کی جو بچیاں ہیں، جوانی کی عمر میں قدم رکھ رہی ہوتی ہیں، اُن کو ضرور یہ دعا کرنی چاہئے۔

حضرت خلیفہ اولؓ نے آپؓ کو کئی مرتبہ فرمایا کہ **دیکھو اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی شرم نہیں، تم چھوٹی ضرور ہو مگر خدا سے دعا کرتی رہا کرو کہ اللہ مبارک اور نیک جوڑا دے۔**

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی یہ نصیحت بھی بڑی اہم ہے اور آج کل کے ماحول کے لحاظ سے ہے۔ یہ نصیحت بیان کر کے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے فرمایا کہ دعائیں اس لئے ہیں کہ بچے اپنی آئندہ زندگی کے لئے خزانہ جمع کریں۔ اس سوچ کی عمر میں دعائیں اس لئے کرو تا کہ دعاؤں کا خزانہ جمع ہوتا رہے اور اللہ تعالیٰ وقت آنے پر تمہیں اس خزانے میں سے حصہ دے دے لیکن نیک جوڑے مانگتے ہوئے کہیں ابھی سے خیالی پلاؤ نہ پکانے شروع کر دینا۔ ابھی چھوٹی عمر میں ہرگز تم لوگ شادی وادی کے قابل نہیں ہو اور نہ شادی ہو سکتی ہے۔ ابھی تم نے قابل بننا ہے، پڑھنا ہے، جماعت کے لئے مفید وجود بننا ہے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ رشتے بھی بابرکت ہو جائیں گے۔ پس یہ بات بچوں کو ہمیشہ پلّے باندھنی چاہئے کہ دعا تو ضرور کریں لیکن کسی آئیڈیل کے تصور کو کبھی قائم نہ کریں۔ کیونکہ پھر آئیڈیل کی تلاش میں کئی غلط کام ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سکولوں میں دوستیاں ہیں اُن میں احتیاط کریں۔ اس کی یعنی دوستیوں میں بڑی محتاط سلیکشن ہونی چاہئے۔ ایسے دوست ہوں یا ایسی سہیلیاں ہوں بلکہ لڑکیوں کی تو سہیلیاں ہی ہونی چاہئیں یا دوست سے میری مراد یہ ہے کہ سہیلیاں دوست، لڑکیاں دوست کہ جو قابل اعتماد ہوں اور برائیوں سے بچنے والی ہوں۔ سکولوں اور کالجوں میں لڑکے لڑکیوں کے ذریعے دوستی کے نام پر ہی پھر شیطان اپنا کام کر جاتا ہے۔ اور کئی مرتبہ میں کہہ بھی چکا ہوں کہ عورتوں کو بہت زیادہ اپنے تقدس کا خیال رکھنا چاہئے۔ بچیوں کو بہت زیادہ اپنی پاکیزگی اور اپنی عزت کا خیال رکھنا چاہئے اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ **جو کام آپ اپنے والدین اور بزرگوں اور جماعت کے عہدیداروں کے سامنے نہ کر سکیں وہ غلط ہے**، وہ زہر ہے اور

گناہوں کی طرف لے جانے والا ہے اس لئے ہمیشہ ایسے صاف ستھرے عمل رکھیں جو ہر ایک کے سامنے کئے جا سکیں۔ ناصرات کی آخری عمر بارہ سے پندرہ سال کی بچیوں اور لجنہ کی ابتدائی عمر کی بچیوں کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ یہی عمر ہے جس میں شیطان بہت زیادہ انسان کو قابو میں کرتا ہے۔ اور جیسا کہ میں شروع میں بیان کر چکا ہوں غیر مذہب والوں اور خدا سے دور ہٹے ہوئے لوگوں سے کبھی متاثر نہ ہوں دجال مختلف طریقوں سے اپنے جال میں پھنساتا ہے۔ کبھی پیار سے اور کبھی رعب سے اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے۔ پس تم نے دعائیں کرتے ہوئے اُس کے حملوں سے بچنا ہے۔

ایک اہم خواب کا بھی میں ذکر کرنا چاہتا ہوں جو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے دیکھی۔ ایک دفعہ بچیوں کو نصیحت کر رہی تھیں۔ کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے گھر کے اس صحن میں (قادیان کے صحن کی مثال بیان کر رہی ہیں کہ وہاں) کرسی پر تشریف رکھتے ہیں، کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو میں کرسی کے ساتھ آپؑ کے پاس کھڑی ہوں اُس وقت میری لڑکی منصورہ بیگم سوا ڈیڑھ سال کی تھیں یہ حضرت منصورہ بیگم تھیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پہلی بیگم تھیں۔ کہتی ہیں کہ وہ میری گود میں تھیں تو مَیں نے دیکھا وہ بھی ایک طرف پھر رہی ہے کی ایک سفید پوش شخص آیا۔ ایک شخص آیا جس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ایک جانب کھڑے ہو کر کہا کہ حضور علیہ السلام! لڑکیوں کی بابت کیا حکم ہے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے نظر اٹھائی اور بہت پُر جوش آواز میں فرمایا کہ جب تک تم اپنی لڑکیاں بنیادوں میں نہیں دو گے احمدیت کی عمارت کھڑی نہیں ہو سکتی تو کہتی ہیں کہ خواب کے بعد اس وقت یہ تعبیر میرے ذہن میں آئی اور یہ بڑی صحیح تعبیر ہے کہ ایک تو لڑکیوں کو تعلیم دینی اور نیک تربیت کرنا ضروری ہے اُن کی تعلیم کا بھی خیال رکھنا چاہئے اور ساتھ ہی اُن کی نیک تربیت کا بھی خیال رکھنا چاہئے تا کہ وہ آگے اولادوں کی دینی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ کر سکیں جب اُن پر وقت آئے اور مبارک نسل کا سلسلہ چلتا رہے۔

دوسرے یہ کہ **لڑکوں کی بیویاں بھی احمدی لائیں**۔ یہ بڑی عورتوں کے لئے بھی نصیحت ہے بعض دفعہ یہاں آجاتی ہیں کہ فلاں سے رشتہ کر دیں، فلاں سے رشتہ کر دیں، ہمارا لڑکا مانتا نہیں۔ تو اُس کو منوائیں کہ لڑکوں کی بیویاں بھی احمدی لائیں۔ **آخر احمدی لڑکیوں نے بھی کہیں بیاہ کر جانا ہے۔ جب احمدی لڑکیوں کو ہم اجازت نہیں دیتے کہ باہر کسی غیر احمدی سے بیاہیں تو پھر لڑکوں کو اپنے جذبات کی قربانیاں دینی چاہئیں اور احمدی لڑکیوں سے بیاہ کرنے چاہئیں۔** کہتی ہیں کہ بیویاں بھی احمدی لائیں تا کہ نسل خراب نہ ہو۔ یہ بھی بڑی ضروری چیز ہے۔ ماں کا اثر بہت ہوتا ہے۔ ماں کی گود سے بچہ پہلا اثر لیتا ہے۔ میں نے بہت احمدی خواتین کو یہ خواب سنائی ہے اور اب بھی لکھتی ہوں کہ زمانے اور باہر کی عام صحبت بہت تباہ کُن ہے۔ آپ سب کا فرض اوّلین ہے کہ احمدیت کی عمارت کی بنیادوں کو اس قابل بنائیں کہ یہ عمارت تا قیامت مضبوط رہے۔ پس لڑکیوں کی معمولی اہمیت نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے جوش سے خواب میں جو یہ فرمایا کہ ان کو بنیادوں میں دو تو اس لئے کہ اگلی نسل کی عمارت جو ہے وہ لڑکیوں نے ہی قائم کرنی ہے۔ جس طرح جس حد تک ہم لڑکیوں کی بہترین تربیت اور اُن کی دنیاوی تعلیم بھی، اُن کی دینی تعلیم بھی کر سکتے ہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر گھر میں اور ہر بچی کے دل میں نیکی اور تقویٰ کا بیج ڈالے اور اُس کے بہترین پھل حاصل ہوں۔ اور یہی اصل چیز ہے جس کو اگر ہم نے قائم کر لیا تو ہماری آئندہ نسلوں کی نیک تربیت کی بھی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہوش میں آنے والی بچیوں کا بھی کام ہے کہ اس طرف توجہ دیں۔ ماں باپ کا بھی کام ہے کہ اس طرف خاص توجہ کریں اور لجنہ کی تنظیم کی ہر عہدیدار کا بھی فرض ہے۔ اگر عہدیداران کی اپنی تربیت ہو گی تو وہ آگے تربیت کر سکتی ہیں اس لئے سب سے پہلے عہدیداران خود اپنی تربیت کی طرف توجہ کریں اور اُس تعلیم کو حاصل کرنے کی کوشش کریں، سمجھنے کی کوشش کریں، عمل کرنے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی ہے اور یہی تربیت ہے جو گھریلو مسائل بھی حل کرے گی، معاشرہ کے مسائل بھی حل کرے گی اور جماعتی وقار کو بھی بلند کرے گی اور پھر ہم آئندہ نسلوں کو سنبھالنے اور خدا تعالیٰ کا قرب دلانے کا باعث بھی بنتے چلے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب بڑوں اور چھوٹوں کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔ ﴿از الفضل انٹرنیشنل 18 دسمبر 2009﴾

سب دُنیا میں بیداری والے دین سے غافل سوتے ہیں
جاری سب کاروبارِ جہاں۔ پر دل میں خیالِ یارِ نہاں
دنیا سے الگ دنیا کے مکیں ملتے ہیں مگر گھلتے یہ نہیں

جب اس کے پیچھے پڑتے ہیں تو اسکو بالکل کھوتے ہیں
دن کاموں میں کٹ جاتا ہے۔ راتوں کو اٹھ کر روتے ہیں
دنیا تو اِن کی ہوتی ہے یہ آپ خُدا کے ہوتے ہیں

(از درِّ عدن، صفحہ نمبر 23,24)

کائنات میں اطاعت کا نظام

http://www.allbestwallpapers.com/space-nasa_-_the_andromeda_galaxy,_m31,_spyral_galaxy_wallpapers.html

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ o الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (191,192 سورۃ الاعمران)

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحبِ عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں (اور بے ساختہ کہتے ہیں کہ) اے ہمارے ربّ! تو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تو پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شے نہایت ترتیب سے بنائی ہے۔ ہر شے کا ایک محور ہے، ایک مقصد ہے اور مقررہ معیاد کی طرف محوِ سفر ہے۔ درحقیقت کائنات کی ہر شے خدا تعالیٰ کی اطاعت میں سرگرداں ہے، چاہے وہ کسی جسم کی بناوٹ کی بُنیادی اِکائی ہو یا اجرامِ فلکی۔ ہر شے اپنے دائرہ میں کام کرتی ہے اور اپنے مقررہ حلقہ میں اپنے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کرتی ہے اور ہر ایک گروہ پر متعین کردہ امیر اپنے سے بڑے کی اطاعت میں سرگرمِ عمل ہے۔ جیسا کے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَیۡءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمۡ دٰخِرُوۡنَ o وَ لِلّٰهِ یَسۡجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّةٍ وَّ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَ هُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ o وَ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ لَهُ الدِّیۡنُ وَاصِبًا ط اَفَغَیۡرَ اللّٰهِ تَتَّقُوۡنَ

کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ جو چیز بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اُس کے سائے کبھی دائیں طرف سے اور کبھی بائیں اطراف سے جگہ بدلتے ہوئے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں اور وہ تذلّل اختیار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو بھی آسمانوں میں اور زمین میں جاندار ہیں اور تمام فرشتے بھی اور وہ استکبار نہیں کرتے۔ اور اُسی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اطاعت اُسی کی واجب ہے۔ تو کیا تم غیر اللہ سے ڈرتے رہو گے؟ (النحل، آیت 53,50,49)

چاند، زمین اور اس کے ساتھ کے سیّارے سورج کے گرد چکر کاٹتے ہیں، جس کا محرک خدا تعالیٰ نے کششِ ثقل کو ٹھہرایا ہے۔ ان میں زمین واحد ایسا سیّارہ ہے جس میں زندگی موجود ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے ایسے مناسب مقام پر فائز کیا ہے کہ جب سے زمین معرضِ وجود میں آئی ہے سورج سے نہایت مناسب مقدار میں بالکل مناسب فاصلے سے خاص درجہ حرارت کی تپش حاصل کرتی ہے جو نہ تو آج کے نباتات اور حیوانوں کو جلا کہ بھسم کرتی ہے اور نہ ہی ان کے لئے اتنی ناکافی ہے کہ وہ اس کی افادیت سے پوشیدہ ہوں۔ بلکہ ایسی فائدہ مند کہ ہر علاقہ کے جانداروں کو ان کے ماحول کے مطابق نہایت مناسب روشنی اور تپش فراہم کرتی ہے جو اُن کے لئے زندگی کا کام دیتی ہے۔

زمین کے اندر کی مثالوں سے قبل قارئین کے سامنے اجرامِ فلکی کی مثال رکھنا ضروری سمجھتی ہوں۔ زمین جو کہ سورج کے گرد ایک مدار میں چکر لگاتی ہے اس سمیت 8 سیارے سورج کے مدار میں چکر لگاتے ہیں۔ مگر نہ صرف یہ سیارے بلکہ سورج بھی اپنے پورے نظامِ شمسی سمیت (بشمول سیارچے، دمدار ستاروں کا جھرمٹ، 146 چاند، شہابِ ثاقب، چٹانیں، برفیلی چٹانیں) اپنی کہکشاں کے مدار میں چکر لگاتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ اس زمین کی کہکشاں جو اپنے اندر اور دوسرے بیشمار نظامِ شمسی، ستارے، نیبولا nebula (ستارے کی ابتدائی حالت) سُپر نووا supernova (ستارے کی اختتامی شکل) (یعنی ہر عمر کے ستارے اور اجرامِ فلکی)، بلیک ہول black hole نیز اس طرح کے مختلف اجسام پر مشتمل ہے، اپنے مدار میں چکر لگاتے ہوئے ایک معین سمت کی طرف مسلسل سفر کر رہے ہیں۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

> درحقیقت کائنات کی ہر شے خدا تعالیٰ کی اطاعت میں سرگرداں ہے، چاہے وہ کسی جسم کی بناوٹ کی بُنیادی اکائی ہو یا اجرامِ فلکی۔

وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ط ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ط (۳۹) وَ الۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِیۡمِ (۴۰) لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِکَ الۡقَمَرَ وَ لَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ ط (یٰس آیات 39,40)

اور سورج (ہمیشہ) اپنی مقررہ منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ یہ کامل غلبہ والے (اور) صاحبِ علم کی (جاری کردہ) تقدیر ہے۔ اور چاند کے لئے بھی ہم نے منازل مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے۔

یہاں نہ صرف یہ ذکر ہے کہ ہر شے ایک نظام کی اطاعت میں (تابع) اپنے سفر کی

طرف نہایت مستقل مزاجی سے رواں دواں ہیں بلکہ اپنی حدود میں جو اُن کے خالق کی طرف سے مقرر کردہ ہیں، اُسی خالق کی مقرر کردہ معیاد تک سفر کر رہی ہیں۔ اسی پابندی میں اُن کی بقا ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ط مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ط فَارْجِعِ الْبَصَرَ لا هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ O ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ (سورة الملک 4,5) **وہی جس نے سات آسمانوں کو طبقہ در طبقہ پیدا کیا۔ تو رحمان کی تخلیق میں کوئی تضاد نہیں دیکھتا۔ پس نظر دوڑا۔ کیا تو کوئی رخنہ دیکھ سکتا ہے؟ نظر پھر دوسری مرتبہ دوڑا، تیری طرف نظر ناکام لوٹ آئے گی اور وہ تھکی ہاری ہوگی۔**

سو اب ہم زمین کی ہی مثال لیتے ہیں جس میں موجود ہر جاندار اپنے دائرۂ اختیار میں اپنے امیر کی اطاعت کرتا ہے۔ چاہے وہ جانوروں میں کوئی چوپایہ ہو، رینگنے والا جانور ہو، خشکی تری کا جانور ہو (amphibians) مچھلی ہو، پرندہ ہو، کیڑے مکوڑے ہوں، خلوی جاندار ہو یا پھر کسی بھی قسم کے بڑے چھوٹے نباتات۔ وہ خدا تعالیٰ کے ودیعت کردہ خواص سے کام لیتے ہوئے اپنے دائرہ کار میں ہر ممکن کام بجا لاتے ہیں۔ ان میں سے بعض مثالیں جو تحقیق کے بعد واضح طور پر سامنے آئیں ہیں اُن میں ایک مثال شہد کی مکھی کی ہے۔

ارشادِ ربانی ہے: **وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ لا** (سورة النحل آیت 69)

اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں میں بھی اور درختوں میں بھی اور ان (بیلوں) میں جو وہ اونچے سہاروں پر چڑھاتے ہیں، گھر بنا۔

یہ مکھیاں اپنی مقرر کردہ ملکہ کی اس قدر بخوبی اطاعت بجا لاتی ہیں کہ (چھتے) گھر کی صفائی سے لے کر پیداوار تک اور نئے گھر کی مناسب جگہ تلاش سے لے کر گھر کی تعمیر تک ہر کام اُن کا اپنی ملکہ کی اطاعت پر منحصر ہے اور اس ننھے کیڑے کی صلاحیتوں سے بھرپور عقلمندی کا معیار بمقابلہ باقی حشرات الارض کے اعلیٰ درجہ کا ہونا پیارے خدا کی طرف سے عطا کردہ وحی پر عمل پیراء ہونے کے سبب ہے۔

دیمک نہایت منظم طریق پر ضرورت کے مطابق تازہ ہوا کا نظام رکھتے ہوئے مل جل کر اپنے گھر کی تعمیر کرتی ہے۔ مچھر اور مکڑی بھی نہایت متحرک انداز میں اچانک اپنے شکار پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ ہاتھی قبیلے کی صورت میں گروہ بنا کے رہتے ہیں۔ اونٹ بھی سفر کے دوران ایک قطار میں اپنے ساربان کی پیروی کرتے ہیں۔ کتوں بھیڑیوں اور چکاروں میں اجتماعی بقا کی خاطر مل جل کر رہنے کا مثبت رجحان پایا جاتا ہے۔ یہی رجحان مچھلیوں کچھوؤں اور بحری خارپشت میں بھی پایا جاتا ہے یہ اجرامِ فلکی جو خدا تعالیٰ کے تصرف میں اطاعت کرتے ہوئے نہایت خاموشی سے محوِ سفر ہیں یا جو زمینی حیات یا اصل میں خالقِ حقیقی کی تخلیقات سب اس بات سے بے نیاز ہیں کہ یہ سب نظام اُن کی مقرر کردہ معیاد تک اُن کی بقا کا سامان ہے۔ کوئی شے اپنے مدار سے نکل نہیں سکتی، نہیں تو اُس کا نتیجہ محض تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ مگر اُس کی مخلوقات میں سب سے افضل تخلیق یعنی اشرف المخلوقات (انسان) کو یہ اختیار دیا کہ وہ اپنی مقرر کردہ معیاد تک اپنے دائرہ اختیار میں خدا تعالیٰ اور اُس کے بنائے گئے نظام کی اطاعت کرے۔ جو کہ درحقیقت اُسی کے بھلے کے واسطے ہے۔ اُس کی بھلائی کی آگہی اور راہنمائی کی خاطر اُس رب نے پے در پے انبیاء کو مبعوث فرمایا اور جب انسانی ذہن بتدریج ترقی کی منازل طے کرتا ہوا اپنے مکمل ہونے کے معیار پر پہنچا تو ہماری راہنمائی کی خاطر انسانِ کامل، رحمت اللعالمین ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ تب کامل تعلیم یعنی قرآنِ حکیم کو نازل کیا جس میں 700 احکامات انسان کی تنگی نہیں، بلکہ اُسی انسان کی بھلائی کی خاطر نازل کئے کہ یہ کرو گے تو فائدہ اُٹھاؤ گے اور جو نہیں کرو گے تو نافرمانی کی سزا پاؤ گے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَخْشَ اللّٰهَ وَیَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (سورة النور آیت 53)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے تو یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

ایسا مکمل اور جامع فطری نظام اُس کامل خالق نے تخلیق کیا کہ اجتماعیت میں ایک دوسرے سے فلاح پانے اور باہم پہنچانے کے لئے اطاعت کا نظام جاری کیا کہ اگر کوئی اس کی خلاف ورزی کرے تو اس نظام سے ہی اُسے ہوشیار کرنے کا دھکا لگتا ہے۔ جیسے انسان کوئی حکومت قائم کرتا ہے تو اُس کے تمام شہریوں کو مساوی حقوق فراہم کرنے کے لئے قانون ترتیب دیتا ہے اور ہر خاص و عام کے لئے اُس کی پابندی ضروری ہے نہیں تو معاشرتی بے انصافی، جرائم، اور بے ترتیبی جنم لے گی۔ تو کیوں نہ ہو کہ خالقِ کائنات جو کہ رب العالمین ہے وہ اپنی مخلوق کو پیدا کر کے بے یار و مددگار چھوڑ دیتا؟ ہمیں اس منظم کائنات کا نظامِ اطاعت ہر لحظہ جماعتی نظامِ اطاعت کی طرف مائل کرتا ہے، نتیجتاً اطاعت میں ہی ہر شے کی بھلائی رکھ دی ہے۔

﴿الہام، عقل، علم اور سچائی﴾ (از عائشہ ماہم صدیقی سٹائن باخ، ہوخ ٹاؤنس)

http://www.imagineafrica.co.uk/images/ken-sabuk-camels.jpg

اسلام چیز کیا ہے خُدا کے لئے فنا

ترکِ رضائے خویش پئے مرضئ خدا

"اے نبی تم حکومت کے معاملات میں لوگوں سے مشورہ لیا کرو مگر مشورہ کے بعد جب تم کوئی رائے قائم کر لو تو پھر اللہ پر توکل کرو"

ایک مہذب اور متمدن معاشرے میں ایک نظام کی ضرورت ہوتی ہے۔اس نظام میں جو قاعدے اور اصول بنائے جاتے ہیں اگر ان پر اس معاشرے میں رہنے والے صحیح طور پر عمل نہ کریں تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا یا ہو جاتا ہے۔

"اطاعت وحدت قوم کی علامت ہے اگر اطاعت ہوگی تو ساری قوم ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو کر ترقی کی طرف رواں دواں ہوگی اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ٹھہرے گی۔،،

﴿دیباچہ مشعل راہ جلد پنجم حصّہ سوم﴾

حضرت مصلح موعودؓ سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۳ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اصل چیز خُدا اور اسکے رسول کی اطاعت ہے اور تمام کامیابیاں اسی روح کے ساتھ وابستہ ہیں۔جس قوم میں اطاعت کی روح ہوتی ہے وہ دوسروں کے مقابلہ میں کمزور ہوتے ہوئے بھی کامیاب ہو جاتی ہے۔اور جس قوم میں سے اطاعت کی روح نکل جاتی ہے وہ زیادہ ہوتے ہوئے بھی ناکام رہتی ہے۔"(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۶۶)

ایک اطاعت middle age میں عیسائی دنیا میں چرچ کی طرف سے بھی لاگو کی گئی تھی جس میں چرچ جو کہتا تھا ذہن بند کر کے ماننا پڑتا تھا۔ہر طرف گھٹن کی فضا طاری تھی۔اہل علم،اہل دانش کو کونوں کھدروں میں چھپنا پڑتا تھا۔حتّٰی کہ دانش ور چرچ سے بیزار ہو کر اسے چھوڑ بیٹھے اور کوئی بہتر راستہ تلاش کرنے لگ گئے۔اسی زمانے کو یورپ میں روشنی کا زمانہ (age of enlightenment) کہا جاتا ہے۔ایسے ہی وقت میں سیاحوں اور تجارتی قافلوں کے ذریعہ اسلامی تعلیمات بھی آہستہ آہستہ یورپ تک پہنچنا شروع ہو چکی تھیں۔

اسلامی تعلیمات کے طریق پر غور کرتے ہوئے ایک مشہور مغربی مفکر گوئٹے (Goethe) جس نے روشنی کے زمانہ میں ہی آنکھ کھولی تھی محسوس کرتا ہے کہ مسلمان اپنے نوجوانوں کی تربیت ایسے کرتے ہیں کہ انکے ذہن غور وفکر کے لئے کھلتے ہیں۔چنانچہ اپنے ایک دوست ایکرمن (Eckermann) سے گفتگو کرتے ہوئے پوری تفصیل سے اسلامی تربیت پر روشنی ڈالتا ہے۔

گوئٹے کہتا ہے:"یہ عجیب سی بات ہے کہ کونسی تعلیمات سے مسلمان اپنی تربیت شروع کرتے ہیں......اپنے فلسفے کی تعلیم مسلمان یوں شروع کرتے ہیں کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا مخالف رخ نہ بیان کیا جا سکتا ہو۔اور یوں وہ اپنے نوجوانوں کی ذہنی ٹریننگ کرواتے ہیں۔وہ انہیں ایسے سوال دیتے ہیں جس کے لئے انہیں ہر دعویٰ کے برعکس ڈھونڈنا ہوتا ہے۔یوں وہ سوچنے اور بولنے میں کافی مہارت حاصل کر لیتے ہیں۔اسکے بعد جب ہر جملے کا برعکس دعویٰ بیان ہو گیا ہوتا ہے تو پھر یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ کونسا سچ ہے؟ مگر ذہن چونکہ شک میں نہیں کھڑا بلکہ مزید تحقیق کرتا ہے اور اسکا امتحان لیتا ہے اگر یہ صحیح طریق سے کیا جائے تو پھر کسی ایک چیز کے بارہ میں یقین پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے جو کہ اصل مقصد ہے جس میں پھر انسان اپنا اطمینان پاتا ہے۔"

آگے پھر گوئٹے کہتا ہے کہ:

"آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس تعلیم میں کسی چیز کی کمی نہیں اور ہم اپنے سارے کے سارے سسٹم کے ساتھ اس سے آگے نہیں اور اصل میں اس کے آگے کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔مسلمانوں کے فلسفے کا نظام ایک ایسا پیمانہ ہے جس سے انسان اپنے آپکو بھی اور دوسروں کو بھی ماپ سکتا ہے۔" (Katharina von Momsens, Goethe und der Islam)

﴿صفحہ ۱۰۶۔۱۰۷۔۱۰۸﴾

دراصل اسلامی فلسفہ اطاعت ہی یہ ہے کہ ذہنی تربیت ایسے کی جائے کہ ہر حکم کے مثبت اور منفی رخ واضح ہوتے چلے جائیں اور جب یہ سارے رخ واضح ہو جائیں گے تو ذہنوں میں ابہام نہیں رہے گا اور خود بخود فرد نظام کی اطاعت کی طرف کھنچا چلا آئے گا۔

حکومت کے متعلق اسلامی تعلیم یہ ہے کہ عوام باہم مشورہ سے جس شخص کو حکومت کے لئے سب سے زیادہ اہل سمجھیں اسے اپنا امیر مقرر کر لیا کریں۔

چنانچہ سورہ نساء آیت ۵۹ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا۔وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾

یعنی **"اے لوگو اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ حکومت کی امانت تم اس کے اہل لوگوں کے سپرد کیا کرو اور پھر جو لوگ اس طرح حاکم منتخب ہوں انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ وہ لوگوں میں عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کریں۔"**

حضرت مرزا بشیر احمدؓ اپنی تصنیف سیرۃ خاتم النبیینؐ میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"اس اصولی آیت میں حکومت کے حق کو امانت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی دراصل حکومت کا حق لوگوں کا مشترکہ حق ہے۔اور خاص افراد کو جمہور کی طرف

سے ایک امانت کے طور پر ملتا ہے۔اور پھر قرآنی تعلیم کے مطابق ہی یہ حاکم کا فرض مقرر کیا گیا ہے کہ وہ امیر منتخب ہونے کے بعد خودمختارانہ اور جابرانہ طریق اختیار نہ کرے بلکہ اس اصول کو یاد رکھتے ہوئے کہ اس کی حکومت اس کے پاس محض ایک امانت کے طور پر ہے رائے عامہ معلوم کرتا رہے اور لوگوں کے مشورہ کے ساتھ حکومت کے فرائض انجام دیتا رہے۔

جنگ بدر کا واقعہ ہے کہ جس جگہ اسلامی لشکر نے پڑاؤ ڈالا تھا وہ کوئی ایسی اچھی جگہ نہ تھی اس پر ایک صحابی حباب بن منذرؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ آیا آپ ﷺ نے خدائی الہام کے تحت یہ جگہ منتخب کی ہے یا محض فوجی تدبیر کے تحت اسے اختیار کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس بارہ میں کوئی خدائی حکم نہیں ہے تم کوئی مشورہ دینا چاہتے ہو تو دو۔تو حبابؓ نے عرض کیا تو پھر میرے خیال میں یہ جگہ اچھی نہیں ہے،بہتر ہوگا کے قریش کے قریب ترین چشمہ پر قبضہ کر لیا جائے۔حضور ﷺ نے اس مشورہ کو پسند کیا اور مسلمان آگے بڑھ کر اس چشمہ پر قابض ہو گئے۔

﴿سیرت خاتم النّبیین صفحہ نمبر ۳۵۶﴾

اگر ہم اس واقعہ پر غور کریں تو ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ خدا کے نبی نے جب ایک جگہ پر اپنی فوج کو پڑاؤ ڈالنے کے لئے کہہ دیا تھا تو دل میں خیال آنے کے باوجود حباب بن منذرؓ خاموش رہتے کہ اب میں اگر اپنی رائے دوں گا تو اطاعت کے دائرے سے باہر نکل جاؤں گا لیکن وہ بھی رسولِ خدا ﷺ کے صحابی تھے جو اس مضمون کو پوری طرح سمجھتے تھے اور اپنے مضبوط حواری ہونے کا حق ادا کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے یہ دریافت کیا کہ کہیں یہ خدائی حکم تو نہیں اور پھر مشورہ دیا۔اور ان کا مشورہ حضور ﷺ نے بڑی خوشی سے پسند فرمایا۔

سورۃ آلِ عمران آیت ۱۶۰ میں اللہ تعالیٰ خود آنحضرت ﷺ سے فرماتا ہے:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فإذا عزمت فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ یعنی ''اے نبی تم حکومت کے معاملات میں لوگوں سے مشورہ لیا کرو مگر مشورہ کے بعد جب تم کوئی رائے قائم کر لو تو پھر اللہ پر توکل کرو۔''

یہ ہدایت قرآنی محاورہ کے مطابق صرف آپ ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ آپ کے خلفاء اور متبعین کے لئے بھی ہے۔خلاصہ یہ کہ طریقِ حکومت کے معاملہ میں اسلام صرف دو اصولی ہدایتیں دیتا ہے۔

اوّل۔ یہ کہ حکومت کا حق سب لوگوں کا مشترکہ حق ہے اور ایسی صورت میں لوگوں کو چاہیے کہ اپنے میں بہترین شخص کو باہم مشورہ کے ساتھ امیر مقرر کیا کریں۔

دوئم۔ یہ کہ جو شخص امیر بنے اور حکومت کی باگ ڈور اسکے ہاتھ میں آئے اس کا فرض ہے کہ اس امانت کو حق وانصاف کے ساتھ ادا کرے اور سیاست وحکومت کے منجملہ اہم امور لوگوں کے مشورہ کے ساتھ سرانجام دے...... ہاں استثنائی حالات میں امیر کے لئے یہ حق تسلیم کیا ہے کہ اگر وہ ضروری سمجھے تو کثرتِ رائے کے مشورہ کو رد کر دے۔

......قرآنی تعلیم کے مطابق ہی یہ حاکم کا فرض مقرر کیا گیا ہے کہ وہ امیر منتخب ہونے کے بعد خودمختارانہ اور جابرانہ طریق اختیار نہ کرے بلکہ اس اصول کو یاد رکھتے ہوئے کہ اسکی حکومت اس کے پاس محض ایک امانت کے طور پر ہے

جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہم دیکھتے ہیں کہ کفارِ مکّہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان خانہ کعبہ کا طواف کر سکیں۔چونکہ حضور ﷺ نے طوافِ کعبہ کا ارادہ اپنے ایک خواب کی بناء پر فرمایا تھا چنانچہ جب قریشِ مکہ کی طرف سے خطرے کی بو پا کر تصادم سے بچنے کی خاطر ایک نئے رستہ پر چلتے ہوئے حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ کی اونٹنی جو القصوا کے نام سے مشہور تھی یکلخت پاؤں پھیلا کر زمین پر بیٹھ گئی اور باوجود اٹھانے کے اٹھنے کا نام نہ لیتی تھی۔صحابہ نے عرض کیا کہ شاید یہ تھک گئی ہے مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''نہیں نہیں یہ تھکی نہیں اور نہ ہی اس طرح تھک کر بیٹھ جانا اس کی عادت میں داخل ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جس بالا ہستی نے اس سے پہلے اصحاب فیل کے ہاتھی کو مکہ کی طرف بڑھنے سے روکا تھا اسی نے اس اونٹنی کو بھی روکا ہے۔پس خدا کی قسم مکّہ کے قریش جو مطالبہ بھی حرم کی عزت کے لئے مجھ سے کریں گے میں اسے قبول کروں گا''۔

(سیرت خاتم النبین صفحہ ۶۳۴)

اسلام چیز کیا ھے خُدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضئی خُدا

جب سہیلؔ (صلح حدیبیہ کے معاہدے کی ایک نقل لے کے) واپس جا چکا تو آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ''لواب اُٹھو اور یہیں اپنی قربانیاں ذبح کر کے سروں کے بال مُنڈوا دو (قربانی کے بعد سر کے بالوں کو منڈوایا یا کتروایا جاتا ہے) اور واپسی کی تیاری کرو۔'' مگر صحابہ کو اس بظاہر رسوا کن معاہدہ کی وجہ سے سخت صدمہ تھا (جبکہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں بیت اللہ کا نظارہ بھی دکھایا تھا (نتیجتاً) وہ بے جانوں کی طرح بے حس وحرکت پڑے تھے۔انہیں رسول خدا پر پورا ایمان اور وعدہ پر کامل یقین تھا مگر اس ظاہری ناکامی پر غموں سے نڈھال تھے۔اس لئے جب آنحضرت ﷺ نے اُن سے...... قربانی اور (واپسی کا ارشاد فرمایا) تو کسی صحابی نے سامنے سے حرکت نہ کی۔اس لئے نہیں کہ نعوذ باللہ اپنے رسولؐ کے نافرمان تھے کیونکہ صحابی سے بڑھ کر دنیا کے پردے پر کوئی فرمانبردار جماعت نہیں گزری بلکہ اس لئے تھی کہ غم اور ظاہری ذلت کے احساس نے انہیں اتنا نڈھال کر رکھا تھا کہ وہ گویا سنتے ہوئے نہ سنتے تھے اور دیکھتے ہوئے بھی اُن کی آنکھیں کام نہ کرتی تھیں۔آنحضرت ﷺ نے اپنے ارشاد کو دوبارہ سہ بارہ دہرایا مگر کسی نے کوئی حرکت نہ کی۔آنحضور ﷺ صدمہ (سے) خاموش ہو کر خیمہ (میں) تشریف لے گئے۔آپ کی حرم محترم حضرت اُمِّ سلمہؓ (نے) ہمدردی اور محبت کے انداز میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ رنج نہ

فرمائیں آپ کے صحابہؓ خدا کے فضل سے نافرمان نہیں مگر اس صلح کی شرائط نے انہیں غم سے دیوانہ بنا رکھا ہے، پس آپ خاموشی سے جا کر قربانی فرماویں اور سر منڈوا دیں۔ آپؐ نے باہر تشریف لا کر بغیر کچھ کہے اپنے جانور کو ذبح کر کے اپنے سر کے بال منڈوانے شروع کر دیئے۔ صحابہ نے یہ منظر دیکھا تو جس طرح ایک سویا ہوا شخص کوئی شور وغیرہ سن کر اچانک بیدار ہوتا ہے وہ چونک کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور دیوانہ وار اپنے جانوروں کو ذبح کرنا شروع کر دیا اور ایک دوسرے کے سر کے بال مونڈھنے لگے۔

(اقتباس از کتاب سیرۃ خاتم النّبیینؐ تصنیف حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صفحہ نمبر 770,769)

حکومت کا حق سب لوگوں کا مشترکہ حق ہے۔ جو شخص امیر بنے اور حکومت کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں آئے اس کا فرض ہے کہ اس امانت کو حق وانصاف کے ساتھ ادا کرے۔

صحابہؓ کے اس نمونہ سے ہم پر اطاعت کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ ہم پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ جنہیں ہم امیر چنیں بہت سوچ سمجھ کر چنیں کہ واقعی میں وہ اس منصب کا اہل بھی ہے؟ اور جب خوب غور کر کے ایک دفعہ کسی کو امیر چن لیں تو پھر اگلا قدم اس کی امارت کو مضبوط کرنے کا یہ ہے کہ اسکی پوری پوری اطاعت کریں۔ جب وہ مشورہ مانگے تو دیانتدارانہ مشورہ دیں۔ دوسرے طرف امیر یا حاکم اطاعت کے دائرہ میں اس وقت داخل سمجھا جائیگا جب وہ **سیّد القوم خادمھم** کی تصویر بنے گا، جب خدا تعالیٰ کی منشا کے مطابق اپنے عوام سے مشورہ لے کر فیصلے کرے گا۔ یعنی حاکم کا مشورہ لینا بھی نظام اطاعت کا حصہ ہے اور عوام کا صائب مشورہ دینا بھی نظام اطاعت کا حصہ ہے۔ جب مجلسِ شوریٰ منعقد کی جائے گی تو ہر ممبر کو اپنی رائے دینے کا حق بھی ملے گا۔ بلکہ اس میں چھپی ہوئی خوبیاں اور خامیاں بھی اپنی سمجھ کے مطابق تفصیل سے بیان کرے گا۔ کوئی دوسرا کھڑا ہوگا تو وہ اپنی تقریر میں بالکل مختلف نکات بھی اٹھا سکتا ہے۔ اور یہی مجلس شوریٰ کا یا دوسرے لفظوں میں جمہوریت کا حسن ہے۔

اسی طرح عوام کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے امراء پر اعتماد کریں، اپنے ذہن کھلے رکھیں، ہر بات کی وجہ تلاش نہ کریں، احکام ماننے کی عادت ڈالیں، خدا تعالیٰ کا خوف اپنے اندر پیدا کریں۔ ہر حکم کی وجہ پوچھنے سے ماحول میں ہیجان پیدا ہو جائے گا۔

یہاں میں ربوہ کے ماحول کی مثال دینا چاہوں گی۔ اگر ہمیں وہاں کسی جگہ جماعتی طور پر جانے سے منع کر دیا جاتا تو سب لوگ رک جاتے تھے۔ اگر جانے کی تحریک کی گئی ہے تو چل پڑتے تھے۔ لیکن کبھی نہیں ہوا کہ چہ مہ گوئیاں شروع ہو جائیں کہ کیوں منع کیا گیا ہے۔ ہم اپنے نظامِ جماعت میں دیکھتے ہیں کہ خلفاءِ وقت جب بھی جماعت کو کوئی نصیحت کرتے ہیں تو اس کے ہر پہلو کو تفصیل سے کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ جب اس کی اطاعت کی جائے تو ہر کسی کا دل مکمل طور پر مطمئن ہو۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خلیفہء وقت سے کوئی سوال کیا گیا ہو اور انہوں نے پوری تفصیل سے اسے نہ سمجھایا ہو صرف یہ نہیں کہا کہ یہ حکم ہے تمہیں ماننا پڑے گا۔

ایک دفعہ ایک بچی نے سوال اٹھایا کہ اطاعت کرنے سے ہماری شناخت ختم ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اس اٹل حقیقت کو بھی مدنظر رکھیں کہ شناخت ہمیشہ قوموں کی ہوا کرتی ہے افراد کی نہیں۔ چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو قوموں کی پوری زندگی پر حاوی کر کے نہ دیکھا جائے۔ مجموعی طور پر اپنے آپ کو متحد رکھیں۔ بڑے مفاد پر چھوٹے مفاد کو قربان کر دیا جائے، صبر اور برداشت سے کام لیا جائے تاکہ بغاوت کا عنصر کہیں اٹھنے نہ پائے۔ اسی میں برکت ہے، اسی سے قوموں کی بقاء وابستہ ہے اور اسی میں خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو اطاعت کی توفیق عطا فرماتا رہے آمین۔

﴿حوالہ جات سیرت خاتم النّبیینؐ بعنوان مدنی زندگی کے پہلے دور کا خاتمہ اور اسلامی طریق حکومت﴾

﴿از نادرہ رامہ صاحبہ﴾

......☆☆☆......

دِلبر کے دَر پہ جیسے ہو جانا ہی چاہیے
گر ہو سکے تو حال سُنانا ہی چاہیے
بیکار رکھ کے سینے میں دل کیا کرونگا میں
آخر کِسی کے کام تو آنا ہی چاہیے
رنگِ وفا دکھاتے ہیں ادنیٰ و خُوش بھی
غم دوستوں کا کچھ تمہیں کھانا ہی چاہیے
اِس سینہ رُوئی پہ شوقِ ملاقات ہے ، عبث
اس ماہ رُو کا رنگ چڑھانا ہی چاہیے
ساتھی بڑھیں گے تب کہ بڑھاؤ گے دوستی
دِل غیر کا بھی تم کو لُبھانا ہی چاہیے
تعبیر کعبہ کے لئے کوئی جگہ تو ہو
پہلے صنم کدہ کو گرانا ہی چاہیے
رونق مکاں کی ہوتی ہے اسکے مکیں سے
اس دلرُبا کو دل میں بسانا ہی چاہیے

از کلامِ محمود 244 (نظم نمبر 178)

"کوئی اسلامی حکومت مشورہ کے انتظام کے بغیر جائز تسلیم نہیں کی جا سکتی"

''سمعنا و اطعنا''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اطاعت کا خوبصورت نمونہ

خدا کا جاری کردہ نظام، اُس کی پیدا کردہ تمام مخلوق اپنے اپنے دائرہ کار میں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔ اِس کائنات میں موجود ہر شے ہی اپنے خالقِ حقیقی کی اطاعت کرتی ہے، لیکن اِنسان میں اُن سے بہت زیادہ ترقی کا مادہ رکھا گیا ہے۔ اِسی وجہ سے اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ جو اِنسان ہر مقام پر اپنا کامل مطیع ہونا ثابت کرتا ہے، وہ خدا کی خاص رضا کی چھاؤں تلے آجاتا ہے۔ اور خدا کا خاص پیارا بن جاتا ہے۔ اِنہی پیاروں میں ایک وجود ہمارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ہے۔ آپ **''سمعنا واطعنا''** **(یعنی ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی)** کی عملی تصویر ہیں۔ اگر ہم آپ کے منصب خلافت پر فائز ہونے سے پہلے کی زندگی کی ایک جھلک دیکھیں، تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ جہاں ایک طرف آپ نے خدا کی تعلیم پر کامل اطاعت گزاری فرمائی، دوسری طرف خلافت سے گہری عقیدت، عہدیداران کا احترام، والدین کی کامل فرمانبرداری کے ایسے اعلیٰ نمونے قائم فرمائے جو ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

اپنے نقصان کو پسِ پُشت رکھتے ہوئے خدا کی تعلیم پر اطاعت گزاری کرنا ہی ایک مومن کی شان ہے۔ حضور انور بھی شروع ہی سے شریعت پر صدقِ دل سے کاربند تھے۔ جہاں خدا کی اور اُس کے رسول کی اطاعت کا سوال ہوتا، انسان کی ناراضگی کی کبھی پرواہ نہ کی۔ گھانا میں آپ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ ہمسایہ نے آپ کی فریج میں شراب کی بوتل رکھوانے بھیجی۔ آپ نے انکار کر دیا۔ اُس کے یہ اعتراض کرنے پر کہ بند بوتل رکھنے سے کیا ہوتا ہے۔ آپ نے اُسکو بتایا کہ ''ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ، شراب پینے والا، پلانے والا، کشید کرنے والا، رکھنے والا اور بیچنے والا سب جہنمی ہیں۔ اب تم خود فیصلہ کرو کیا میں جہنمی بننا پسند کروں گا۔ ہرگز نہیں۔''

(تشحیذ الاذہان۔ سیدنا مسرور ایدہ اللہ تعالیٰ نمبر۔ صفحہ نمبر ۱۸۔۱۹)

خدا کے وہ خاص بندے جن کو وہ ایک عظیم الشان مقصد کے لئے منتخب کر چکا ہوتا ہے۔ ابتداء ہی سے حقوق اللہ، حقوق العباد کی ادائیگی میں کامل نظر آتے ہیں۔ مکرم سید محمود احمد صاحب نے حضور انور کی پاک سیرت کو بہت خوبصورتی سے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے ''کسی ایک شخص میں اتنی خوبیوں کا جمع ہونا محال ہوتا ہے کہ وہ ایک اچھا بیٹا بھی ہو، ایک اچھا باپ بھی ہو، بہت خیال رکھنے والا اور عزت کرنے والا شوہر بھی ہو، جو رحمی رشتوں کا بھی خیال کرتا ہو اور نسبتی رشتوں کی ذمہ داریاں بھی عمدہ طور پر نبھاتا ہو، جو ماتحتوں سے حُسنِ سلوک کرنے والا ہو اور افسروں کی اطاعت کرنے والا ہو، جو عظیم انسان ہو اور وفا کا پیکر ہو، جو ہر وقت مسکراتے ہوئے ہر رنج کو اپنے سینے میں چھپانے والا ہو، جو خلافت کا سچا عاشق ہو اور خاموشی سے دُعاؤں میں لگا رہنے والا ہو۔'' (صفحہ نمبر ۳۰)

آپ کے دل میں خلافت کا کیسا ادب اور اطاعت تھی، اِس کا اظہار حضرت سیدہ امتہ السبوح بیگم صاحبہ مدظلہا تعالیٰ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اِس بیان سے ہوتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: ''آپ ہر معاملے میں حضور رحمہ اللہ کے ہر حکم کی پوری تعمیل کرتے۔ انیس بیس کا فرق بھی نہ آنے دیتے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیمار ہوئے تو آپ نے منع فرمایا کہ کسی کے آنے کی ضرورت نہیں، لیکن طبیعت کمزور تھی اور فکرمندی والی صورت تھی۔ جماعت بھی پریشان اور فکرمند تھی۔ اِنتہائی گرتی ہوئی حالت دیکھ کر میاں سیفی (مرزا سفیر احمد صاحب) نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو فون کر دیا، اور کہا کہ اگر آپ آجائیں تو اچھا ہے۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ لندن تشریف لے آئے اور خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات کے لیے گئے تو حضور رحمہ اللہ نے دریافت فرمایا۔ ''کیسے آئے ہو''۔ آپ نے جواب دیا کہ آپ کی طبیعت کی وجہ سے جماعت فکرمند ہے، اِس لئے پوچھنے کے لئے آیا ہوں۔ تو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حالات ایسے ہیں کہ فوراً واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے کہا کہ بہتر۔ میں فوراً واپسی کی سیٹ بُک کروالیتا ہوں۔ بعد میں حضرت خلیفۃ الرابعؒ نے میاں سیفی سے پوچھا کہ **اِس (حضور انور ایدہ اللہ) میں تو اتنی اطاعت ہے کہ یہ میرے کہے بغیر آ ہی نہیں سکتے۔ یہ آیا کیسے**۔ تب میاں سیفی نے حضور رحمہ اللہ کو بتایا کہ اُن کو تو میں نے آنے کے لئے کہا تھا اِس لئے آئے ہیں۔ اِس پر حضور رحمہ اللہ کو اطمینان ہوا کہ ان کی توقعات کے عین مطابق ان کے مجاہد بیٹے کی اطاعت اعلیٰ ترین معیار پر ہی تھی۔'' (صفحہ نمبر ۲۰۔۲۱)

جب تک دل میں عقیدت ومحبت نہ ہو، اطاعت بھی اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتی۔ حضور انور ایدہ اللہ کے دل میں خلافت کا ایسا احترام تھا۔ کہ ایک مرتبہ فون پر حضور رحمہ اللہ سے بات کرتے ہوئے آپ بے اختیار ادب سے جھک گئے۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والوں کا بیان ہے، کہ ''جب بھی حضرت خلیفۃ الرابعؒ کی طرف سے کوئی حکم

آتا تو اس کی فوری تعمیل کرتے ۔ یہ خیال رکھتے کہ جو بھی مسئلہ آیا ہے، اِس کی فوری رپورٹ جانی چاہئے''۔ (صفحہ نمبر ۴۶)

آپ کے دل میں نہ صرف خلافت کے لئے بے انتہا ادب تھا بلکہ اپنے بالا افسران کا بھی بہت احترام کرتے تھے۔ آپ کے ساتھ گھانا میں کام کی سعادت حاصل کرنے والے مکرم مجید احمد صاحب بیان کرتے ہیں۔ ''نظامِ جماعت کی پابندی اپنا فرض سمجھتے، ہمیشہ محترم امیر صاحب کے سامنے نیچی آنکھوں سے بات کرتے۔''

(صفحہ نمبر ۲۳۴)

آج جس شخص کے ہاتھ پر بیعت کر کے ہم بِک چکے ہیں، اُس کی پاک سیرت کی ایک ہلکی سی جھلک ہم نے دیکھی ۔ ہم جو آپ سے محبت اور اطاعت کا دعویٰ کرتے ہیں، ہمیں بھی اسی مشعلِ راہ پر چلنا ہے۔ اور اپنی آنے والی نسلوں کے لئے ایسے ہی پاک نمونے قائم کرنے ہیں۔ ہمیں بھی ایسے ہی خلافت کا جان نثار بننا ہے۔ جب خلیفہ وقت کہیں بیٹھو تو ہم بیٹھ جائیں، جب وہ کہیں کھڑے ہو جاؤ، تو اُٹھ کھڑے ہوں۔ کہ اُن کا ہر ایک حکم ہمارے ہی فائدے کے لئے تو ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''جو خلیفہ وقت آپ کے سامنے پیش کرتا ہے، جو تربیتی امور آپ کے سامنے رکھے جاتے ہیں۔ ان سب کی اطاعت کرنا اور خلیفۂ وقت کی ہر بات ماننا یہ اصل میں اطاعت ہے۔ اطاعت یہ نہیں ہے کہ تحقیق کی جائے کہ اصل حکم کیا تھا؟ یا کیا نہیں تھا؟ اس کے پیچھے کیا روح تھی؟ جو سمجھ میں آیا اس کے مطابق فوری طور پر اطاعت کی جائے، تبھی اس نیکی کا ثواب ملے گا'' خدا کرے کہ ہم اور ہماری نسلیں حضور اقدس کے اس پاک نمونے پر چلنے والی ہوں آمین۔

مرتبہ فضیلت سلطانہ صاحبہ (از تشحیذ الاذہان ۲۰۰۸ء (صفحہ نمبر ۵۰) سیدنا مسرور نمبر)

❖❖❖

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین صاحبؓ نے ایک دفعہ سوال کیا کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ ہاں۔ حضرت حسین علیہ السلام نے اس پر بڑا تعجب کیا اور کہا کہ ایک دل میں دو محبتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں ۔ پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ وقت مقابلہ پر آپ کس سے محبت کریں گے۔ فرمایا اللہ سے۔ غرض انقطاع اُن کے دلوں میں مخفی ہوتا ہے اور وقت پر ان کی محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جاتی ہے۔''

(از ملفوظات جلد ۷، صفحہ نمبر 57)

ہو تمہی کل کے قافلہ سالار

وَقت کم ہے ۔ بہت ہیں کام ۔ چلو
مَلگجی ہو رہی ہے شام ۔ چلو

زندگی اِس طرح تمام نہ ہو
کام رہ جائیں ناتمام ۔ چلو

کہہ رہا ہے خِرامِ بادِ صَبا
جب تلک دَم چلے مُدام چلو

مَنزلیں دے رہی ہیں آوازیں
صُبح مَحوِ سفر ہو ، شام چلو

ساتھیو! میرے ساتھ ساتھ رہو
قُربتوں کا لئے پیَام ۔ چلو

تم اُٹھے ہو تو لاکھ اُجالے اُٹھے
تم چلے ہو تو بَرق گام چلو

کبھی ٹھہرو تو مثلِ ابرِ بہار
جب برَس جائے فیضِ عام ۔ چلو

رات جاگو مَہ و نجوم کے ساتھ
دِن کو سُورج سے ہم خِرام چلو

ہو تمہی کل کے قافِلہ سَالار
آج بھی ہو تمہی اِمام ۔ چلو

تم سے وَابستہ ہے جہانِ نو
تمہیں سونپی گئی زِمام ۔ چلو

آگے بڑھ کر قدَم تو لو۔ دیکھو
عہدِ نو ہے تمہارے نام ۔ چلو

پیشوائی کرو ۔ تمہاری طرف
آرہا ہے نیا نظام ۔ چلو

اے خُوشا ۔ دِل بیَار ۔ دَست بکار
لہر در لہر شاد کام چلو

میرے پیارو! خدا کے پیاروں پر
دائماً بھیجتے سَلام چلو

از کلامِ طاہر، صفحہ نمبر 62

تعارف کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''حقیقۃ الوحی''(جس کے پڑھنے کی حضورؑ نے بہت تاکید فرمائی)

خدائے تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ,,سلطان القلم،، کے خطاب سے نوازا اور آپؑ کے قلم کو ,,ذوالفقارعلی،، قرار دیا گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''**جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہر گز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں ملتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس کے سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا۔**''

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی اہمیت حضرت مصلح موعودؓ کے اس ارشاد سے اور بھی واضح ہوجاتی ہے آپؓ فرماتے ہیں:

''جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے تو اس کے پڑھنے سے ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر بھی فرشتے نازل ہونگے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کیونکہ حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص فیضان الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے۔ اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کے لئے بیٹھا ہوں ابھی دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہوجاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہوجاتا ہے تو حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ان کے ذریعے نئے نئے علوم کھلتے ہیں، دوسری کوئی اور کتاب پڑھو تو اتنا ہی مضمون سمجھ آئے گا جتنا الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھنے سے بہت زیادہ مضمون کھلتا ہے۔'' (ملائکۃ اللہ انوار العلوم جلد ۵ صفحہ ۵۶۰)

ان اقتباسات کی روشنی میں اب ہم آپ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک کتاب ,,حقیقۃ الوحی،، کا تعارف پیش کرتے ہیں جس کے پڑھنے کی حضورؑ نے بہت تاکید فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر فرمودہ اس کتاب کی تالیف 1906ء میں ہوئی اور یہ کتاب مجموعی طور پر 739 صفحات پر مشتمل ہے اور یہ کتاب روحانی خزائن جلد نمبر 22 میں شامل ہے۔ اس کتاب میں حضرت مسیح موعودؑ نے وحی، الہام اور سچی رویا کی حقیقت بہت بسیط طور پر اور واضح براہین کے ساتھ تحریر فرمائی ہے نیز یہ کتاب دہریت اور مادیت پرستی کے پیدا کردہ زہروں کے لئے ایک تریاق ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعودؑ نے صاحب تجربہ ہونے کے لحاظ سے سینکڑوں نشانات، رویا اور کشوف بھی درج فرمائے ہیں جو آپؑ کی زندگی میں ہی ہزاروں لاکھوں افراد کے سامنے پورے ہوئے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ اپنی ایک تصنیف ''چشمہ معرفت'' میں فرماتے ہیں:

''**میں نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں بہت سے ایسے نشان لکھے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا جس کی شناخت اور محبت ہماری عین نجات ہے وہ اسلام کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے زندہ نشانوں کی چھری سے دہریت کے بھوت کو ذبح کرتا ہے اور ناستک مت کی ہیکل کو توڑتا ہے۔**'' (چشمہ معرفت جلد نمبر 23 صفحہ 313)

اس کتاب میں حضورؑ نے ہر ایک کو اس کے مطالعہ کی دعوت دی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''ان سب کو جو اس کتاب کو پڑھ سکتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر ان کو یہ کتاب پہنچے تو اوّل سے آخر تک اس کتاب کو غور سے پڑھ لیں اور میں پھر ان کو خدائے لاشریک کی **دوبارہ قسم دیتا ہوں** جس کے ہاتھ میں ہر ایک کی جان ہے کہ وہ اپنے اوقات اور مشاغل کا حرج بھی کر کے غور اور تدبر سے اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ لیں اور پھر میں تیسری بار اس غیور خدا کی ان کو قسم دیتا ہوں جو اس شخص کو پکڑتا ہے، دعا اور اس کی قبولیت اس کی قسموں کی پرواہ نہیں کرتا کہ ضرور ایسے لوگ جن کو یہ کتاب پہنچے اور وہ اس کو پڑھ سکتے ہوں وہ اس کتاب کو اول سے آخر تک ایک مرتبہ اس کو ضرور پڑھ لیں۔''۔۔۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۱۲)

حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی ،مذہب کی حقانیت اور مسیح موعودؑ کی صداقت، معجزات، نشانات، وحی والہام دعا اور اس کی قبولیت کے بارے میں علم الیقین حاصل کرنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔خاص طور پر ہماری نئی نسل کے لئے کیونکہ اس کتاب کے دلائل علم کلام کی بحثوں سے بلند، ناقابل تردید حقائق و براہین پر مشتمل ہیں حضرت مسیح موعودؑ اس کتاب کے مطالعہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ملفوظات جلد پنجم میں فرماتے ہیں:

''حقیقۃ الوحی کے تین سو سے زائد صفحات لکھے گئے ہیں۔اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل لکھے گئے ہیں۔جماعت کے لوگوں کو چاہیے کہ اس کا بغور مطالعہ کریں۔جن لوگوں کو فرصت،شوق اور فہم حاصل ہوگا اور اس کا بغور مطالعہ کریں گے۔ان میں ایک طاقت پیدا ہو جائے گی اور وہ پھر اس بات کے محتاج نہیں رہیں گے کہ وہ ایسے سوالات کے جوابات کسی سے دریافت کریں۔جماعت کے سب لوگوں کو چاہیے کہ یہ طاقت اپنے اندر پیدا کریں۔''

(ملفوظات جلد پنجم ص ۶۱)

اس کتاب کی تصنیف کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''واضح ہو کہ مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے لئے یہ ضرورت پیش آئی کہ جس طرح اس زمانہ میں صد ہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہوگئی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ پر کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہوسکتا ہے۔اور کن حالتوں میں اندیشہ ہوسکتا ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الرب۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳)

اس کتاب میں حضورؑ نے رویا، الہام اور رویائے صادقہ کے متعلق چار ابواب قائم فرمائے ہیں۔

اول۔ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض سچی خوابیں یا سچے الہام ہوتے ہیں لیکن ان کو خدا سے کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔

دوم۔ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض سچی خوابیں یا سچے الہام ہوتے ہیں لیکن انکا کچھ تھوڑا تعلق خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے۔

سوم۔جو لوگ اصفیٰ اور اکمل طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ ومخاطبہ حاصل کرتے ہیں۔

چہارم۔اس باب میں حضورؑ نے دعویٰ فرمایا ہے کہ خدا نے محض اپنے فضل سے تیسرے طبقے میں شامل فرمایا ہے۔اس لحاظ سے مجموعہ الہامات اور واقعاتی شہادتیں پیش فرمائی ہیں۔اور قبولیت دعا کے بیسیوں نشانات بھی تحریر فرمائے ہیں جو روز روشن کی طرح پورے ہوئے۔

اس کتاب میں حضورؑ نے مخالفین کے ساتھ مباہلہ کا ذکر بھی فرمایا ہے۔انجام آتھم میں جن لوگوں کو مباہلہ کی دعوت دی گئی تھی ان میں سے تقریباً بیس اس کتاب کی تصنیف تک زندہ تھے اور خدا تعالیٰ کے اس الہام کہ انی مھین کا منہ بولتا ثبوت تھے نیز لیکھرام اور متعدد آریوں کے علاوہ جان الیگزنڈر ڈوئی کی اموات کے خدا تعالیٰ کے قہری نشانات کا بھی حضورؑ نے اپنی اس تصنیف میں ذکر فرمایا ہے۔اس کتاب میں حضورؑ نے ڈاکٹر عبدالکریم مرتد کے عقائد کا رد بھی بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس کتاب کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔﴿ماخوذ از الفضل ربوہ ۱۹ اپریل ۲۰۰۹ء﴾

اطاعت خداوندی

آپؐ اس وقت تک مکہ سے نہیں نکلے جب تک کہ خدا کی طرف سے حکم نہ ہوا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہم ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ عین دوپہر کے وقت رسول کریمؐ تشریف لائے اور سر لپیٹا ہوا تھا۔آپؐ اس وقت کبھی نہیں آیا کرتے تھے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ اس وقت کسی بڑے کام کے لئے آئے ہوں گے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے اجازت مانگی اور اجازت ملنے پر گھر میں آئے اور فرمایا کہ جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اٹھا دو۔حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ، وہ آپ کے اہل ہی تو ہیں۔آپؐ نے فرمایا **اچھا مجھے ہجرت کا حکم ہوا ہے**۔حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا مجھے آپ کی مصاحبت نصیب ہوسکتی ہے۔آپؐ نے ان کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے فرمایا ''ہاں''۔ (بخاری کتاب المناقب باب ھجرۃ النبی)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ اس وقت تک مکہ سے نہیں نکلے جب تک حکم نہ ہوا اور آخر وقت تک اس بات پر قائم رہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرنا۔

﴿شمائل محمد صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر9﴾

ہمارے کام سب تیرے لئے ہوں
اطاعت ہو غرض ہر مدعا کی

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: **''لفظ اطاعت کے معنی محض فرمانبرداری نہیں بلکہ ایسی فرمانبرداری کے ہیں جو بشاشتِ قلب کے ساتھ کی جائے اور اس میں نفس کی مرضی اور پسندیدگی بھی پائی جاتی ہو''۔**

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

''اطاعۃ کے معنی وضع لغت کے لحاظ سے خالی فرمانبرداری کے نہیں بلکہ اس فرمانبرداری کے ہیں جو پسندیدگی اور خوشی سے ہو۔ نہ کہ جبر اور اکراہ سے اور جو تکلف سے اطاعت کی جائے یعنی عمل کرتے ہوئے اگر شرح صدر نہیں تو نفس کو عمل پر آمادہ کیا جائے اور بشاشت کا اظہار کیا جائے۔''

پھر آپؓ نے مزید فرمایا! **''اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔ پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعتِ رسولؐ بھی ہوگی۔''**

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ نمبر ۳۶۹،۴۲۲)

یعنی اطاعت کا سلسلہ خداتعالیٰ کی اطاعت سے شروع ہوتا ہے اور خدا کی اطاعت کے لئے جس نظام کی ضرورت ہوتی ہے وہ نظام خداتعالیٰ رسولوں کے ذریعہ قائم کرتا ہے۔ جیسے ہمارے ہادی و مولیٰ آنحضرت ﷺ کے ذریعے قائم ہوا۔ پھر آپؐ کے خلفاء نے اس نظام کو آگے بڑھایا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی تجدید کی اور آپؑ کے بعد آپؑ کے خلفاء نے نظامِ خلافت کے ذریعے اس نظام کو جاری رکھا جس میں خلیفۃ المسیح کی اطاعت لازم ہے آپ کے قائم کردہ عہدیداروں، اپنے والدین کی، بڑوں کی اطاعت اور پھر اطاعت کا یہ مادہ انسان کو خداتعالیٰ سے ملا دیتا ہے۔ فرمانبرداری یعنی اطاعت کرنے کی تربیت کا آغاز بچپن سے شروع ہوتا ہے۔ اگر بچپن میں یہ مادہ نہ پیدا کیا جائے تو بڑے ہو کر ایسے انسانوں کو فرمانبرداری پر آمادہ کرنا بے حد مشکل ہوتا ہے۔

فخر اور تکبر کرنے والا دوسروں کو حقیر سمجھنے والا انسان اطاعت نہیں کر سکتا

اس سلسلہ میں ہمارے پاس حضرت اماں جانؓ کا مبارک طرز عمل ہے جس کا ایک واقعہ حضرت اماں جانؓ کی پوتی صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ بیان کرتی ہیں۔

''ڈلہوزی میں راشمین (کوٹھی کا نام) دوپہر کو جب سب بچے کھیلتے تو اماں جانؓ مجھے اپنے کمرے میں بلالیتیں اور کچے چاول اور دال ملا کر تھال میں ڈال کر مجھے کہتی تھیں کہ انہیں الگ الگ کردو۔ میں جلدی جلدی الگ الگ کر دیتی۔ آپؓ پھر ملا دیتی تھیں۔ تین چار بار ایسا کرنے کے بعد کہتی تھیں اب جا کر کھیلو۔ اور میں آگے سے چوں تک نہ کرتی تھی۔ دراصل حضرت اماں جانؓ بچوں سے پتہ مار کر کام کرنے کی عادت اور فرمانبرداری دونوں ہی سکھاتی تھیں۔''

(سیرت و سوانح حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگمؓ صفحہ نمبر ۳۲۷)

اطاعت کے لئے کچھ باتوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے جیسا کہ صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ **اطاعت وہ کرسکتا ہے جو محبت کرتا ہو۔ اور خداتعالیٰ کا تقویٰ رکھتا ہو۔ جو انسان خداتعالیٰ سے اپنے بزرگوں سے والدین سے محبت کرتا ہو ادب کرتا ہو وہ اطاعت کرسکتا ہے۔ جو انسان ہر حکم پر اس کی وجہ پوچھے کہ کیوں، کب، کیسے میں کیوں بجالاؤں وہ اطاعت نہیں کر سکتا۔**

فرمانبرداری یعنی اطاعت کرنے کی تربیت کا آغاز بچپن سے شروع ہوتا ہے۔ اگر بچپن میں یہ مادہ نہ پیدا کیا جائے تو بڑے ہو کر ایسے انسانوں کو فرمانبرداری پر آمادہ کرنا بے حد مشکل ہوتا ہے۔

۳۔ اس کے لئے عاجزی بھی ضروری ہے۔ یہ تکبر تھا جس نے شیطان کو نافرمانی پر اکسایا تھا۔ فخر اور تکبر کرنے والا دوسروں کو حقیر سمجھنے والا انسان اطاعت نہیں کرسکتا۔

۴۔ خدا کا فضل ہونا بھی ضروری ہے اس لئے اطاعت گزار بننے کے لئے دعا مانگتے رہنا چاہئے۔

۵۔ اخلاص و وفا بھی ضروری ہے اخلاص سے اطاعت اچھے طریق پر ہوسکتی ہے۔

۶۔ ضروری ہے کہ محنت کی عادت ہو۔ سست انسان اطاعت نہیں کرسکتا۔ اس لئے صاحبزادی صاحبہ کے واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اماں جانؓ بچوں کو محنت کی عادت بھی ڈالنا چاہتی تھیں۔

۷۔ فرمانبرداری کے لئے ضبط نفس ضروری ہے بلکہ انسان کو اپنے نفس کو ایک طرح سے ذبح کرنا پڑتا ہے تب وہ بشاشت قلب سے فرمانبرداری کرسکتا ہے۔ جیسا کہ صاحبزادی صاحبہ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اماں جانؓ آپ کو بچپن سے ہی ضبط نفس بھی سکھاتی تھیں۔ جب سارے بچے کھیل رہے ہوں اور ایک بچے کو کوئی کام دیا جائے اور بظاہر وہ بور کام ہو اور پھر وہ چوں بھی نہ کرے اور وہ کام

کر دے۔اس کا مطلب ہے کہ اس نے بچپن سے اپنے نفس کو ضبط سکھا ہے ۔ اگر ہم اپنے بچوں کو ضبط نفس نہیں سکھائیں گے تو ان پر بڑا ظلم ہو گا۔کیونکہ بہت ساری مصیبتیں انسان پر اس لئے آجاتی ہیں کہ اسے اپنے آپ کو ضبط کرنا نہیں آتا یعنی وہ خود کو کنٹرول نہیں کر سکتا۔اس کا نفس اس پر حکومت کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''قرآن جس کو اطاعت کہتا ہے وہ نظام اور ضبط نفس کا نام ہے۔یعنی کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انفرادی آزادی کو قومی مفاد کے مقابلہ میں پیش کر سکے۔یہ ہے ضبط نفس اور یہ ہے نظام۔''......ضبط نفس یا نظام کا انکار کر کے اگر کوئی کہے کہ میں نیک رہ سکتا ہوں تو یہ بالکل غلط بات ہے وہ ضرور خرابی اور فساد کا موجب ہو گا۔مثلاً گورنمنٹیں قانون بناتی ہیں کہ بائیں طرف چلو یا دائیں طرف چلو اور اگر کوئی کہے کہ میں کیوں اس پر عمل کروں۔جب سڑک پر چلنے کی عام اجازت ہے تو میں تو سڑک کے جس طرف چاہوں چلوں گا، دائیں یا بائیں نہیں چلوں گا۔اس شخص کا انجام ظاہر ہے کہ کسی گاڑی سے ٹکرا کر زخمی ہو گا یا سامنے سے آنے والوں سے قدم قدم پر ٹکرائے گا اور سب مسافروں کے لئے تکلیف کا موجب ہو گا۔حقیقت یہ ہے کہ نظام کی پابندی کے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔پس کسی کا یہ کہنا کہ میں فلاں قانون کیوں مانوں ایک خار کا راستہ ہے۔'' ﴿تفسیر کبیر جلد نمبر دہم صفحہ نمبر ۱۵۶﴾

اسلام میں ضبط نفس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ اس کی انفرادی آزادی سلب ہو جائے۔ جہاں انفرادی آزادی کی حدود ہیں اسلام ہر شخص کو آزادی دیتا ہے۔جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ سورۃ الماعون کی آیت نمبر دو کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اطاعت سے مراد نظام اور ضبط کے ہیں غلامی کے نہیں، غلامی کا قرآن اور اسلام دشمن ہے بلکہ سب سے پہلا مذہب جس نے دنیا سے غلامی کو اڑایا وہ اسلام ہے۔'' ﴿تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ ۱۵۵﴾

یہ بات قابل غور ہے کہ کیا انفرادی تشخص کو قائم رکھتے ہوئے انسان ایسی اطاعت کر سکتا ہے جس میں بشاشت قلب ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''احکام کی تعمیل میں بشاشت قلبی تبھی پیدا ہو سکتی ہے جب ذیلی امور ہوں۔

۱۔احکام کے فلسفہ کو سمجھنا۔

۲۔رحمت کا پہلو تعلیم میں غالب ہونا۔

۳۔احکام کی تعمیل میں ایسے فوائد موجود ہونا جو اس تکلیف اور مشقت سے بڑھ کر ہوں جو اعمال کے بجالانے میں اٹھانی پڑتی ہے۔

۴۔شریعت کا خود انسان کے حق میں مفید ہونا جس سے اسے اپنا مقصود نظر آجائے۔

یہ چاروں باتیں صرف اسلام میں پائی جاتی ہیں......اسلام صرف کوئی حکم ہی نہیں دیتا بلکہ ساتھ یہ بتاتا ہے کہ اس حکم کی غرض کیا ہے؟ اسکے فوائد کیا ہیں اور اس کا مقصد کیا ہے؟ تا ان احکام پر عمل کرنے والا اپنے دل میں لذت محسوس کرے۔ ﴿تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ ۴۲۳﴾

اسلام کا ایک حکم ہے کہ جھوٹ نہ بولو۔کیونکہ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور ایک چھپا ہوا شرک ہے۔اس سے معاشرے میں فساد پیدا ہوتا ہے مگر کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ انسان سوچتا ہے کہ وہ منزل تک پہنچنے کے لئے ایک چھوٹا راستہ چن لے چاہے جھوٹ بول کر اس پہ چلے، مگر اس سے منزل نہیں ملتی، سچ بول کر چاہے بظاہر مشکلیں ملیں مگر خدا کے فضل سے دلی سکون ہوتا ہے اور آخر بڑی اور دائمی خوشی ملتی ہے میں ایک خاتون کو جانتی ہوں جو بہت مشکلوں سے جرمنی پہنچی۔یہاں اسے بہت سے لوگوں نے مشورہ دیا کہ اسائلم کا کیس کیسے کرنا چاہئے اسے کچھ لوگوں نے کہا کہ تم اپنا پاسپورٹ نہ دینا۔ وہ دعا کرتی رہی مگر اسے تسلی نہ ہوئی کہ اگر پاکستان سے اتنی دور یہاں آکر بھی جھوٹ کا سہارا لینا تھا تو یہ تو وہی بات ہے جس کی وجہ سے وہ پاکستان سے نکلی تھی۔پھر اپنا ملک چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی؟۔اپنے ملک میں بھی قدم قدم پہ سچ بولنا مشکل تھا اور وہ سچ بولنے کی کوشش کرتی تھی اس نے خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو دعا کی غرض سے حالات لکھے۔حضور نے فرمایا جھوٹ نہیں بولنا۔خدا نے اسے توفیق دی اس نے اپنا پاسپورٹ بھی جج کو دے دیا اور بتا دیا کہ میں فلاں ملک سے جرمنی آئی ہوں۔جج کو بہت حیرت ہوئی اس نے کہا یہ پاسپورٹ اصلی ہے اس عورت نے کہا ہاں اصلی ہے دیکھ لو۔اس کا کیس کافی لمبا چلا اور کچھ مسائل بھی آئے مگر اسے تسلی رہی کہ خدا تعالیٰ اس کی مدد کرے گا کیونکہ خدا نے اسے خلیفۃ المسیح کی نصیحت پر عمل کرنے کی توفیق دی ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت اس عورت پہ ایسا آیا کہ فارن آفس کے آفیسر نے یہ حکم جاری کر دیا کہ اس کو جیل لے جایا جائے اور ٹکٹ کا انتظام ہو جائے تو پاکستان بھجوا دیا جائے۔پھر اس کو دو گھنٹے کے لئے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا جہاں کوئی روشندان اور کھڑکی نہیں تھی۔مگر جب اسے وہاں سے نکال کے جج کے سامنے اس حکم پر عمل کروانے کے لئے پیش کیا گیا تو جج نے پانچ منٹ میں فیصلہ دے دیا کہ اس کو جیل نہیں لے جایا جا سکتا۔یہ اپنے گھر فرینکفرٹ جائے گی۔پھر جج نے اسے کہا ۔یہ سوچ کر مجھے تکلیف ہو رہی ہے کہ تمہیں دوبارہ اس طرح کی مشکل پیش نہ آجائے۔''

مگر دوبارہ اس طرح کی مشکل نہ آئی اور خدا نے معجزانہ طور پر اسے جرمنی کا ویزا دلوا دیا۔اور بہت سی خوشیاں اور برکات بھی دیں۔اس کے وکیل نے اسے کہا کہ میں خدا کو نہیں مانتا تھا مگر تمہارے کیس کو دیکھ کر مجھے لگتا ہے کہ خدا کہیں نہ کہیں موجود ہے۔

اگر وہ سچ نہ بولتی اور اسے ویزا مل جاتا تو وہ بابرکت نہ ہوتا۔کیونکہ جب کسی کام کی بنیاد جھوٹ پر ہو اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔اور اگر ویزا نہ ملتا تو دکھ کے

ساتھ پچھتاوا بھی ہوتا کہ میں نے غلط بیانی بھی کی اور مقصد بھی حل نہ ہوا اور اگر سچ بول کر ویزا نہ ملتا تو خدا اس کے لئے کوئی اور بہتر راستہ کھول دیتا۔ کیونکہ خدا تو ساری کائنات کا ہے۔

اطاعت کی توفیق مانگتے رہنا چاہئے کیونکہ انسان صرف اپنی کوشش سے نیکی نہیں کرسکتا۔ خدا کی دی ہوئی توفیق اور اپنی کوشش سے نیکی کرسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص اطاعت کی خاطر ایثار کرتے ہوئے اپنا حق چھوڑ دے تو خدا تعالیٰ اس کو اس کے حق سے بہت زیادہ دیتا ہے یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے۔

ہماری ایک عزیزہ لندن جلسہ پر گئیں۔ وہاں اسلام آباد کے بس سٹاپ پہ جماعت کی بسیں مسافروں کو لے کر جلسہ گاہ پہنچا رہی تھیں۔ بارش تھی اس لئے سارے لوگ بہت پریشان تھے اور ہر کوئی جلدی بس پر چڑھنا چاہتا تھا۔

جب بس آئی تو ڈیوٹی دینے والے خدام نے کہا کہ صرف بہت چھوٹے بچوں اور خواتین کو جانے دیں باقی لوگ دوسری بس کا انتظار کریں۔ ہماری عزیزہ نے بتایا کہ ان کے بچے اتنے چھوٹے نہیں ہیں مگر وہ بس پر سوار ہونا چاہتے تھے۔ انہوں نے بچوں کو روک دیا اور کہا کہ ہمیں اطاعت کرنی چاہئے ہم اگلی بس میں چلے جائیں گے۔ لہٰذا وہ بس سواریوں کو لے کر چلی گئی۔ وہ لوگ کچھ دیر بس سٹاپ پر کھڑے رہے کہ اسی دوران میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے اور فرمایا:

”کہ آپ لوگ تو بارش میں بھیگ رہے ہیں“ پھر چند منٹ حضور اقدس کھڑے رہے اور باتیں کرتے رہے ہماری وہ لجنہ ممبر اور ان کے بچے اتنے خوش ہوئے کہ گویا عید ہی ہوگئی۔ وہ چند منٹ جو اپنے پیارے آقا سے باتیں کرنا نصیب ہوا وہ بہت بڑا انعام تھا جو خدا تعالیٰ نے ان کو اطاعت کے بدلے میں دیا۔ الحمدللہ۔

اسلام جس اطاعت کا حکم دیتا ہے اس کو کر کے انشاء اللہ انسان کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا اور جہاں اس کو مشکل پیش آئے خدا تعالیٰ خود اس کی راہنمائی فرما دیتا ہے۔ ساڑھے تین سال پہلے کی بات ہے جب میں فرینکفرٹ کی صدر تھی ہم نے نیشنل صدر صاحبہ سے اجازت لے کر فرینکفرٹ کی لجنہ کا ایک سیرت النبیؐ کا جلسہ منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔ جب ساری تیاریاں ہوگئیں۔ اطلاعات ہوگئیں۔ تو جلسے سے تین چار دن پہلے مجھے صدر صاحبہ کی طرف سے یہ فون آیا۔ کہ آپ یہ جلسہ فوری طور پر ملتوی کردیں۔ میں نے کہا اچھا میں ملتوی کر کے حلقوں میں اطلاع دے دیتی ہوں۔ میں نے اطلاعات کروا دیں کیونکہ میں نے اطاعت کرنی تھی۔ مگر میں دل میں پریشان ہوگئی کہ معلوم نہیں مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے کیا وجہ ہے کیوں جلسہ ملتوی ہو گیا۔ تب میں نے خواب دیکھی کہ اگر مقررہ تاریخ پر جلسہ منعقد ہوتا تو لجنہ کی حاضری 60,50 ہوتی، جب کہ عام طور پہ ہماری حاضری 350 تک ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ اس دن موسم بے حد خراب تھا اور لوگ نہ آسکے۔ حالانکہ یہ جلسہ موسم کی وجہ سے ملتوی نہیں ہوا تھا مگر اس سے میرے دل کو تسلی ہوگئی کہ یہ جلسہ خدا کی طرف سے ملتوی ہوا ہے خدا نے اپنی رحمت سے میری تسلی کرا دی تھی۔ بعد میں مجھے وجہ معلوم ہوگئی کہ کیوں جلسہ ملتوی کرنا پڑا تھا۔ اسکے کچھ عرصہ بعد ہم نے دوبارہ اجازت لی اور جلسہ منعقد کیا اور خدا کے فضل سے بے حد اچھا جلسہ ہوا۔ الحمدللہ۔

”دینی کاموں سے کبھی بھی انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دینی کاموں سے انکار بھی نافرمانی میں شمار ہوتا ہے اور ناشکری بھی ہے۔“

اسلام میں عہدے کی خواہش کرنا منع ہے۔ مگر اگر خدا تعالیٰ کوئی عہدہ دے رہا ہو تو اس کو لینے سے انکار کرنا بھی اطاعت کے خلاف ہے۔ کبھی انسان یہ سوچتا ہے کہ وہ اس عہدہ کا اہل نہیں ہے یا ایسا ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے خوف سے یہ سوچتا ہے کہ معلوم نہیں جس طرح خدا تعالیٰ کی خاطر اس عہدے کا حق مجھے ادا کرنا چاہئے وہ میں ادا کرسکوں یا نہیں اور اگر حق ادا نہ ہوا تو خدا کو یہ بات پسند نہ ہو گی۔ لیکن ایک بات ہم یاد رکھیں کہ جو خدا تعالیٰ عہدہ دیتا ہے اس کی اہلیت بھی پیدا کردیتا ہے۔

> بزدلی سے بھی انسان اطاعت نہیں کر سکتا کیونکہ اکثر حکم ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو ماننے کے لئے انسان کو بہادر بننا پڑتا ہے۔ اِس لئے مومن کو بزدل نہیں ہونا چاہئے۔

پس شرط یہ ہے کہ خدا کا تقویٰ ہو، خلافت سے مضبوط تعلق ہو، اطاعت ہو، محنت ہو، اخلاص و وفا ہو، ہمدردیِ خلق ہو۔ حضورِ اقدس ایدہ اللہ کو دعاؤں کی درخواست کرتے رہیں اور قدم بڑھاتے رہیں۔

ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمیں خلافت کی ڈھال نصیب ہے۔ ہم اپنے امام کے پیچھے چلتے جائیں اور اطاعت کریں جو کام مل رہا ہو اس سے انکار نہ کریں کہ انکار سے نقصان ہوتا ہے۔

؎ بڑھے چلو براہ دیں خوشاں نصیب کہ تمہیں
خلیفۃ المسیح سے امیر کارواں ملے

چند سال پہلے کی بات ہے کہ اس وقت کی نیشنل صدر صاحبہ نے مجھے بلا کر ایک عہدے پر کام کرنے کی پیشکش کی۔ میں تو سخت ڈر گئی۔ میں نے یہ سوچا کہ میں تو اِس کام کی اہل نہیں ہوں اور میرے پاس تو جرمنی کا ویزا بھی ایک یا دو ماہ کا ہوتا ہے۔ معلوم نہیں مجھے جرمنی سے جانا پڑ جائے۔ اگر نہ بھی جانا پڑا تو میں تو میڈیکل کے ایک امتحان کی تیاری کر رہی ہوں میں کیسے یہ کام لوں۔ میں نے کہا اچھا میں دعا کروں گی۔ دو تین دن میں دعا کرتی رہی۔ انہوں نے پھر پوچھا میں نے کہا میں نے اور دعا کرنی ہے۔ پھر 4۔5 دن بعد میں نے اُن کو فون کیا، کہ سوچا کام لے لینا چاہیئے۔ انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر انہوں نے کہا تم نے دیر کر دی میں نے تمہاری بہن سے اس کام کا

پوچھا۔اُس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔مگر اُس نے حامی بھرلی۔تقویٰ کا تقاضا یہ تھا کہ تم جلدی ہاں کہہ دیتی۔میں ڈر گئی کہ خدا تعالیٰ کو یہ بات ناپسند نہ ہو۔اُس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے جو کام بھی کہا گیا میں دعا کر کے جلدی ہاں کہہ دیتی ہوں۔سوائے اس کے کوئی بہت بڑی مجبوری ہو۔اِلّا ماشاءاللہ، (وہ میڈیکل کا امتحان میں آج تک نہ دے سکی۔خدا تعالیٰ کو ٹ رہی نہ ہوا۔)

پھر مجھے ایک کام کے لئے کہا گیا۔میں بیمار تھی مگر میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں انشاءاللہ کروں گی۔جب مجھے وہ عہدہ ملا اُسکے بعد میں تین ماہ تک بیمار رہی اور پانچ بار ہسپتال داخل ہوئی۔مگر پھر خدا تعالیٰ نے فضل کے ساتھ صحت دی اور 4 سال اُس کام کی توفیق دی۔الحمدللہ

شکر گزاری اور اطاعت یہ ہے کے کسی کام کو معمولی سمجھ کے قبول نہ کریں اور کسی کام کو اتنا سخت نہ سمجھیں کہ انکار کر دیں۔خدا تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں کام دیتا ہے ورنہ خدا تعالیٰ کے ہاں خدمت گزاروں کی کمی نہیں ہے اور ہم بغیر کسی عہدے کے بھی سب کے سب دین کے کاموں کے لئے وقف اور ہمہ وقت تیار ہیں۔

جب کسی سے کوئی خدمت واپس لی جائے تو اطاعت یہ ہے کہ ایک امانت کی طرح جس خوشی سے کام لیا تھا اسی بشاشت سے وہ کام دوسرے کے حوالے کر دے۔

خدا کرے کہ خدمت مقبول ہو اور جتنی دیر خدا چاہے گا ہم سے کام لے لے گا پس دعا یہ کریں کہ ایمان، اخلاق، عزت و آبرو سے ہم کام کرتے رہیں اور کامیابی سے کوئی نہ کوئی خدمت بجالاتے رہیں۔

ہماری ایک لجنہ عہدے دار ممبر کی یہ بات مجھے پسند ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے یہ سوچ لیا ہے کہ جب میں نے یہ کام کسی اور کے حوالے کیا تو میں نے دین کا اور کیا کام کرنا ہے۔میں نے لوگوں کو فون کرنے شروع کر دیئے کہ جو چاہے وہ مجھ سے قرآن پڑھ لے میرے پاس وقت ہے اور شاید خدا کو یہ بات پسند آتی ہے ماشاءاللہ خدا تعالیٰ انہیں کام دیتا بھی رہتا ہے۔

اور جب ہم اپنے عہدے سے فارغ ہوں اور چارج کسی اور کو دیں تو اُس کو اپنے مددگار لوگوں کے نام پتے بھی دیدیں۔تاکہ وہ بھی اُن سے اچھی مدد لے لے۔یہ بات اطاعت کے خلاف ہے کہ ہم بار بار پوچھنے پر بھی اپنے مددگار لوگوں کے نام وغیرہ نہ بتائیں۔

یہ بات ٹھیک نہیں ہے کہ اگر کسی کو اپنے عہدے کا چارج دے دیں تو پھر خاص طور پر اُس کی کمزوریوں پر نظر رکھیں۔ہاں اگر کوئی بات بہت ضروری ہو تو ہم نشاندہی کر سکتے ہیں۔

کسی کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ تم سے خدمت کیوں واپس لے لی گئی ہے۔یہ بات کسی کو اطاعت سے دور کر دے گی اور کسی کو ٹھوکر لگ سکتی ہے۔یہ عہدے اس لئے نہیں ہوتے کہ صرف چند لوگوں کے پاس رہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو تربیت کرنے کے لئے اور اُن کو جماعت کے فعال رکن بنانے کے لئے مختلف وقتوں میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔نئے لوگوں کے کام کرنے سے کام میں بہتری آتی ہے اور نئے نئے خیالات اور منصوبے سامنے آتے ہیں۔جماعتی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ تمام لوگ اس میں ہاتھ بٹائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جب خدام الاحمدیہ کی تنظیم قائم فرمائی تھی تو چونکہ وہ ابتدائی زمانہ تھا اور آپؓ سب کو کام کی عادت ڈالنا چاہتے تھے۔آپ یہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ دوسروں پر انحصار کریں۔اس لئے آپؓ نے فرمایا تھا کہ:

''میں نے اس بات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کہ نوجوانوں میں کام کرنے کی روح پیدا ہو یہ ہدایت کی ہے کہ جو لوگ جماعت میں تقریر و تحریر میں خاص مہارت حاصل کر چکے ہوں اُن کو اپنے اندر شامل نہ کیا جائے......اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر بڑے آدمیوں کو بھی اُس میں شامل ہونے کی اجازت دے دی جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ پریزیڈنٹ بھی انہیں کو بنائیں گے مشورے بھی انہیں کے قبول کریں گے اور اس طرح اپنی عقل سے کام نہ لینے کی وجہ سے خود بُدّو کے بُدّو ہی رہیں گے......نتیجہ یہ ہوگا کے جو تربیت پریزیڈنیٹی سے حاصل ہوتی ہے وہ بیچ میں ہی رہ جائے گی اور جماعت اس قسم کے تجربوں سے محروم رہ جائے گی۔میں نے خاص طور پر انہیں یہ ہدایت دی ہے کہ جن لوگوں کی شخصیتیں نمایاں ہو چکی ہیں اُن کو اپنے اندر شامل نہ کیا جائے تا انہیں خود کام کرنے کا موقع ملے۔ہاں دوسرے درجہ یا تیسرے درجہ کے لوگوں کو شامل کیا جا سکتا ہے تا انہیں خود کام کرنے کی مشق ہو اور وہ قومی کاموں کو سمجھ سکیں اور انہیں سنبھال سکیں۔چنانچہ میں نے دیکھا ہے کہ اس وقت تک انہوں نے جو کام کیا ہے، اچھا کیا ہے اور محنت سے کیا ہے۔میں نے کہا کہ مشورہ بے شک لو مگر جو کچھ لکھو وہ تم ہی لکھو، تا تم کو اپنی ذمہ داری محسوس ہو......کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک بڑے درخت کے نیچے اگر ایک چھوٹا پودا لگا دیا جائے تو چند ہی دنوں میں سوکھ جاتا ہے۔'' (مشعلِ راہ جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۸، ۱۹، ۲۷)

یہ اقتباس ہم نے اس لئے لکھا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ یہ چاہتے تھے کہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ لوگ اونچے درجہ تک خود کام کرنے کی صلاحیت حاصل کریں۔اس وجہ سے بھی جماعت میں ایک مناسب وقت کے بعد عہدوں کی تبدیلی کر دی جاتی ہے۔

اطاعت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جب ہم سے عہدہ لے کے کسی اور کو دیا جائے تو ہم غیر ضروری انانہ رکھیں اور نظام کی فرمانبرداری کریں۔

بزدلی سے بھی انسان اطاعت نہیں کر سکتا کیونکہ اکثر حکم ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو ماننے کے لئے انسان کو بہادر بننا پڑتا ہے۔اِس لئے مومن کو بزدل نہیں ہونا چاہیئے۔

اطاعت کے فوائد

جیسا کہ ہم نے اطاعت کے کئی اہم نکات پر بات کی ہے لیکن ایک آخری بات یہ ہے کہ اطاعت کا فائدہ کیا ہوتا ہے۔ اِس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ دین اور دنیا میں انسان کو کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے سے خدا تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ اور بخشش بھی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: تو کہہ دے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اس صورت میں وہ بھی تم سے محبت کریگا۔ اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو کہہ دے کہ تُو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر 32,33)

یعنی گناہوں کی معافی کے لئے بھی اطاعت شرط ہے۔

۲۔ خدا تعالیٰ سورۃ النساء آیت نمبر 71,70 میں فرماتا ہے:

جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔ یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے۔

یعنی اطاعت سے خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے فضل نازل ہوتے ہیں۔

آج کی دنیا میں جو جائے پر عذاب ہے انسان کو کئی طرح کے خوف اور غم گھیرے رکھتے ہیں۔ مگر اللہ اور رسول کی ہدایت کی پیروی یعنی اطاعت کرنے والوں کو یہ غم نہیں ہوں گے۔ انشاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ آیت ۳۹ میں فرماتا ہے:

فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥

''اگر پھر کبھی تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے انہیں نہ کوئی (آئندہ کا) خوف ہوگا اور نہ وہ سابقہ کوتاہی پر غمگین ہوں گے۔''

اس کا مطلب ہے کہ جب انسان اطاعت کرتا ہے تو اُس کو کامیابی نصیب ہوتی ہے اور غم اور خوف سے آزادی نصیب ہوتی ہے۔

۳۔ خدا تعالیٰ نے سورۃ النور کے جس رکوع میں آیت استخلاف نازل فرمائی جس میں خلافت کا وعدہ ہے۔ اس رکوع میں 7 بار اطاعت کا لفظ آیا ہے اور اسطرح بار بار اطاعت کرنے کی تلقین ہے۔ کیونکہ اطاعت کا خلافت سے بڑا گہرا تعلق ہے اس لئے خدا تعالیٰ اطاعت کرنے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والوں کو خلافت کا انعام عطا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اطاعتِ خلافت کو اطاعتِ رسول کا درجہ دیا ہے۔ اس لئے خلافت کا ذکر کر کے یہ فرمایا کہ اس رسول کی اطاعت کرو۔

حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں, اس وقت رسول کی اطاعت اس رنگ میں ہوگی اشاعت وتمکینِ دین کے لئے نمازیں قائم کی جائیں زکوٰتیں دی جائیں اور خلفاء کی پورے طور پر اطاعت کی جائے۔ (تفسیرِ کبیر جلد ششم صفحہ ۳۶۷)

۴۔ اطاعت کرنے والوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بڑے اجر ملتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سورۃ آل عمران آیت ۱۷۳ میں فرماتا ہے: جن لوگوں نے خدا تعالیٰ اور رسول کا حکم اپنے زخمی ہونے کے بعد بھی قبول کیا ان میں سے ان کے لیے جنھوں نے اپنا فرض اچھی طرح ادا کیا اور تقویٰ اختیار کیا ہے بڑا اجر ہے۔

پھر فرمایا: سو وہ اللہ کی طرف سے بغیر کسی نقصان کے بڑی نعمت اور فضل لے کر لوٹے اور وہ اللہ کی رضا کے پیچھے چل پڑے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

اطاعت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے فضل اور نعمت کے ساتھ یہ برکت ملتی ہے کہ انسان کی طاقتیں اور انسانی وسائل ضائع نہیں ہوتے۔ تھوڑے وسائل تھوڑی تعداد میں ہونے کے باوجود اطاعت ایک ایسی یک جہتی پیدا کر دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو غالب کر دیتا ہے۔

جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے! کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی کہ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے۔ (سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

اللہ تعالیٰ رسولوں کی اطاعت کرنے والوں رسولوں کے ساتھ غلبہ عطا کر دیتا کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً م بِاِذْنِ اللّٰہِ ط بہت سی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آچکی ہیں۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۵۰)

۵۔ اطاعت کرنے سے کامیابی ملتی ہے۔

خدا تعالیٰ سورہ النور آیت ۵۲، ۵۳ میں فرماتا ہے کہ:

''مومنوں کا جواب جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے یہ ہوا کرتا ہے کہ ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا اور وہی لوگ کامیاب ہوا کرتے ہیں''۔

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اس سے ڈریں اور اس کا تقویٰ اختیار کریں وہ بامراد ہو جاتے ہیں۔ (سورۃ النور آیت ۵۳)

یعنی اطاعت کرنے والوں کی خدا تعالیٰ مرادیں پوری فرماتا ہے۔

۶۔ اطاعت کرنے والے جماعت سے چمٹے رہنے والے ہوتے ہیں انشاءاللہ۔ اس طرح وہ ان ساری برکتوں کو پا لیتے ہیں جن کا وعدہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے کیا

ہوتا ہے۔

پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

مسلمانوں میں جب تک اتحاد رہا اور اطاعت اور خلافتِ راشدہ رہی تو مسلمان ترقی کرتے رہے۔ جب اطاعت اور خلافت نہ رہی تو مسلمان تنزل، ذلت، مسکینی اور تکلیف کا شکار ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اطاعت کے مفہوم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿آمین﴾ (امتہ الرقیب ناصرہ صاحبہ)

تمام گناہوں کی تین جڑیں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین امور یا تین چیزیں وہ ہیں جو تمام گناہوں کی جڑ ہیں۔ پس ان تینوں سے بچو اور ان تینوں سے ہوشیار رہو۔ دیکھو تکبر سے بچو کیونکہ ابلیس کو تکبر ہی نے اس بات پر انگیخت کیا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ اور حرص سے بچو کیونکہ یہ حرص اور لالچ ہی تھا جس نے آدم علیہ السلام کو درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اکسایا۔ اور حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا۔ (از الفضل انٹرنیشنل ۳ تا ۱۹ اپریل ۱۹۹۸ء)

پانچ خواتین کو نوبیل انعام

2010ء میں پانچ خواتین کو نوبیل انعام دئے گئے جو ایک ریکارڈ ہے۔ انعامات کی 108 سالہ تاریخ میں اب تک 41 خواتین کو ایوارڈ ملے ہیں۔

2010ء میں ہرٹا مویئلر نے ادب میں الزبتھ بلیک برن اور گرول گریڈر نے فزیالوجی یا طب میں اور یوناتھ نے کیمسٹری میں نوبیل انعام حاصل کیا۔

ایلی نور اوسٹروم میں معاشیات میں نوبیل انعام حاصل کیا جو ایک بڑی پیش رفت ہے۔ پہلی مرتبہ ایک خاتون نے اس شعبہ میں انعام حاصل کیا۔

1901ء میں نوبیل انعامات دئے جانے کے وقت سے دس خواتین نے طب میں نوبیل انعام حاصل کیا لیکن 2009ء میں پہلی مرتبہ ایک ہی سال میں دو خواتین نے طب میں انعام حاصل کیا۔

(از خالد مئی 2010ء، صفحہ نمبر 36)

نگاھوں نے تری مجھ پر کیا ایسا فسوں ساقی

نگاہوں نے تری مجھ پر کیا ایسا فسوں ساقی
کہ دل میں جوشِ وحشت ہے تو سر میں ہے جنوں ساقی
جیوں تو تیری خوشنودی کی خاطر ہی جیوں ساقی
مروں تو دروازے کے آگے ہی مروں ساقی
پلائے تُو اگر مجھ کو تو میں اتنی پیوں ساقی
رہوں تا حشر قدموں پر تیرے میں سرنگوں ساقی
تری دنیا میں فرزانے بہت سے پائے جاتے ہیں
مُجھے تُو بخش دے اپنی محبت کا جنوں ساقی
سِوا اک تیرے میخانے کے سب مَے خانے خالی ہیں
پلائے گر نہ تُو مجھ کو تو پھر مَیں کیا کروں ساقی
تجھے معلوم ہے جو کچھ مِرے دِل کی تمنا ہے
مِرا ہر ذرّہ گویا ہے زباں سے کیا کہوں ساقی
وُہ کیا صورت ہے، جس سے میں نِگاہِ لطف کو پاؤں
چھوؤں دامن کو تیرے یا ترے پاؤں پڑوں ساقی
مُجھے قیدِ محبت لاکھ آزادی سے اچھی ہے
کچھ ایسا کر کہ پابندِ سلاسل ہی رہوں ساقی
ترے در کی گدائی سے بڑا ہے کونسا درجہ
مجھے گر بادشاہت بھی ملے تو مَیں نہ لُوں ساقی
فِدا ہوتے ہیں پَروانے اگر شمعِ منوّر پر
تو تیرے روئے روشن پر نہ مَیں کیوں جان دُوں ساقی
نہ صورت امن کی مسجد میں پیدا ہے نہ مندر میں
زمانہ میں یہ کیسا ہو رہا ہے کُشت و خُوں ساقی
شہیدانِ محبت سے ہی میخانے کی رونق ہے
چھلکتا ہے ترے پیمانہ میں اُن کا ہی خُوں ساقی

﴿کلامِ محمود، صفحہ نمبر 191، نظم نمبر 129﴾

عورت کی عزت دین کی عزت کے ساتھ ہے

حضور انور نے فرمایا احمدیت کے ساتھ اس طرح چمٹ جائیں جو ایک مثال ہو، اگر جماعت کی قدر نہیں کریں گے اگر خلیفۂ وقت کی باتوں پر کان نہیں دھریں گے تو آہستہ آہستہ نہ صرف خود بلکہ اپنی نسلوں کو بھی خدا کے فضلوں اور دین سے دور کرتے چلے جائیں گے، اگر یہ دنیا آپ کو دین سے دور لے جارہی ہے تو یہ انعام نہیں ہلاکت ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار اور بے قدری ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت ایک بہت بڑا اعزاز ہے پس اس اعزاز کی قدر کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پردہ عورت کی عزت کے لئے ہے یہ تصور ہر مذہب نے دیا ہے کہ عورت کی عزت قائم کی جائے اور دین حق عورت کی عزت واحترام اور حقوق کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ پس یہ کوئی جبر نہیں ہے کہ عورت کو باپردہ بنایا جاتا ہے یا حجاب کا کہا جاتا ہے کیونکہ عورت کو اس کی انفرادیت قائم کرنے اور مقام دلوانے کے لئے یہ سب کوشش ہے۔ فرمایا کہ میں ان احمدی لڑکیوں کو بھی کہتا ہوں جو کسی قسم کے کمپلیکس میں مبتلا ہیں کہ اگر دنیا کی باتوں سے گھبرا کر یا فیشن کی رو میں بہہ کر انہوں نے اپنے حجاب اور پردے اتار دئے تو پھر آپ کی عزتوں کی بھی کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔ آپ کی عزت دین کی عزت کے ساتھ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد قدرت ثانیہ آنے کی خوشخبری دی تھی جو دائمی ہوگی۔ اس قدرت ثانیہ یعنی خلافت کے ساتھ کامل اطاعت اور وفا کا نمونہ آپ دکھائیں گے۔ اگر ہر ایک اس حقیقی تعلق کو قائم رکھنے کا عہد کرے گا تو وہ حقیقت میں آپ کی جماعت میں شمار ہوگا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ پیارے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اور خالص خدا ہی کے لئے ہو جاتے ہیں۔ پس تم خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو اور اس کو مقدم کر لو اور اپنے لئے آنحضرتؐ کی پاک جماعت کو ایک نمونہ سمجھو، انکے نقش قدم پر چلو۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو حقیقی بننے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ لیتا رہے۔ آمین۔ ﴿خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 23 اپریل 2010ء بمقام بیت نور سوئٹزرلینڈ، از الفضل ربوہ 27 اپریل 2010ء﴾

❀❀❀

نذرانہ عقیدت برائے بیت الرحیم

Neuwied

وہ دن آگیا نوئے وِیڈ میں
ملی ہے ہمیں ایک قطعہ زمیں
کہ ہو جائے فضل خدا کا یقیں
یہاں پر کھڑی ہو گی بیت الرحیم
سو مساجد کی یہ خوبصورت لڑی
ہو بڑی شان سے جرمنی میں کھڑی
نام اس کا رکھا آقا مسرور نے
یہ ہے بیت الرحیم، یہ ہے بیت الرحیم
اس کی بنیاد میں فضل تیرا رہے
جو بھی دیکھے اسے مان جائے وہیں
کہ یہیں پر ملے گا محمدؐ کا دیں
اک حسین صبح تھی جب ملی یہ خبر
یہ ملا ہے ہمیں اک نایاب گوہر
یہ زمیں ہے ملی ہم کو نوئے وِیڈ کی
ہم بنائیں گے اس پر خدا کا ہی گھر
کی خلیفۂ وقت نے دعائیں بھی خوب
جو قبول ہو گئیں سب خدا کے حضور
کی عنایت فتح سُرخرو کر دیا
اپنے محبوب کو سر بلند کر دیا
تیرے فضلوں کے طالب رہیں گے صدا
میرے پیارے خدا، میرے پیارے خدا

امتہ القدوس خان

بلند کردار کا حامل

انگریزی زبان کے مشہور انشا پرداز ادیب اور مصنف تھامس کارلائل رسول اللہؐ کے بارہ میں لکھتے ہیں: آپؐ کسی قسم کے آرام وعیش کو بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ آپؐ کا گھریلو اسباب بہت ہی معمولی تھا۔ آپؐ کی غذا جو کی روٹی تھی۔ بسا اوقات مہینوں آپؐ کے گھر چولہے میں آگ نہ جلتی تھی۔ مسلمانوں کو بجا طور پر فخر ہے۔ کہ آپؐ اپنے جوتے کی خود مرمت فرما لیا کرتے تھے۔ اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگا لیتے تھے۔ آپؐ نے زندگی محنت پسندی اور عسرت میں بسر فرمائی۔ اگر محمدؐ کا کردار بلند نہ ہوتا تو ان کی قوم ان کو اس طرح دل سے نہ چاہتی۔ دنیا میں کسی شہنشاہ کے احکام کی کبھی ایسی اطاعت نہیں کی گئی جیسی گدڑی میں لپٹی اس عظیم ہستی کی کی گئی۔ ان کا تئیس سالہ دور نبوت ایک ہیرو کی تمام صفات اپنے اندر لئے ہوئے۔

(On Heroes Hero- Worship and the Heroic in History by T.Carlye P.87)

اللہ کی حفاظت میں

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رات کے وقت آنحضرت ﷺ کی حفاظت کی غرض سے پہرہ لگایا جاتا تھا۔ مگر جب آیت ''وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس'' نازل ہوئی تو آپؐ نے خیمہ سے باہر جھانکا اور فرمایا۔ اے لوگو اب تم جا سکتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود میری حفاظت کی ذمہ داری لے لی ہے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ سورۃ المائدہ۔ حدیث نمبر 2972)

اپنی حالتوں پر نظر رکھیں

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا میں اس ملک اٹلی سے پہلی مرتبہ لائیو نشر ہو رہا ہے۔ یہاں پر ہمارے پاس پہلے کوئی جماعتی جگہ یا سنٹر نہیں تھا، تقریباً دو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ جگہ جماعت احمدیہ کو خریدنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ یہاں احباب جماعت کو بیت الذکر بنانے کی بھی توفیق عطا فرمائے، اسی طرح روم میں بھی بیت الذکر اور مشن ہاؤس بنانے کی توفیق بخشے۔ باوجود مخالفت مہمات کے یورپ کے مختلف شہروں میں اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو بیوت الذکر بنانے کی توفیق دے رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ وہ راستے کھول دیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ہوا اللہ تعالیٰ نے چلائی ہے کہ پوری دنیا میں جماعت احمدیہ کے پھیلنے اور اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچانے کے سامان بہم پہنچا رہا ہے۔ یاد رکھیں کہ ہر احمدی کو احمدیت کا سفیر بننے اور پہلے سے بڑھ کر اپنے روحانی اور اخلاقی معیاروں کو بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنیں اور شکر گزاری یہ ہے کہ تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔ مقصد پیدائش کو سمجھیں، اپنی حالتوں پر نظر رکھیں، دین کو دنیا پر مقدم رکھیں، آپس کے تعلقات میں محبت و پیار اور بھائی چارے کی مثال قائم کریں، نظام جماعت سے پختہ تعلقات جوڑیں، خلافت احمدیہ سے وفا اور اطاعت کا تعلق رکھیں اور حضرت مسیح موعودؑ سے کئے گئے عہد بیعت کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حکومت اپنے اوپر قائم کرنے والے بنیں۔

﴿خطبہ جمعہ فرمودہ 16 اپریل 2010ء بمقام سینٹ پیٹرو اٹلی، از الفضل ربوہ مورخہ منگل 20 اپریل 2010ء﴾

ترے کوچے میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خودی جس سے مٹاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اُڑاؤں
کہاں ہم اور کہاں دُنیائے مادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(از درثمین، صفحہ نمبر 36,37)
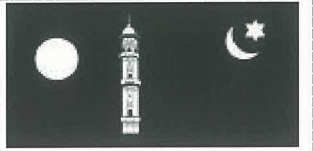
احمدیت ہمارے خاندان میں کیسے آئی

☆اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے احمدی خاندان میں پیدا کیا اور میں نے اپنی زندگی میں اتنے فضل دیکھے ہیں کہ میں اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ میرے دادا جان غیر احمدی تھے اور دادی جان صحابی رائے خوشی محمد صاحب کی بیٹی تھیں۔ میرے تایا ابو نے اپنے ننھیال سے احمدیت کا پیغام سنا اور بہت سوچتے تھے کہ اس زمانے میں یہ کونسا نیا مذہب ہے۔ تایا ابو ان پڑھ تھے ان کو کسی نے کہا کہ آپ استخارہ کر کے دیکھ لیں۔ تایا ابو نے استخارہ کرنا شروع کیا۔ تو ایک دن انہوں نے خواب میں دیکھا کہ یہ اندھیرے میں چلتے جا رہے ہیں تو اچانک ایک شخص سفید لباس اور گھوڑی پر ہاتھ میں لالٹین لئے آ رہا ہے اور تایا ابو کو کہتا ہے کہ ادھر آ جاؤ۔ تایا ابو نے دوبارہ دل کی تسلی کے لئے استخارہ کرنا شروع کیا تو پھر خواب میں دیکھا کہ وہی شخص پہلے کی طرح آیا ہے اور غصے سے کہتا ہے "میں تینوں آکھیا اے ایدھر آ وی جا" تو اس خواب کے بعد تایا ابو احمدی ہو گئے۔ اب گھر والوں نے بہت تنگ کیا اور دادا ابو جان نے گھر سے نکال دیا۔ تایا ابو اپنے ننھیال چلے گئے۔ ابو جان جو احمدیت کے سخت مخالف تھے اور کراچی ہوتے تھے دادا جان نے ان کو بلایا اور تایا ابو جان کے بارے میں بتایا اور ان کو سمجھانے کے لئے ننھیال بھیجا۔ وہاں پر کافی دن بحث چلتی رہی۔ ابو جان نے اپنے ماموں جان کے کہنے پر کچھ کتابیں پڑھیں اور پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ میرے ابو جان جو تایا جان کو احمدیت سے باز کرنے گئے تھے خود ہی احمدی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی خدمت کرنے کی توفیق پا رہے ہیں اور میرے تایا ابو جان بھی احمدیت کی خدمت کرتے کرتے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ رخسانہ سلیم DA-Griesheim

......☆☆☆......

☆یہ ۱۹۶۰ء سے پہلے کا زمانہ ہے جب خاکسار کے دادا ابو کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ میرے دادا ابو کی دوکان ریلوے اسٹیشن فیصل آباد پر تھی۔ اس وقت بہت لوگ آپ کی دوکان پر چائے پینے اور دیگر ضرورت کی اشیاء لینے کے لئے آیا کرتے تھے۔ ایک دن دو فرشتہ سیرت انسان عبد الغفار خان صاحب اور چوہدری حمید اللہ صاحب دوکان پر تشریف لائے۔ وہ دونوں احمدیت کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ احمدی، احمدیت یہ الفاظ میرے دادا ابو کے لئے نئے الفاظ تھے۔ ان سے سلام دعا کے بعد احمدیت کا تعارف حاصل کیا تو ان بزرگوں کی ہر بات میرے دادا ابو کو درست لگی۔ آپ مزید معلومات حاصل کرتے رہے۔ پھر ۱۹۶۰ء سے کچھ عرصہ قبل آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ پھر یہ بزرگ آپ کو ربوہ لے گئے۔ اس کے بعد آپ باقاعدگی سے جلسوں میں شرکت کرنے لگے۔ چندہ جات کی ادائیگی اور جماعت کی خدمت میں پیش پیش رہے۔ آپ کا باقی خاندان لالہ موسیٰ میں مقیم تھا۔ دادا ابو نے بیعت کا ذکر گھر میں کسی کے ساتھ نہ کیا۔ لیکن جو اثر آپ کی طبیعت پر تھا اس کے نتیجہ میں آپ بچوں کی تربیت پر خصوصیت سے توجہ دینے لگے۔ میرے ابو کو غیر احمدیوں کی مسجد میں جانے سے روکتے تھے۔ پھر ابو جان کو ربوہ لے کر گئے۔ جماعت کی خدمت کرنا، وقارِ عمل پر جانا۔ یہ باتیں ابو جان کے لئے بھی نئی تھیں۔ اس کے بعد ابو جان کو بورڈنگ داخل کروا دیا گیا ادھر گھر میں دادی جان کو خواب آئی کہ قادیان کی مسجد مبارک کی سیڑھیوں پر حضرت مسیح موعودؑ کھڑے ہیں اور دادی اماں اپنے بچوں کے ساتھ نیچے کھڑی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نیچے آ کر آپ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کیا بات ہے۔ دادی اماں نہایت بے چینی سے فرماتی ہیں کہ حضور میرے بچے جوان ہیں اور میں سخت پریشان ہوں تو حضورؑ مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دیکھو اس مسجد کے ساتھ ایک کمرہ نما تہہ خانہ ہے۔ تم اس کمرے میں بچوں کو لے جاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا۔ اس کے بعد دادی اماں بچوں کو لے کر کمرے میں چلی جاتی ہیں اور اپنے آپ کو ایک محفوظ مقام پر محسوس کرتی ہیں۔ انہوں نے اس سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں دیکھا تھا۔ اس کے بعد دادا ابو نے دادی اماں سے ذکر کیا کہ وہ اس زمانہ کے مسیح اور مہدیؑ کو مان کر ان کی جماعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ پھر جلسہ سالانہ پر دادا ابو دادی اماں اور بچوں کو لے کر ربوہ گئے۔ تو جب حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر پر آپ کی نظر پڑی تو آپ نے کہا یہ بزرگ تو وہی ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا اور دل میں مان لیا۔ چنانچہ آپ خاموش رہیں اور واپس آ کر دعاؤں میں لگی رہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خواب میں دکھایا کہ ایک درخت ہے سرسبز اور وہ پھوٹ رہا ہے۔ پھر اس کی شاخیں آسمان کو چھونے لگتی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے احمدیت قبول کر لی اور فیصل آباد میں قیام کیا اور اس کے بعد ربوہ میں مستقل رہائش پذیر ہو گئے۔ رشتہ داروں نے واپس آنے کو بہت کہا خطوط لکھے مگر دادا ابو نے کہا کہ جو دروازہ مسیحؑ نے میرے لئے کھولا ہے اس کے آگے تمہارے دروازوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ پھر خدا کے فضلوں کے دروازے کھل گئے۔ میرے ابو جان جرمنی آ گئے اور دنیا کی تمام نعمتیں ہمیں عطا ہوئیں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دادا ابو جان کے درجات بلند کرے اور دادی اماں کی عمر دراز کرے جن کے ذریعہ آج ہم احمدیت کی برکات سے معمور ہیں۔ ثروت جہاں بٹ۔ Vechta Niedersachsen

"اور میں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں"

ازقرآن مجید، ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، سورۃ الذاریات، آیت 58

قسمت کی لکیریں یا مزاج کی تعبیریں

علم نجوم کے ذریعہ آجکل دنیا میں بڑی بڑی معلومات حاصل ہو رہی ہیں Astronomy علم نجوم کے ذریعہ ساری دنیا میں رونما ہونے والے واقعات کو سٹڈی (study) کیا جارہا ہے۔اس حد تک تو علم نجوم درست ہے۔مگر یہ کہنا کہ فلاں ستارے نے فلاں کی قسمت بنائی ہوئی ہے اوراس کی سٹڈی سے فلاں کی زندگی میں یہ یہ واقعات رونما ہوں گے، یہ سب گپ شپ ہے۔اسی طرح ہاتھ دکھا کر قسمت کا حال معلوم کرنا بھی محض گپ ہے۔واقعتہً یہ تو ممکن ہے کہ ہاتھ کی بناوٹ سے انسانی مزاج اوراس کے اثرات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہو جس طرح پاؤں دیکھ کر عرب بھی قیافہ شناسی کیا کرتے تھے۔رسول اکرم ﷺ نے بھی اس کو درست قرار دیا، اس حد تک تو دست شناسی درست ہے، لیکن یہ خیال کرنا کہ ہاتھوں کی لکیروں میں قسمت بنی ہوئی ہے اور یہ یہ واقعات رونما ہوں گے، یہ سب گپیں ہیں چنانچہ بعض بڑے بڑے مشہور نجومی تھے جو احمدی ہوئے تو انہوں نے اس پیشہ سے توبہ بھی کی اور خود اپنے قصے بھی سنائے کہ جو دست شناسی کیا کرتے تھے اس کی اصل حقیقت کیا تھی۔وہ کہتے ہیں، ایک لمبے تجربے سے ہم انسانوں کا مزاج سمجھنے لگ جاتے ہیں، بعض اتفاقات کا ہمیں علم ہے کہ ہوتے رہتے ہیں اور ہمیں یہ بھی پتہ ہے کہ اگر ہم چار پانچ باتیں بیان کریں، چار ان میں سے نہ ہوں پانچویں ہوگئی ہو تو اکثر بیان کرنے والا چار کا ذکر نہیں کرتا صرف پانچویں کا ذکر کر دیتا ہے اور نجومیوں کا خوب پروپیگنڈا ہوتا ہے کہ فلاں نجومی نے فلاں بات کی تھی وہ بالکل پوری ہوگئی اور اس نے جو ساتھ دس گپیں ماری تھیں ان کو بیان کرنے والے چھوڑ دیتے ہیں۔یہ انسانی فطرت کا ایک چسکا ہے کہ فلاں نے ایک واقعہ بیان کیا اور وہ اس طرح ہوا۔تو احمدی نجومیوں کا یہ کہنا تھا کہ انسانی فطرت انکی ساری کمزوریوں کو مدنظر رکھ کر نجومی کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ہاتھ کی لکیروں سے کچھ نہیں پڑھتے۔﴿از مجالس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ نمبر ۱۳۱ تا ۱۳۲﴾

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بُرا فال لینا شرک اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔آنیوالی مصیبت اور تکلیف کو اللہ تعالیٰ ہی صبر اور توکل کرنیوالے سے دُور کرتا ہے۔

﴿از حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 898 صفحہ نمبر 836 (ترمذی ابواب السیر باب ماجاء فی الطیرۃ)﴾

جنّوں کی حقیقت

قرآن کریم میں جنّوں کے وجود کا ذکر ہے تو وہ ہیں۔کون کہہ سکتا ہے کہ نہیں ہیں۔لیکن جنوں پر ایمان لانے کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں۔بعض وجود ہیں جو ایمانیات میں داخل ہیں۔مثلاً ملائکہ ہیں ان پر ایمان کا ذکر ملتا ہے۔لیکن جنّوں پر ایمان کا قرآن کریم میں ذکر نہیں ملتا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جنّوں سے ایسا تعلق قائم نہ کریں کہ ان کی باتیں مانی جارہی ہیں۔ان سے محبت کے مراسم پیدا ہو رہے ہیں بلکہ دنیا میں بہت سارے وجود ہیں، پہاڑ ہیں، دریا ہیں، آپ ان کو مانتی ہیں۔اسی طرح سمجھ لیں کہ جنّ بھی کوئی مخلوق ہوگی۔لیکن وہ جنّ بہر حال نہیں ہے جو مولوی قابو کر لیتا ہے، جس سے دل رام کئے جاتے ہیں اور ان کی طرف بہت سی ایسی حرکتیں منسوب کی جاتی ہیں جن کا شرعاً کوئی جواز ہی نہیں ہے۔قرآن کریم میں ایسے جنّ کا کوئی ذکر نہیں ملتا قرآن کریم میں جنّات کی جو قسمیں بیان ہوئی ہیں ان میں بکٹیریا بھی شامل ہیں، ان میں بڑے لوگوں کو بھی جنّ کہا گیا ہے، ان میں چھوٹے لوگوں کو 'النّاس' اور بڑے لوگوں کو "جن" قرار دے کر انہی اصطلاحوں کی پیشگوئی کی گئی ہے کہ آئندہ زمانہ میں capitalist سرمایہ دار اور عوامی طاقتیں الگ الگ ہو جائیں گی۔پھر ان لوگوں کو بھی جنّ کہا گیا ہے جو عوام النّاس سے نہیں ملتے اور الگ ہو جاتے ہیں، سوسائٹی سے کٹ جاتے ہیں۔پردہ دار عورتوں کو بھی جنّ کہا گیا ہے اور مخلوقات بیکٹیریا (جراثیم) کے علاوہ عربی اصطلاح میں سانپ کو بھی جنّ کہا گیا ہے۔چنانچہ ان معنوں میں عورتوں کا الگ ہونا بڑائی اور احترام کے لئے ہے۔جس طرح بڑے لوگ اپنی عورتوں کو غیر اسلامی سوسائٹی میں بھی پردہ کراتے ہیں۔غرض عربی اصطلاح میں جنّ کے معنی مخفی مخلوقات، سانپ یا بلوں میں رہنے والی مخلوق پہاڑی قومیں جو عام طور پر میدانوں میں بسنے والوں سے الگ رہتی ہیں، ایسی قومیں جن میں اشتعال پایا جاتا ہے اور بغاوت کی روح پائی جاتی ہے، ایسی قومیں جو بڑی قومیں ہیں اور بڑی شدید ہیں جن میں جفاکشی کے مادے پائے جائیں جنّ کہلاتی ہیں۔چنانچہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو جن جنّوں پر فتح تھی قرآن کریم سے ثابت ہے کہ وہ اسی قسم کی قومیں تھیں۔

پس قرآن کریم میں جنّ کے جتنے بھی معنی ہیں وہ سب درست ہیں لیکن جب عام طور پر معاشرہ میں جنّ کا سوال ہوتا ہے تو اس سے مراد وہ جنّ ہوتا ہے جن کا قرآن کریم میں کوئی ذکر نہیں ملتا، صرف مولویوں کے تصوّر کی ایجاد ہے۔اس لئے ہم اس قسم کے جنّ کو نہیں مانتے۔

﴿مجالس عرفان ۱۴، ۱۹ فروری ۱۹۸۳ء صفحہ نمبر ۱۲۹ تا ۱۳۰، اختر درّانی﴾

اگر اندھیروں سے نکلنا ہے اور نور حاصل کرنا ہے اور زمانہ کے امام کی بیعت کا صحیح حق ادا کرنا ہے تو دنیاداری کی باتوں کو چھوڑنا ہوگا۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔

خوشی اور غمی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور دونوں چیزیں ایسی ہیں جن میں کچھ حدود اور قیود ہیں۔

مہندی کی رسم پر ضرورت سے زیادہ خرچ اور بڑی بڑی دعوتوں سے ہمیں رکنا چاہئے۔

شادیوں پر بے جا اسراف اور دکھاوا اور اپنی شان اور پیسے کا جو اظہار ہے وہ نہیں ہونا چاہئے۔ بعض لوگ ضرورت سے زیادہ اب ان رسموں میں پڑنے لگ گئے ہیں۔ اب میں کھل کر کہہ رہا ہوں کہ ان بیہودہ رسم و رواج کے پیچھے نہ چلیں اور اسے بند کر دیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 15 جنوری 2010ء بمطابق 15/ صلح 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ. اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ. فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا . وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (التغابن: 9)

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر ایسا دماغ عطا فرمایا جس کے استعمال سے وہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ باقی مخلوق اور ہر چیز کو نہ صرف اپنے زیرنگیں کر لیتا ہے بلکہ اس سے بہترین فائدہ اٹھاتا ہے اور ہر نیا دن انسانی دماغ کی اس صلاحیت سے نئی نئی ایجادات سامنے لا رہا ہے۔ جو دنیاوی ترقی آج ہے وہ آج سے دس سال پہلے نہیں تھی اور جو دنیاوی ترقی آج سے دس سال پہلے تھی وہ 20 سال پہلے نہیں تھی۔ اسی طرح اگر پیچھے جاتے جائیں تو آج کی نئی نئی ایجادات کی اہمیت اور انسانی دماغ کی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ لیکن کیا یہ ترقی جو مادی رنگ میں انسان کی ہے یہی اس کی زندگی کا مقصد ہے؟ ہر زمانے کا دنیا دار انسان یہی سمجھتا رہا کہ میری یہ ترقی اور میری یہ طاقت، میری یہ جاہ و حشمت، میرا دنیاوی لہو و لعب میں ڈوبنا، میرا اپنی دولت سے اپنے سے کم تر پر اپنی برتری ظاہر کرنا، اپنی دولت کو اپنی جسمانی تسکین کا ذریعہ بنانا، اپنی طاقت سے دوسروں کو زیرنگیں کرنا ہی مقصد حیات ہے۔ یا ایک عام آدمی بھی جو ایک دنیا دار ہے جس کے پاس دولت نہیں وہ بھی یہی سمجھتا ہے بلکہ آج کل کے نوجوان جن کو دین سے رغبت نہیں دنیا کی طرف جھکے ہوئے ہیں وہ یہی سمجھتے ہیں کہ جو نئی ایجادات ہیں، ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے، یہی چیزیں اصل میں ہماری ترقی کا باعث بننے والی ہیں اور بہت سے ان چیزوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ پس یہ انتہائی غلط تصور ہے۔ اس تصور نے بڑے بڑے غاصب پیدا کئے۔ اس تصور نے بڑے بڑے ظالم پیدا کئے۔ اس تصور نے عیاشیوں میں ڈوبے ہوئے انسان پیدا کئے۔ اس تصور نے ہر زمانہ میں فرعون پیدا کئے کہ ہمارے پاس طاقت ہے، ہمارے پاس دولت ہے، ہمارے پاس جاہ و حشمت ہے۔ لیکن اس تصور کی خدا تعالیٰ نے جو ربّ العالمین ہے، جو عالمین کا خالق ہے بڑے زور سے نفی فرمائی ہے۔ فرمایا کہ جن باتوں کو تم اپنا مقصد حیات سمجھتے ہو یہ تمہارا مقصد حیات نہیں ہیں۔ تمہیں اس لئے نہیں پیدا کیا گیا کہ ان دنیاوی مادی چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ اور دنیا سے رخصت ہو جاؤ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57)" **اور مَیں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔**" اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

> اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارا مقصد پیدائش بتایا ہے۔ ہر وہ عمل جو نیک عمل ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے وہ عبادت بن جاتا ہے۔ اگر یہ مدّنظر رہے تو اسی چیز میں ہماری بقا ہے اور اسی بات سے پھر رسومات سے بھی ہم بچ سکتے ہیں

"اصل غرض انسان کی خلقت کی یہ ہے کہ وہ اپنے ربّ کو پہچانے اور اس کی فرمانبرداری کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَیں نے جن اور انس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں مگر افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مدّنظر رکھیں وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور دنیا کا مال اور اس کی عزتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں۔ وہ دنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو جاتے ہیں۔ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 134 جدید ایڈیشن)

اس بات کی طرف راہنمائی کرنے کے لئے اپنے مقصد پیدائش کو کس طرح پہچاننا ہے اور اس کی عبادت کے طریق کس طرح بجالانے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں انبیاء بھیجتا رہا ہے جو اپنی قوموں کو اس عبادت کے طریق اور مقصد پیدائش کے حصول کے لئے راہنمائی کرتے رہے اور پھر جب انسان ہر قسم کے پیغام کو سمجھنے کے قابل ہو گیا اس کی ذہنی جلا اس معیار تک پہنچ گئی جب وہ عبادات کے بھی اعلیٰ معیاروں کو سمجھنے لگا اور اس نے دنیاوی عقل و فراست میں بھی ترقی کی نئی راہیں طے کرنی شروع کر دیں۔ آپس کے میل جول اور معاشرت میں بھی وسعت پیدا ہونی شروع ہوگئی تو انسان کامل اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس آخری شریعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھیجا جس نے پھر اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر یہ اعلان کیا کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔(المائدہ: 4) کہ **آج میں نے تمہارے فائدہ کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتوں اور احسان کو تم پر پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا۔** اور اس قرآن میں جس کے لئے دین کو مکمل کیا اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے طریقے بتائے۔ عبادتوں کے اعلیٰ معیاروں کو چھونے کے طریق بھی بیان فرمائے۔ معاشرتی تعلقات نبھانے کے طریق بھی بیان فرمائے۔ دشمنوں سے سلوک کے طریق بھی بیان فرمائے۔ معاشرے کے کمزور طبقے کے حقوق کی ادائیگی کے طریق بھی بیان فرمائے۔ عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کے طریق بھی بیان فرمائے۔ آئندہ آنے والی نئی ایجادات کے آنے اور ان سے انسان کے فائدہ اٹھانے کے بارے میں بھی بیان فرما دیا۔ زمین و آسمان میں جو بھی موجود ہے اس کے بارہ میں انسانی عقل و فراست کی حدود تک جتنی بھی، جہاں تک پہنچ ہو سکتی تھی اس کے سمجھنے کے بارہ میں بھی راہنمائی فرمائی۔ ہر وہ چیز بیان فرما دی جن تک آج انسان کی عقل کی رسائی ہو رہی ہے بلکہ آئندہ پیش آمدہ باتوں کے بارہ میں بھی بیان فرما دیا جس کے بارہ میں آج سے 1400 سال پہلے کا انسان سمجھ نہیں سکتا تھا اور اس سے پہلے کا انسان تو بالکل بھی نہیں سمجھ سکتا تھا گو کہ اُس وقت جب یہ باتیں قرآن کریم میں بیان ہوئیں ایک عام مسلمان مومن سمجھ نہیں سکتا تھا۔ لیکن ان سب باتوں کو انسان کامل اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی فراست جو تھی اس وقت بھی سمجھتی تھی۔ پس وہ ایک ایسا نور کامل تھے جو اللہ تعالیٰ کے نور سے منور تھا اور جنہوں نے اپنے صحابہؓ میں ان کی استعدادوں کے مطابق بھی وہ نور بھر دیا۔ انہیں عبادتوں کے طریق بھی سکھائے۔ انہیں عبادتوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ ان کو اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اور پھر آپ ﷺ سے وہ نور پا کر صحابہؓ نے اپنی استعدادوں کے مطابق پھر وہ نور آگے پھیلانا شروع کر دیا اور چراغ سے پھر چراغ روشن ہوتے چلے گئے اور جن باتوں کا فہم اس وقت کا عام انسان نہیں کر سکتا تھا اس کے بارہ میں بھی بتا دیا کہ اس کامل کتاب سے تا قیامت اب چراغ روشن ہوتے چلے جائیں گے اور آئندہ زمانہ کے مومنین اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں کو دیکھ لیں گے۔ ایک دنیادار تو صرف دنیا کی نظر سے دیکھے گا لیکن ایک حقیقی مومن اپنے مقصد پیدائش کا حق ادا کرتے ہوئے اُن کو اس نظر سے دیکھے گا کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق آج ہی یہ چیزیں پیدا ہوئی ہیں۔ مومن کی نظر صرف ان ایجادات سے اور ان دنیاوی چیزوں سے دنیاوی فائدوں تک ہی محدود نہیں ہوگی بلکہ وہ اپنے مقصد پیدائش کو سمجھتے ہوئے اس حقیقی نور سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے نبی اور افضل الرسل ﷺ لے کر آئے تھے۔ جس طرح ضلالت اور گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکے ہوئے لوگ آج سے 14 سو سال پہلے اس نبی کے نور سے فیضیاب ہوئے تھے اور ہر میدان میں اعلیٰ معیاروں کو چھونے لگے۔ اسی طرح اب تا قیامت جو بھی اس رسول اور اس کامل شریعت سے حقیقی تعلق جوڑے گا ظلمتوں سے نور کی طرف نکلتا چلا جائے گا اور دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث بنتا چلا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اس کا ذکر سورۃ طلاق کی آیت 12 میں یوں فرمایا ہے:

اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ عمل صالح ضروری ہے

رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا۔قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا۔(الطلاق: 12) **کہ ایک رسول کے طور پر جو تم پر اللہ کی روشن کر دینے والی آیات تلاوت کرتا ہے تا کہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔ اور جو اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ اسے (ایسی) جنتوں میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں۔ (ہر) اس (شخص) کے لئے (جو نیک اعمال بجالاتا ہے) اللہ نے بہت اچھا رزق بنایا ہے۔**

پس اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کے اُسوہ اور آپؐ پر اتری ہوئی تعلیم کی پابندی کرنا بھی لازمی ہے۔ اس تعلیم پر پابندی اور آپؐ کے اُسوہ پر چلنے کی کوشش ہی اندھیروں سے روشنی کی طرف سے نکالتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنے گی۔ اس نور سے حصہ پانے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کی بھی شرط رکھی ہے۔ صرف ایمان لانا ہی کافی نہیں ہے۔

ایک مومن کو اعمال صالحہ کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ فسق و فجور سے بچنے کی ضرورت ہے۔ جو آیت مَیں نے پہلے شروع میں تلاوت کی تھی اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ اللہ پر ایمان، اس کے رسول پر ایمان اور قرآن کریم پر ایمان ہی نور سے حصہ دلانے والا بنے گا، جنت کا وارث بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ انسان کے ہر عمل سے باخبر ہے۔ اس کے علم میں ہے کہ انسان کون سے اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بجا لا رہا ہے۔ اُسوۂ رسولؐ اور تعلیم پر کس حد تک عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ایمان کا دعویٰ دل سے ہے یا صرف زبانی باتیں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو انسانوں پر احسان کیا کہ ایک ایسا نبی مبعوث فرمایا جس کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی دنیا و آخرت میں انسان کی بقا ہے تو ان لوگوں کا جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کس قدر یہ فرض بنتا ہے کہ اپنے اوپر اس تعلیم کو لاگو کریں جو کامل اور مکمل تعلیم ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا جاری احسان دیکھیں کہ وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ (الجمعۃ: 4) کی خبر دے کر یہ تسلی بھی کروائی کہ آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کا جو فیضان نور ہے یہ جاری ہے۔ اندھیرے زمانہ کے بعد آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق آپ ﷺ کے نور سے سب سے زیادہ حصہ پانے والے جس امام اور مسیح و مہدیؑ نے آنا ہے اس کے ذریعہ پھر اندھیروں سے نور کی طرف راہنمائی ہوگی۔ آنے والے مسیح موعودؑ اور مہدی موعودؑ نے پھر اُمّت کو بھی اور باقی دنیا کو بھی اعتقادی اور عملی اندھیروں سے نکالنا ہے اور جو اس کے ساتھ جڑ جائے گا، جو اسے قبول کرے گا، جو اس سے سچا تعلق رکھے گا، جو دنیا کی لغویات سے بچتے ہوئے اس سے کئے گئے عہد کی پابندی کرے گا وہ پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے جنتوں کی خوشخبری سنے گا۔

پس ایک احمدی کو جہاں اس بات سے تسلی ہوتی ہے وہاں فکر بھی ہے۔ اپنے جائزے لینے کی ضرورت بھی ہے۔ اس نور سے فائدہ اٹھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا (التغابن: 10) کی شرط رکھی ہے کہ اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ عمل صالح ضروری ہے۔ پس ہمیشہ اپنے مدنظر یہ بات رکھنی چاہئے کہ کون سا عمل صالح ہے اور کون سا غیر صالح ہے۔ بعض بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً خوشیاں ہیں۔ یہ دیکھنے والی بات ہے کہ خوشیاں منانے کے لئے ہماری کیا حدود ہیں اور غموں میں ہماری کیا حدود ہیں۔ خوشی اور غمی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور دونوں چیزیں ایسی ہیں جن میں کچھ حدود اور قیود ہیں۔

آج کل دیکھیں، مسلمانوں میں خوشیوں کے موقعوں پر بھی زمانے کے زیر اثر طرح طرح کی بدعات اور لغویات راہ پا گئی ہیں اور غموں کے موقعوں پر بھی طرح طرح کی بدعات اور رسومات نے لے لی ہے۔

> اگر اندھیروں سے نکلنا ہے اور نور حاصل کرنا ہے اور زمانہ کے امام کی بیعت کا صحیح حق ادا کرنا ہے تو دنیا داری کی باتوں کو چھوڑنا ہوگا۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ اپنے آپ کو اعلیٰ اخلاق کی طرف لے جانے کے لئے جدوجہد کرنی ہوگی۔

لیکن ایک احمدی کو ان باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جو کام بھی وہ کر رہا ہے اس کا کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ نظر آنا چاہئے۔ اور ہر عمل اس لئے ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو حدود قائم کی ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے کام کرنا ہے۔

مَیں نے خوشی اور غمی کا جو ذکر کیا ہے تو خوشیوں میں ایک خوشی جو بہت بڑی خوشی سمجھی جاتی ہے وہ شادی کی خوشی ہے اور یہ فرض ہے۔ جب بعض صحابہ نے کہا کہ ہم خدا تعالیٰ کی عبادت کی خاطر اپنی زندگیاں تجرد میں گزاریں گے، شادی نہیں کریں گے تو آنحضرت ﷺ نے اسے بُرا منایا اور فرمایا کہ نیکی وہی ہے جو میری سنت پر عمل کرتے ہوئے اور تعلیم کے مطابق کی جائے۔ اور مَیں نے تو شادیاں بھی کی ہیں۔ روزے بھی رکھتا ہوں۔ عبادات بھی کرتا ہوں۔ (بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح حدیث نمبر 5063)

اور آپؐ کی عبادات کا جو معیار ہے وہ تو تصور سے بھی باہر ہے۔ پس یہ مسلمانوں کے لئے ایک فرض ہے کہ اگر کوئی روک نہ ہو، کوئی امر مانع نہ ہو تو ضرور شادی کرے۔ لیکن ان میں بعض رسمیں خاص طور پر پاکستانی اور ہندوستانی معاشرے میں راہ پا گئی ہیں جن کا اسلام کی تعلیم سے کوئی بھی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ اب بعض رسوم کو ادا کرنے کے لئے اس حد تک خرچ کئے جاتے ہیں کہ جس معاشرہ میں ان رسوم کی ادائیگی بڑی دھوم دھام سے کی جاتی ہے وہاں یہ تصور قائم ہو گیا ہے کہ شاید یہ بھی شادی کے فرائض میں داخل ہے اور اس کے بغیر شادی ہو ہی نہیں سکتی۔ مہندی کی ایک رسم ہے۔ اس کو بھی شادی جتنی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ اس پر دعوتیں ہوتی ہیں۔ کارڈ چھپوائے جاتے ہیں۔ سٹیج سجائے جاتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کئی دن دعوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور شادی سے پہلے ہی جاری ہو جاتا ہے بعض دفعہ کئی ہفتہ پہلے جاری ہو جاتا ہے۔ اور ہر دن نیا سٹیج بھی سج رہا ہوتا ہے اور پھر اس بات پر بھی تبصرے ہوتے ہیں کہ آج اتنے کھانے پکے اور آج اتنے کھانے پکے۔ یہ سب رسومات ہیں جنہوں نے وسعت نہ رکھنے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ایسے لوگ پھر قرض کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں۔ غیر احمدی تو یہ کرتے ہی تھے اب بعض احمدی گھرانوں میں بھی بہت بڑھ بڑھ کر ان لغو اور بیہودہ رسومات پر عمل ہو رہا ہے یا بعض خاندان اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ زمانہ کے امام کی بات مان کر رسومات سے بچتے۔ معاشرہ کے پیچھے چل کر ان رسومات میں جکڑتے چلے جا رہے ہیں۔

چند ماہ پہلے مَیں نے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ مہندی کی رسم پر ضرورت سے زیادہ خرچ اور بڑی بڑی دعوتوں سے ہمیں رکنا چاہئے تو اس دن یہاں لندن میں بھی ایک احمدی گھر میں مہندی کی دعوت تھی جب انہوں نے میرا خطبہ سنا تو انہوں نے دعوت کینسل (cancel) کردی اور لڑکی کی چند سہیلیوں کو بلا کر کھانا کھلا دیا اور باقی جو کھانا پکا ہوا تھا وہ یہاں بیت الفتوح میں ایک فنکشن (Function) تھا اس میں بھیج دیا تو یہ ہیں وہ احمدی جو توجہ دلانے پر فوری ردّ عمل دکھاتے ہیں اور پھر معذرت کے خط بھی لکھتے ہیں لیکن مجھے بعض شکایات پاکستان سے اور ربوہ سے بھی ملی ہیں بعض لوگ ضرورت سے زیادہ اب ان رسموں میں پڑنے لگ گئے ہیں اور ربوہ کیونکہ چھوٹا سا شہر ہے اس لئے ساری باتیں فوری طور پر وہاں نظر بھی آجاتی ہیں۔اس لئے اب مَیں کھل کر کہہ رہا ہوں کہ ان بیہودہ رسوم و رواج کے پیچھے نہ چلیں اور اسے بند کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ:

''ہماری قوم میں یہ بھی ایک بد رسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 70)

آج سے سو سال پہلے یا اس سے زیادہ پہلے اس زمانے میں تو صدہا روپیہ کا خرچ بھی بہت بڑا خرچ تھا۔لیکن آج کل تو صدہا کیا لاکھوں کا خرچ ہوتا ہے اور اپنی بساط سے بڑھ کر خرچ ہوتا ہے۔جو شاید اس زمانے کے صدہا روپوں سے بھی اب زیادہ ہونے لگ گیا ہے۔بلکہ یہ بھی فرمایا کہ آتش بازی وغیرہ بھی حرام ہے۔

شادیوں پر آتش بازی کی جاتی ہے۔اب لوگ اپنے گھروں میں چراغاں بھی شادیوں پر کرتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ کر لیتے ہیں۔ایک طرف تو پاکستان میں ہر طرف یہ شور پڑا ہوا ہے ہر آنے والا یہی بتاتا ہے، اخباروں میں بھی یہی آرہا ہے کہ بجلی کی کمی ہے کئی کئی گھنٹے لوڈشیڈنگ ہوتی ہے۔مہنگائی نے کمر توڑ دی ہے۔اور دوسری طرف بعض گھر ضرورت سے زیادہ اسراف کر کے نہ صرف ملک کے لئے نقصان کا باعث بن رہے ہیں بلکہ گناہ بھی مول لے رہے ہیں۔اس لئے پاکستان میں عموماً احمدی اس بات کی احتیاط کریں کہ فضول خرچی نہ ہو اور ربوہ میں خاص طور پر اس بات کا لحاظ رکھا جائے۔اور ربوہ میں یہ صدر عمومی کی ذمہ داری ہے کہ اس بات کی نگرانی کریں کہ شادیوں پر بے جا اسراف اور دکھاوا اور اپنی شان اور پیسے کا جو اظہار ہے وہ نہیں ہونا چاہئے۔جماعت پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ غمی کے موقعوں پر جو رسوم ہیں ان سے تو بچے ہوئے ہیں۔ساتواں، دسواں، چالیسواں، یہ غیر احمدیوں کی رسمیں ہیں ان پر عمل نہیں کرتے۔جو بعض دفعہ بلکہ اکثر دفعہ یہی ہوتا ہے کہ یہ رسمیں گھر والوں پر بوجھ بن رہی ہوتی ہیں۔لیکن اگر معاشرے کے زیر اثر ایک قسم کی بد رسومات میں مبتلا ہوئے تو دوسری قسم کی رسومات بھی راہ پا سکتی ہیں اور پھر اس قسم کی باتیں یہاں بھی شروع ہو جائیں گی۔

> ہر احمدی کو اپنے مقام کو سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان کرتے ہوئے اسے مسیح ومہدیؑ کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔اب یہ فرض ہے کہ صحیح اسلامی تعلیم پر عمل ہو۔

پس ہر احمدی کو اپنے مقام کو سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان کرتے ہوئے اسے مسیح ومہدیؑ کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔اب یہ فرض ہے کہ صحیح اسلامی تعلیم پر عمل ہو۔شادی بیاہ کے لئے اسلامی تعلیم میں جو فرائض ہیں وہ شادی کا ایک فرض ہے اس کے لئے ایک فنکشن کیا جا سکتا ہے۔اگر توفیق ہو تو کھانا وغیرہ بھی کھلایا جا سکتا ہے۔یہ بھی فرض نہیں کہ ہر بارات جو آئے اس میں مہمان بلا کے کھانا کھلایا جائے اگر دُور سے بارات آرہی ہے تو صرف باراتیوں کو ہی کھانا کھلایا جا سکتا ہے۔لیکن اگر ملکی قانون روکتا ہے تو کھانے وغیرہ سے رکنا چاہیے اور ایک محدود پیمانے پر صرف اپنے گھر والے یا چند باراتی ہیں وہ کھانا کھائیں۔کیونکہ پاکستان میں ایک وقت میں ملکی قانون نے پابندی لگائی ہوئی تھی۔اب کیا صورت حال ہے مجھے علم نہیں لیکن کچھ حد تک پابندی تو اب بھی ہے۔

دوسرے ولیمہ ہے جو اصل حکم ہے کہ اپنے قریبیوں کو بلا کر ان کی دعوت کی جائے اگر دیکھا جائے تو اسلام میں شادی کی دعوت کا یہی ایک حکم ہے۔لیکن وہ بھی ضروری نہیں کہ بڑے وسیع پیمانے پر ہو۔حسب توفیق جس کی جتنی توفیق ہے بلا کر کھانا کھلا سکتا ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارا مقصد پیدائش بتایا ہے۔ہر وہ عمل جو نیک عمل ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے وہ عبادت بن جاتا ہے۔اگر یہ مد نظر رہے تو اسی چیز میں ہماری بقا ہے اور اسی بات سے پھر رسومات سے بھی ہم بچ سکتے ہیں۔بدعات سے بھی ہم بچ سکتے ہیں۔فضول خرچیوں سے بھی ہم بچ سکتے ہیں۔لغویات سے بھی ہم بچ سکتے ہیں۔اور ظلموں سے بھی ہم بچ سکتے ہیں۔یہ ظلم ایک تو ظاہری ظلم ہے جو جابر لوگ کرتے ہی ہیں۔ایک بعض دفعہ لاشعوری طور پر اس قسم کی رسم و رواج میں مبتلا ہو کر اپنی جان پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔اور پھر معاشرے میں اس کو رواج دے کر ان غریبوں پر بھی ظلم کر رہے ہوتے ہیں جو کہ سمجھتے ہیں کہ یہ چیز شاید فرائض میں داخل ہو چکی ہے۔اور جس معاشرے میں ظلم اور لغویات اور بدعات وغیرہ کی یہ باتیں ہوں، وہ معاشرہ پھر ایک دوسرے کا حق مارنے والا ہوتا ہے اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا ایک دوسرے پر ظلم کرنے والا ہوتا ہے۔لیکن اگر ہم ان چیزوں سے بچیں گے تو ہم حق مارنے سے بھی بچ رہے ہوں گے۔ظلموں سے بھی بچ رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بھی بن رہے ہوں گے۔اور آج احمدی سے بڑھ کر کون ایسے معاشرہ کا نعرہ لگاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور دوسروں کے حقوق قائم کرنے کی باتیں ہو رہی

ہوں۔آج احمدی کے علاوہ کس نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ اتباع رسم اور متابعتِ ہوا وہوس سے باز آجائے گا۔آج احمدی کے علاوہ کس نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا۔آج احمدی کے علاوہ کس نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ قال اللہ اور قال الرّسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل بنائے گا۔

پس جب احمدی ہی ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول اور قرآن کریم کے نور سے فیض پانے کے لئے زمانہ کے امام کے ہاتھ پر یہ عہد کیا ہے جو شرائط بیعت میں داخل ہے تو پھر اپنے عہد کا پاس کرنے کی ضرورت ہے۔اس عہد کی پابندی کر کے ہم اپنے آپ کو جکڑ نہیں رہے بلکہ شیطان کے پنجے سے چھڑا رہے ہیں۔خدا اور اس کے رسول کی باتوں پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنے تحفظ کے سامان کر رہے ہیں۔اپنی فہم وفراست کو جلا بخش رہے ہیں۔اپنی عفت و پاکیزگی کی حفاظت کر رہے ہیں۔اپنی حیا کے معیار بلند کر رہے ہیں۔ صبر اور قناعت کی طاقت اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اپنے اندر زہد وتقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اپنے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کر رہے ہیں۔اپنی امانت کے حق کی ادائیگی کی بھی کوشش کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خشیت ،اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی طرف خالص ہو کر جھکنے کے معیار حاصل کرنے کی بھی کوشش کر رہے ہیں تا کہ اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کر سکیں۔پس اگر اندھیروں سے نکلنا ہے اور نور حاصل کرنا ہے اور زمانہ کے امام کی بیعت کا صحیح حق ادا کرنا ہے تو دنیاداری کی باتوں کو چھوڑنا ہوگا۔اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔اپنے آپ کو اعلیٰ اخلاق کی طرف لے جانے کے لئے جدوجہد کرنی ہوگی۔

حیا کا معیار بلند کرنے کا مَیں نے ذکر کیا ہے۔حیا بھی ایک ایسی چیز ہے جو ایمان کا حصہ ہے۔آج کل کی دنیاوی ایجادات جیسا کہ مَیں نے شروع میں بھی ذکر کیا تھا، ٹی وی ہے، انٹرنیٹ وغیرہ ہے اس نے حیا کے معیار کی تاریخ ہی بدل دی ہے۔کھلی کھلی بے حیائی دکھانے کے بعد بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ بے حیائی نہیں ہے۔پس ایک احمدی کے حیا کا یہ معیار نہیں ہونا چاہئے جو ٹی وی اور انٹرنیٹ پر کوئی دیکھتا ہے۔یہ حیا نہیں ہے بلکہ ہوا وہوس میں گرفتاری ہے۔بے حجابیوں اور بے پردگی نے بعض بظاہر شریف احمدی گھرانوں میں بھی حیا کے جو معیار ہیں الٹا کر رکھ دیئے ہیں۔زمانہ کی ترقی کے نام پر بعض ایسی باتیں کی جاتی ہیں بعض ایسی حرکتیں کی جاتی ہیں جو کوئی شریف آدمی دیکھ نہیں سکتا چاہے میاں بیوی ہوں۔بعض حرکتیں ایسی ہیں جب دوسروں کے سامنے کی جاتی ہیں تو وہ نہ صرف ناجائز ہوتی ہیں بلکہ گناہ بن جاتی ہیں۔اگر احمدی گھرانوں نے اپنے گھروں کو ان بیہودگیوں سے پاک نہ رکھا تو پھر اُس عہد کا بھی پاس نہ کیا اور اپنا ایمان بھی ضائع کیا جس عہد کی تجدید انہوں نے اس زمانہ میں زمانے کے امام کے ہاتھ پہ کی ہے۔

پس ہر احمدی نوجوان کو خاص طور پر یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ آج کل کی برائیوں کو میڈیا پر دیکھ کر اس کے جال میں پھنس نہ جائیں ورنہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

آنحضرت ﷺ نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ اَلْحَیَآءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ کہ: **حیا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے** (مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان وافضلہا۔۔۔۔حدیث نمبر 59)

پس ہر احمدی نوجوان کو خاص طور پر یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ آج کل کی برائیوں کو میڈیا پر دیکھ کر اس کے جال میں پھنس نہ جائیں ورنہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔انہی بیہودگیوں کا اثر ہے کہ پھر بعض لوگ جو اس میں ملوث ہوتے ہیں تمام حدود پھلانگ جاتے ہیں اور اس وجہ سے پھر بعضوں کو اخراج از جماعت کی تعزیر بھی کرنی پڑتی ہے۔ہمیشہ یہ بات ذہن میں ہو کہ میرا ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **''بے حیائی ہر مرتکب کو بدنما بنا دیتی ہے اور شرم وحیا ہر حیادار کو حسن وسیرت بخشتا ہے اور اسے خوبصورت بنا دیتا ہے۔''** (ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی الفحش والتفحش۔حدیث نمبر 1974) پس یہ خوبصورتی ہے جو انسان کے اندر نیک اعمال کو بجالانے اور اس کی تحریک سے پیدا ہوتی ہے۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی شرم دل میں ہو جیسا کہ اس سے شرم کرنے کا حق ہے۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں شرم بخشی ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''یوں نہیں۔بلکہ جو شخص شرم رکھتا ہے وہ اپنے سر اور اس میں سمائے ہوئے خیالات کی حفاظت کرے۔(یہ شرم ہے کہ اپنے دماغ میں آنے والے خیالات کی حفاظت کرو)۔پیٹ اور جو اس میں خوراک بھرتا ہے اس کی بھی حفاظت کرے۔موت اور ابتلا کو یاد رکھنا چاہیے۔جو شخص آخرت پر نظر رکھتا ہے وہ دنیوی زندگی کی زینت کے خیالات کو چھوڑ دیتا ہے۔پس جس نے یہ طرز زندگی اختیار کیا اس نے واقعی خدا کی شرم رکھی۔'' (ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب 89/24 حدیث نمبر 2458)

آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

پس ذہن میں آنے والے ہر خیال کو اللہ تعالیٰ کی شرم لئے ہوئے آنا چاہئے۔اگر کوئی بدخیال آتا بھی ہے تو اسے فوری طور پر جھٹکا جانا چاہئے۔استغفار کے ذریعہ سے اس کو جھٹکنا چاہئے۔جب خیالات پاکیزہ ہوں گے تو عمل بھی پاک ہونگے۔پھر لغویات ایسے انسانوں پر کوئی اثر نہیں ڈال سکیں گی۔اسی طرح انسان اپنی روزی کے بھی حلال ذرائع استعمال کرے۔محنت کرے۔محنت سے کمائے۔بجائے اس کے کہ دوسروں کے پیسے پر نظر رکھ کر چھیننے کی کوشش کرے یا غلط طریق سے پیسے کمائے۔پاکستان وغیرہ میں

"اصل غرض انسان کی خلقت کی یہ ہے کہ وہ اپنے ربّ کو پہچانے اور اس کی فرمانبرداری کرے"

رشوت وغیرہ بھی بڑی عام ہے یہ سب حلال کی کمائیاں نہیں ہیں۔آپؑ نے یہی فرمایا کہ اپنے پیٹ اور اس میں جو خوراک بھرتا ہے اس کی بھی حفاظت کرے۔پس جائز کمائی سے اپنا بھی اور اپنے بیوی بچوں کا بھی پیٹ پالے اور ایسے ہی لوگ ہیں جو پھر اللہ اور اس کے رسولؐ پر صحیح ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا ہے۔اللہ کو پانے کے لئے یہ دعا لکھی ہوئی ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ:

"اے میرے قادر خدا! اے میرے پیارے راہنما! تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق وصفا اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص وہوا۔" (پیغام صلح۔روحانی خزائن جلد 23۔مطبوعہ ربوہ)

پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے عہد کو نبھاتے ہوئے، اپنی بیعت کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے حقیقی ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم اس نبیؐ کے ماننے والے ہیں جنہوں نے ہمیں صحیح راستہ دکھایا۔ہمیں اچھے اور برے کی تمیز سکھائی۔اگر اس کے بعد پھر ہم دنیاداری میں پڑ کر رسم ورواج یا لغویات کے طوق اپنی گردنوں میں ڈالے رہیں گے تو ہم نہ عبادتوں کا حق ادا کر سکتے ہیں نہ نور سے حصہ لے سکتے ہیں۔

قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ فرمایا۔کہ :

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلٰلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۔(الاعراف:158) **کہ جو اس پر ایمان لانے والے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بری باتوں سے روکتا ہے۔اور ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے اور ان سے ان کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے۔**

گردنوں میں جو پھندے پڑے ہوئے ہیں وہ اتار دیتا ہے۔جو پھندے پہلی قوموں میں پڑے ہوئے تھے، پہلی نسلوں میں پڑے ہوئے تھے، اپنے دین کو بھول کر رسم ورواج میں پڑ کر یہودیوں اور عیسائیوں نے گلوں میں جو پھندے ڈالے ہوئے تھے اب وہی باتیں بعض مسلمانوں میں پیدا ہو رہی ہیں۔اگر ہم میں بھی پیدا ہو گئیں تو پھر ہم یہ کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم اس وقت آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔پس یہ طوق ہمیں اتارنے ہوں گے۔

پس اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ ہم اس نبیؐ پر ایمان لائے ہیں جس نے ہمارے لئے حلال وحرام کا فرق بتا کر دین کے بارہ میں غلط نظریات کے طوق ہماری گردنوں سے اتارے۔لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ باوجود ان واضح ہدایات کے پھر بھی بعض طوق اپنی گردنوں پر ڈال لئے ہیں۔

لیکن ہم احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت کے بعد اس حقیقت کو دوبارہ سمجھے ہیں کہ یہ طوق اپنی گردنوں سے کس طرح اتارنے ہیں۔اللہ کا احسان ہے کہ قبروں پر سجدے سے ہم بچے ہوئے ہیں۔پیر پرستی سے عموماً بچے ہوئے ہیں۔بعض جگہ اِکّا دُکّا شکایات آتی بھی ہیں۔عمومی طور پر بعض غلط قسم کے رسم ورواج سے ہم بچے ہوئے ہیں۔لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بعض چیزیں راہ پا رہی ہیں۔اگر ہم بے احتیاطیوں میں بڑھتے رہے تو یہ طوق پھر ہمارے گلوں میں پڑ جائیں گے جو آنحضرت ﷺ نے ہمارے گلوں سے اتارے ہیں اور جن کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتارنے کی پھر نصیحت فرمائی ہے۔اور پھر ہم دین سے دور ہٹتے چلے جائیں گے۔اب ظاہر ہے جب ایسی صورت ہو گی تو پھر جماعت سے بھی باہر ہو جائیں گے۔کیونکہ جماعت سے تو وہی جڑ کر رہ سکتے ہیں جو نور سے حصہ لینے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور کتاب سے حصہ لے رہے ہیں۔اور جو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب سے حصہ نہیں لے رہے وہ نور سے بھی حصہ نہیں لے رہے۔جو نور سے حصہ لینے کی کوشش نہیں کر رہے وہ ایمان سے بھی دور جا رہے ہیں۔تو یہ تو ایک چکر ہے جو چلتا چلا جاتا ہے۔پس ہر وقت اپنی حالتوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔آنحضرت ﷺ جو خود بھی نور تھے اور آسمان سے کامل نور آپ ﷺ پر اترا تھا یہ دعا کرتے ہیں کہ **اے اللہ میرے دل اور میرے دیگر اعضاء میں نور رکھ دے۔**

(بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا انتبہ من اللیل حدیث نمبر 6316)

یہ دعا اصل میں تو ہمیں سکھائی گئی ہے کہ ہر وقت اپنی سوچوں اور اپنے اعضاء کو، اپنے خیالات کو، اپنے دماغوں کو، اپنے جسم کے ہر حصہ کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق استعمال میں لانے کی کوشش کرو اور اس کے لئے دعا کرو کہ ذہن بھی پاکیزہ خیال رکھنے والے ہوں اور عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے والے ہوں۔اللہ اور اس کے رسول کے قول پر عمل کرنے والے ہوں۔رسم ورواج سے بچنے والے ہوں دنیاوی ہوا وہوس اور ظلموں سے دور رہنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نور سے ہم ہمیشہ حصہ پاتے چلے جائیں۔کبھی ہماری کوئی بدبختی ہمیں اس نور سے محروم نہ کرے۔

(از الفضل انٹرنیشنل ،5 فروری 2010ء)

تیری یہ خاص برکتیں

اس سال جب پیارے حضور انور دسمبر ۲۰۰۹ء میں جرمنی تشریف لائے۔تو اس وقت نور مسجد کے پچاس سال پورے ہونے پر نور مسجد میں ہی حضور انور نے جمعہ پڑھایا تھا لیکن کیونکہ نور مسجد بہت چھوٹی ہے اور کم جگہ ہونے کی وجہ سے سب لوگوں کو منع کیا تھا کہ صرف وہ لوگ آئیں جن کو کارڈ دیئے گئے ہیں ہم کیونکہ مسجد کے قریب واقع شہر میں رہتے ہیں اور میرے بھائی سائیکلوں پر بھی مسجد جاتے ہیں، تو ہمیں اس چیز کا احساس تھا کہ کاش ہم بھی وہاں جاسکتے۔لیکن پھر ہمیں انتظامیہ کی مجبوری کا خیال آیا کہ بہر حال نظم وضبط کے لئے ہمیں ہر صورت میں اطاعت کرنی ہے،خواہ ہماری خواہش کتنی بھی زیادہ ہو۔

پھر ہم نے پروگرام بنایا کہ ہم فجر کی نماز پیارے حضور کے پیچھے پڑھیں گے حالانکہ اس صبح منفی ۱۴ سینٹی گریڈ تک سردی تھی ،اس کے علاوہ عشاء مغرب کی نماز کے لئے ہم ہر روز ویسے ہی جاتے تھے ،لیکن کیونکہ ان دنوں ابھی میری یونیورسٹی شروع نہیں ہوئی تھی تو میں نے سوچا کہ سارا دن بیت السبوح میں رہوں گی اس طرح ڈیوٹی بھی دے سکتے ہیں اور آپا جان سے بھی صبح شام ملاقات کا موقع مل جائے گا۔

بہر حال اگلے دن بھی میں صبح ۹ بجے اپنے خالو جان کے ساتھ جو کے حضور کے ساتھ منعقدہ شوریٰ میں شریک ہونے آئے تھے۔ بیت السبوح چلی گئی ،آپا جان سے ملاقات کے لئے انتظار کرتے ہوئے ، میں نے ایک دن پہلے حضور کے پہرے دار سے کہا تھا کہ مجھے حضور سے پین لے دیں تو انہوں نے کہا کہ پرائیویٹ سیکرٹری کے پاس جائیں لیکن میں ان کے پاس نہیں گئی۔صبح صبح جب آپا جان سے ملاقات ہوئی تو ہم صرف تین لوگ تھے اس لئے ہم نے بہت ساری باتیں کیں ہمیں بہت مزا آیا اور آپا جان نے بہت قیمتی نصائح فرمائیں۔اسی دن شام کو جب دوبارہ میں آپا جان سے ملنے گئی تو ان انکل نے پوچھا ''اور پین مل گیا'' میں نے کہا نہیں پلیز آپ لا دیں تو انھوں نے دوبارہ کہا کہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے پاس جائیں اس وقت میرے ساتھ میری سہیلی بھی تھی تو ہمیں ہمت ہوئی کہ نیچے جاکر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے پین لیتے ہیں،ہم نے نیچے جاکر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے بات کی انہوں نے کہا ٹھیک ہے آپ ادھر بیٹھیں ،تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے کہا کہ ادھر اندر جاکر لے لیں میں نے سوچا کہ اندر شاید آفس میں پین پڑے ہونگے۔لیکن جیسے ہی ہم اندر داخل ہوئے حضور اقدس تشریف فرما تھے، اور حضور کے ہاتھ میں پین تھے ، اور آپ نے فرمایا ہاں کیا بات ہے اور ہم خوشی کے مارے حیران پریشان پوری آنکھیں کھولے دروازے میں کھڑے تھے۔میں نے کہا حضور ہمیں پین چاہئیں حضور نے کہا کہ آؤ پھر لے لو۔ہم حضور کے پاس میز کے قریب جاکر کھڑے ہوگئے ، پھر آپ نے پوچھا کہ پہلے والا پین کہاں گیا میں نے کہا حضور میرے امتحان تھے اس لئے ختم ہو گیا حضور نے کہا کہ پن بسم اللہ لکھنے کے لئے ہوتا ہے امتحان کے لئے تو نہیں ہوتا ہم نے دعا کی درخواست کی کہ حضور میں وقف کر کے افریقہ جانا چاہتی ہوں دعا کریں، میری سہیلی نے کہا کہ حضور آپ ہماری شادی میں آئیں گے حضور نے پوچھا شادی کب ہے ہم نے کہا پتہ نہیں حضور نے کہا جب ہوگی تو بتانا۔حضور نے ہمیں کچھ ٹائم دیا،اور ہم نے جلدی جلدی بہت ساری باتیں حضور اقدس سے کر لی۔۔۔اس کے بعد حضور نے ہمیں پین دیئے اور ہم پین لیکر خوشی خوشی آنکھوں میں خوشی کے آنسو لئے باہر آئے۔میں سمجھتی ہوں یہ مجھے اس اطاعت کا انعام ملا جو کہ ہم نے نور مسجد میں پروگرام کی انتظامیہ کی کسی سے بھی کسی قسم کی شکایت یا اعتراض نہیں کیا۔یہ سب خلافت کی برکتیں ہیں جس میں سے ہمیں خدا تعالیٰ کا یہ فضل ملا۔

؎ تیرے یہ دیں کی خدمتیں، تیری یہ خاص برکتیں

تیری عجیب نصرتیں، تیری لذیذ نعمتیں

عام طور پر حضور اقدس سے ملاقات کا ایک باقاعدہ اصول ہے اس کے لئے درخواست دی جاتی ہے جس سے ہم سب واقف ہیں اور ہم ہمیشہ اس اصول کا احترام کرتے ہوئے اس کے مطابق چلتے ہیں، یہ تو خاکسار کے ساتھ محض خدا کا خاص فضل اور حضور کی شفقت تھی کہ یہ بابرکت موقع ملا۔

(سندس سید Neu-Isenburg)

اطاعت

خداوند قرآن کریم میں فرماتا ہے: سمعنا و اطعنا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل کیا ہے۔جن کی بدولت ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح کا بابرکت وجود نصیب ہوتا ہے اور اُن کی نصائح اور تحریکات پر عمل کر کے خوشی اور راحت محسوس ہوتی ہے۔ حال ہی کا ایک اطاعت کے بارہ میں چھوٹا سا اپنا واقعہ بیان کرنا چاہتی ہوں۔ابھی جب پچھلے دنوں حضور اقدس نے ''یتامیٰ فنڈ'' کی تحریک فرمائی تھی کہ اس فنڈ میں جماعت کے لوگ جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ فنڈ ادا کریں تو حضور کا خطبہ ختم ہوتے ہی خاکسار نے اپنے حلقے کی سیکرٹری تحریکات کو فون کر کے فوراً کہا کہ میں 50 یورو چندہ دینا چاہتی ہوں۔حالانکہ ابھی یہ نہیں معلوم تھا کہ میرے پاس اتنی رقم ہے بھی یا نہیں۔گو کہ یہ رقم ایک معمولی رقم تھی۔مگر دل میں جوش اور جذبہ تھا کہ حضور کی اس بات پر لبیک کہتے ہوئے سب سے پہلے اطاعت کا نمونہ پیش کروں۔اس حقیر سی کوشش کے تحت خداوند کریم نے اگلے ہی دن نہیں بلکہ اُسی دن ہی یکے بعد دیگرے

3-4 مرتبہ 50-50 یورو کی رقم کا انتظام محض اپنے فضل و کرم سے کر دیا۔ جسکی وجہ سے اُس قادر خُدا کے شکر سے دل لبریز ہو گیا کہ کیا ہی ہمارا پیارا خدا ہے کہ اپنے پیارے خلیفہ کی آواز پر لبیک کہنے والوں سے بھی پیار کا سلوک فرماتا ہے۔

﴿الحمد للہ علیٰ ذالک﴾ ﴿امتہ القیوم، صدر لجنہ حلقہ Limesheim﴾

معجز انہ اطاعت

۱۳ فروری ۲۰۱۰ کو ہمارا ریفریشر کورس تھا۔ ہم سب تیار ہو کر صبح آٹھ بجے بس سٹاپ پر پہنچے کیونکہ ۱۰ بجے پروگرام شروع ہونا تھا اور ہمیں آفن باغ پہنچنا تھا۔ خواتین اور چھوٹے چھوٹے بچوں والی ماؤں کے ساتھ کہیں پروگرام بنانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوتا ہے۔ کچھ ایسا ہی نظارہ تھا۔ خیر ہم آفن باغ کی مسجد پہنچ گئے، وہاں پروگرام شروع ہوا نیشنل صدر صاحبہ وہاں موجود تھیں۔ اپنی اپنی نشستیں سنبھالیں اور پروگرام کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ سارا پروگرام سنا مگر جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ شوہر حضرات جو کہ سارا دن گھر میں بغیر بیگمات کے تھے، وہ مقررہ وقت پر ہمیں لینے پہنچنا چاہتے تھے۔ پروگرام ۵ بجے ختم ہونا تھا، لجنہ نے بہت سوال پوچھے اس لئے پروگرام کچھ لمبا ہو گیا۔ میری عاملہ ممبرات آہستہ آہستہ جانا شروع ہو گئیں، میرے ساتھ چونکہ سیکرٹری مال تھیں اور ان کے تین عدد بچے کسی گاڑی میں اڈجیسٹ نہیں ہوتے تھے، میں حلقہ صدر ہوں اس لئے میری ذمہ داری تھی کہ کام بھی پورا کروں اور اپنی اس عاملہ ممبر کے ساتھ جاؤں، لہٰذا انھوں نے جب اپنے میاں کو فون کیا تو میں نے بھی صدر صاحبہ سے اجازت مانگی کہ میری مجبوری ہے کیونکہ میں اکیلی رہ گئی ہوں۔ صدر صاحبہ نے مجھے اجازت دے دی کہ اگر آپ اکیلی رہ گئی ہیں تو ضرور جائیں۔ سیکرٹری اشاعت صاحبہ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی سیکرٹری اشاعت تو آپ کی ڈیوٹی لگا گئی ہیں، تو آپ کے اشاعت کے شعبہ کا کام کون نوٹ کرے گا، اب آپ پلیز کسی اور کی ڈیوٹی لگا دیں۔ مگر ہمارے حلقہ کی کوئی اور ممبر موجود نہ تھیں سب جا چکی تھیں، اب میں سخت کشمکش میں تھی کہ میں نے اپنی تمام عاملہ کو تیار کیا سب سے زیادہ میرے حلقہ کی عاملہ کی حاضری تھی اور قربانی کر کے سب کو بس پر لے کر گئی۔ یا خدا آخری وقت میں آ کر میں اطاعت نہ کر سکی۔ اسی اثناء میں پتہ چلا کہ جو ہمیں لینے آ رہے تھے وہ راستہ بھول گئے ہیں، اور انھیں راستہ نہیں مل رہا۔ یقین کریں کہ میرا اس بات پر اس قدر ایمان مکمل ہوا کہ اطاعت کا کس قدر معجزہ ہے کہ پورا ایک گھنٹہ وہ راستہ ڈھونڈتے رہے اور میں نے تمام شعبہ جات جو رہ گئے تھے نوٹ کئے اور باقی کا پروگرام اٹینڈ کیا اور مجھے خدا تعالیٰ نے اس طرح معجزانہ طور پر مجھے اطاعت کا موقع دیا۔ ﴿سیما عباسی، فرینکفرٹ برگ﴾

عبادات پر زور دو اور نیک بنو

حضور انور نے فرمایا حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لینا ہی ہمارا آخری مقصد نہیں ہے۔ بلکہ ساری دنیا کو دین واحد پر قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کامل پیروی کرنا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اور دلائل کو پیش کرو۔ یہ سعید فطرت لوگوں کو خدائی نور سے منور کرتی ہے۔ یہ تعلیم اخلاقی قدروں کو بڑھاتی ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ جب خود ان تعلیمات پر عمل کرو گے اور دعاؤں سے ان کو سینچو گے تو پھر کامیابی ہوگی۔ کیونکہ دعاؤں سے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے اور وہ کام جو خدا کی طرف بلانے کا ہے وہ خدا کے ساتھ تعلق کے بغیر کیسے ممکن ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کو ہدایت کی طرف بلانا دوسری ذمہ داری ہے۔ ایک تو خود ان تعلیمات پر عمل کرنا اور دوسرا لوگوں تک اس پیغام کو پہنچانا۔ پس دعوت الی اللہ کے لئے اپنی حالت کو درست کرو۔ اپنے اعمال پر نظر رکھو۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے وہ کرو اور جن سے رکنے کا حکم اس سے رک جاؤ پھر جو ذرائع میسر ہیں ان کو بروئے کار لاتے ہوئے اس پیغام کو پھیلاؤ۔

حضور انور نے فرمایا نفس کی پاکیزگی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی تعلیمات کی سمجھ نفس کی پاکیزگی سے آتی ہے اور نفس کی پاکیزگی کے لئے عبادات کے اسلوب جاننا ضروری ہیں۔ عبادت کے بغیر یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار دعاؤں اور عبادات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اپنی اصلاح کی کوشش کرو۔ عبادات پر زور دو اور نیک بنو۔ اگر نیک نہیں بنو گے تو شیطان کے چیلے پکڑ لیں گے اور ایسی حرکتیں کروائیں گے جو بدنامی کا باعث ہوں گی۔

﴿خطبہ جمعہ فرمودہ 9 اپریل 2010ء، بمقام بیت بشارت پیدرو آباد سپین، الفضل ربوہ منگل 13 اپریل 2010ء﴾

❁ ..... ❁ ..... ❁

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو
مِٹ جاؤں میں تو اِس کی پرواہ نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دِین کو بقا ہو
شیطان کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفیٰؐ ہو
محمود عمر میری کٹ جائے کاش یونہی
ہو روح میری سجدہ میں سامنے خدا ہو

از کلامِ محمود، صفحہ نمبر 273، نظم نمبر 200

ماں کی اطاعت

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دیگر احکامات کے ساتھ ایک حکم اطاعت کا بھی دیا ہے۔ اطاعت کا درس اسلام کے بُنیادی احکامات میں سے ایک ہے۔ پس اطاعت کا اسلام میں بہت بڑا مقام ہے اور اسلام نے اس پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور اس کے فوائد بھی سمجھائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت، اپنے رسولؐ کی اطاعت کے علاوہ بعض دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ والدین کی اطاعت نیز ان سے حُسن سلوک کا حکم بھی صادر فرمایا ہے۔ پس خُدا تعالیٰ قُرآنِ کریم میں فرماتا ہے:۔

''اور تیرے رب نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔'' ﴿سورۃ بنی اسرائیل، آیت 24﴾

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا کامل ایمان ہے کہ خُدا تعالیٰ کے ہر حکم میں ہمارے لئے مکمل بھلائی ہے۔ اور تمام احکامات جو خُدا تعالیٰ نے نازل فرمائے ان کی پیروی کرنے میں ہمارے لئے دین و دُنیا کی خیر رکھ دی۔ پس یہ خُدا تعالیٰ کا اپنے بندوں سے بہت ہی بڑا محبت کا ثبوت ہے کہ ہمیں دینِ اسلام عطا فرما کر ایک مکمل روحانی ضابطہ حیات ہمارے لئے مہیا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا سلوک اپنے عاجز بندوں کے ساتھ ایک شفیق ماں سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔ ضرورت پڑنے پر ایک ماں ہی کی طرح خفگی کا اظہار بھی فرماتا ہے اور پھر اپنے بندوں کی معمولی سے معمولی نیکی پر جب بندے اپنے رب کی رضا کی خاطر اپنے نفس کی خواہشوں کو دباتے ہیں تو انہیں ان کے عمل سے بہت ہی بڑھ کر جزاء بھی عطا فرماتا ہے۔

ایک ایسا ہی واقعہ اس عاجزہ کی زندگی میں بھی پیش آیا جب خُدا تعالیٰ کی خاطر اپنی والدہ کے حکم کے موافق اپنے دِل کی خواہش کو چھوڑنے کی توفیق پائی، اور بدلے میں اُس پروردگار نے فضل واحسان فرماتے ہوئے ایسے پیارے انعامات عطا فرمائے کہ ہستی باری تعالیٰ پر ایمان پہلے سے بھی کہیں بڑھ گیا۔ یہ اس عاجزہ کے طالب علمی کے زمانے کا واقعہ ہے جب میری شدید خواہش تھی کہ میں اکنامکس کی تعلیم حاصل کروں۔ میں اس وقت اپنے خاندان کے ساتھ ربوہ میں رہتی تھی۔ ربوہ سے ہی اسکول کی تعلیم بھی مکمل کی۔ ربوہ میں اکنامکس پڑھنا مُمکن نہیں تھا۔ اس کے لئے ربوہ سے باہر جانا پڑتا تھا۔ خیال تھا کہ لاہور چلی جاؤں اور وہاں اپنی خواہش کے مطابق اکنامکس میں ڈگری حاصل کروں۔ جب گھر والوں سے اجازت دینے کی درخواست کی تو میری والدہ صاحبہ اس بات کے لئے تیار نہیں تھیں کہ میں اس طرح خواہ وہ حصولِ تعلیم کی خاطر ہی کیوں نہ ہو، اپنی فیملی کے بغیر کسی دوسرے شہر میں چلی جاؤں۔ تاہم میری والدہ کو اس بات پر کوئی اعتراض نہ تھا کہ میں مزید تعلیم حاصل کروں۔ اُن کا کہنا صرف یہ تھا کہ ربوہ میں رہتے ہوئے جتنا چاہے مرضی پڑھو لیکن اس طرح اکیلے دوسرے شہر نہیں جانا۔ اور ربوہ میں اگر میں تعلیم حاصل کرتی تو صرف عربی میں ایم اے کرنا ممکن تھا، اکنامکس جو میں پڑھنا چاہتی تھی ربوہ میں نہیں پڑھایا جاتا تھا۔ عربی پڑھنے کی خواہش اُس وقت میرے دل میں نہیں تھی۔ یہ صورتحال میرے لئے بہت ہی زیادہ آزمائش طلب تھی۔ کہ ایک طرف اپنے مند پسند مضمون میں حصولِ تعلیم کی شدید خواہش اور دوسری طرف اپنی والدہ کے حکم کا پاس اور اُن کی تنہائی کا خیال۔ نفس وضمیر کی ایک جنگ سی تھی جس میں روح مُبتلا تھی۔ خُدا تعالیٰ کا بہت ہی فضل واحسان ہے کہ اس پروردگار نے رہنمائی فرمائی اور ثابت قدمی سے اللہ تعالیٰ کے حُکم کے موافق اپنی والدہ کی خواہش کا پاس واطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس محض خُدا تعالیٰ کی ظاہراً اپنی خواہش کو دبا کر والدہ کی خدمت کو افضل جانا۔ سو میں نے ربوہ میں ہی آگے بھی ایڈمیشن لے لیا اور عربی پڑھنا شروع کر دی۔ خُدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے عربی میں ایم اے کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

یہ بھی محض خُدا تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کہ اس عاجزہ کو حضرت سیّدہ مریم صدیقہؓ صاحبہ (چھوٹی آپا جان) حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زیر سایہ و ہدایت لمبا عرصہ خدمتِ دین کا موقع مِلا۔ پس کالج میں عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت چھوٹی آپا جان سے بھی قُرآنِ کریم کا عربی ترجمہ پڑھنے اور اس بہت ہی پیاری اور مُبارک ہستی کی روحانی قُربت میں گراں قدر دینی امور سے واقفیت حاصل کرنے کی توفیق مِلی۔

> اللہ تعالیٰ کا سلوک اپنے عاجز بندوں کے ساتھ ایک شفیق ماں سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔ ضرورت پڑنے پر ایک ماں ہی کی طرح خفگی کا اظہار بھی فرماتا ہے اور پھر اپنے بندوں کی معمولی سے معمولی نیکی پر ...... جزاء بھی عطا فرماتا ہے۔

بے شک عربی پڑھنا میں نے اُس لگن سے نہیں شروع کی تھی جس قدر شدید خواہش اکنامکس پڑھنے کی تھی۔ لیکن اس پڑھائی کے دوران بارہا خُدا تعالیٰ کے حُکم کے تابع اپنی والدہ کی اطاعت کرنے کی بدولت جو فضل اس عاجزہ پر بار بار ظاہر ہوئے وہ بہت ہی پیارے تھے اور اب تک جاری ہیں۔ جب میری عربی کی تعلیم مکمل ہوگئی تو معمول کے مطابق خاکسار چند دوسری لڑکیوں سمیت حضرت چھوٹی آپا جان کی پاک صُحبت سے فیض یاب ہو رہی تھی تو حضرت آپا جان نے فرمایا:۔

" تم سب لڑکیاں جو یہاں بیٹھی ہو تم ایک دن پوری دُنیا میں پھیل جاؤ گی۔ تم نے دُنیا کے کونے کونے میں جانا ہے۔ تم نے جو یہاں سیکھا ہے وہ وہاں جا کر سکھانا ہے"۔

اس وقت ہم نے حضرت چھوٹی آپا جان کے اس ارشاد کو سُنا اور حیرانی سے دل میں یہ خیال اُبھرا کہ یہ کیونکر مُمکن ہوگا؟

لیکن بندہ ہمیشہ اپنی استطاعت کے مطابق ہی سوچتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وسیع دائرے کا احاطہ کرنا حقیر انسانی سوچ کے تحت ممکن نہیں۔ پس یہی ہوا کہ اس پیاری اور مبارک کے لبِ مبارک سے ادا ہوئے الفاظ کا مان خدا تعالیٰ نے بہت شان سے رکھا اور وہ ساری لڑکیاں جنہوں نے میرے ساتھ عربی کی تعلیم حاصل کی اور کالج میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ حضرت حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت سیّدہ مریم صدیقہؒ صاحبہ (چھوٹی آپا جان) سے علم حاصل کرنے اور تربیت پانے کی توفیق پائی، چھوٹی آپا جان کے ارشاد کے موافق آج اس دُنیا کے مختلف ممالک، امریکہ، کینیڈا، انگلینڈ، سویڈن اور جرمنی میں پھیل کر علم کے خزانے کو بانٹنے کی توفیق پا رہی ہیں۔

اس عاجزہ کو خود بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ توفیق مل رہی ہے۔ آج جب میں خود کو کئی سال پیچھے لے جاتی ہوں اور تعلیم کے سلسلہ میں اپنی اوّلین خواہش کو یاد کرتی ہوں تو وہ خواہش بہت ادنیٰ معلوم ہوتی ہے۔ اپنی والدہ کا کہا مان کر عربی کی تعلیم حاصل کرنے کی بدولت خدا تعالیٰ نے اپنے فضلوں کے وہ دَر اس عاجزہ پر وا کئے ہیں کہ اگر ساری عمر بھی اپنے پروردگار کے حضور سجدہ شکر بجالانے میں گزار دوں تو بخدا حق ادا نہ ہوگا۔ دِل میں ہر دم یہی خیال آتا ہے کہ میرے پیارے خالق کا ہر حکم کس قدر فضلوں سے بھرپور ہے۔ اگر میں خدانخواستہ تب اپنی والدہ کا کہنا نہ مانتی تو آج خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کا وارث نہ بنتی۔

روح کی یہی پکار ہے کہ خدا تعالیٰ آئندہ بھی مجھے اور میری نسلوں کو اور حضرت مسیح موعودؑ کی اس پیاری جماعت سے جُڑے ہوئے ہر فردِ جماعت کو ہر رنگ میں اپنے تمام احکامات کو بجالانے والا بنائے، ہمیشہ ہمیں اپنے اطاعت گزار بندوں میں شامل رکھے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

﴿امۃ الوحید، حلقہ Wabern﴾

......☆☆☆......

خدا کی مدد

۲۰۰۳ء کی بات ہے۔ خلافتِ رابعہ کے بعد خلافتِ خامسہ کے دور کا آغاز تھا۔ عاجزہ ان دنوں صدر حلقہ کی حیثیت سے کام کر رہی تھی۔ جماعتی اور گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے مصروفیت بہت زیادہ تھی۔ انہی دنوں مجھے فرینکفرٹ کی معاونہ وقف نو کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے کہا گیا۔ لیکن میں اپنی مصروفیت کی وجہ سے یہ ذمہ داری لینے سے گھبرا رہی تھی۔ اس وقت میرے پیارے خدا نے مجھے خود ایک خواب کے ذریعے تسلی دی۔ عاجزہ نے خواب میں دیکھا کہ بیت السبوح میں جماعت احمدیہ کا کوئی پروگرام ہے۔ اس میں بعض دوسری احمدی خواتین کے ساتھ عاجزہ بھی کھڑی ہے اور ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ ہمارے چھوٹے بچے بھی ہیں۔ مسجد میں وقارِ عمل کی ڈیوٹی غالباً ہمارے سپرد کی گئی ہے۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بھی ہیں، اور حضور اقدس نے کمر پر سیاہ رنگ کی بیلٹ باندھ رکھی ہے۔ پھر دیکھا کہ ہمارے بچوں کو حضور اقدس گویا ایک حلقہ کی صورت میں سنبھال کر کھڑے ہیں اور با آوازِ بلند بڑے جوش سے فرما رہے ہیں مسجد کی صفائی کا کام تم لوگ کرو میں تمہارے بچے خود سنبھال لوں گا۔ اور بچوں کو خود سنبھالنے والا فقرہ آپ نے کئی بار دہرایا پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم سمجھا اور اس کی اطاعت کی، اور معاونہ وقف نو کی ذمہ داری بخوشی قبول کر لی۔

اس اطاعت اور اس کی برکت سے اسکے بعد بھی متعدد بار اس پُر شوکت آواز کے ذریعہ دی گئی بشارت کو میں نے پورے ہوتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہماری خدمت کی توفیق کو بڑھاتا چلا جائے اور ہماری نسلوں کی حفاظت بھی خود فرماتا چلا جائے۔ آمین

﴿ناصرہ اسلم صاحبہ، گریس ہائم، فرانکفرٹ﴾

......☆☆☆......

جیو تو کامراں جیو ۔ شہید ہو تو اِس طرح
کہ دین کو تمہارے بعد عمرِ جاوداں ملے
ہے زندہ قوم وہ نہ جس میں ضُعف کا نشاں ملے
کہ طِفل طِفل، پیر پیر ، جس کا نوجواں ملے

از کلام طاہر صفحہ 153

یہ عشق و محبت کے ناطے عجب ہیں
یہ طاعت میں خود کو جھکاتے عجب ہیں
"اواں گارے" مسرور کہتے عجب ہیں
کسی سے نفرت نہیں، ہے محبت
محبت محبت محبت محبت

(اواں گارے: زندہ باد)

وفا کے دیپ، صفحہ 99

حضرت خلیفتہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا اوّلین سفر یورپ

[۱۹۲۴ء میں]

(۱) کئی پیشگوئیوں کو پورا کرنے والا سفر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا اولین سفر یورپ ۱۹۲۴ء میں ہوا جو نہایت مبارک اور کئی پیشگوئیوں کو پورا کرنے والا تھا۔ اس تاریخی سفر کے مخلص رفقاء قابل رشک ہیں اور ان کی نسلوں کے لئے یہ امر رہتی دنیا تک سرمایہ ءافتخار ہے۔ اس سفر کے حالات باعث ازدیادایمان ہیں۔ لیکن یہاں حضرت بھائی عبدالرحمٰن کے تعلق میں صرف مختصر سا تذکرہ کیا جانا مناسب ہے۔

(۲) سفر کا مقصد اور اس کے متعلق مشورہ

ویمبلے پارک لندن میں منعقد کی جارہی مذاہب کانفرنس میں شرکت کے لئے حضور کو دعوت نامہ موصول ہوا۔ آپؓ نے احباب قادیان و بیرون سے مشورہ کیا اور دوسروں سے بھی استخارہ کروایا۔ اور غوروفکر کیا۔

آپ رضی اللہ نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکچر لاہور اور براہین احمدیہ حصہ پنجم میں اپنے بارے میں تحریر فرمایا کہ قرآن مجید میں ذوالقرنین کے ذکر میں میرے متعلق پیشگوئی ہے۔ اور اس میں میرا نام ذوالقرنین رکھا گیا ہے۔ اور ذوالقرنین نے مغربی ممالک کی طرف سفر کیا تھا۔ سو مسیح موعودؑ یا اس کے کسی خلیفہ کو مغربی ممالک کا سفر کرنا پڑے گا اور حدیث نزول عیسیٰ کی پیشگوئی کے بارے حضرت اقدس علیہ السلام نے حمامتہ البشریٰ میں بیان فرمایا ہے کہ یہ سفر المسیح الموعود اور خلیفۃ من خلفاءہٖ الی ارض دمشق کہ مسیح موعودؑ یا اس کا کوئی خلیفہ دمشق کا سفر اختیار کرے گا۔

مزید غور کرنے پر آپ کو معلوم ہوا کہ مغربی ممالک کا سفر ذوالقرنین اسلامی انقلاب کی تبلیغی سکیم تیار کرنے کے لئے ہوگا۔

۲ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک رؤیا بھی ہے کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں۔ اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ اس کے بعد میں نے بہت سے سفید رنگ کے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے تھے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح اس دعوت نامہ کے موصول ہونے سے پہلے کئی رؤیاؤں میں سفر یورپ کا نظارہ دیکھا۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ وزیر اعظم برطانیہ نے دہشت زدہ ہو کر کہا کہ مجھے خبر آئی ہے کہ مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ کی فوجیں عیسائی لشکر کو دباتی چلی آرہی ہیں۔ اور مسیحی لشکر شکست کھا رہا ہے۔ اور یہ بھی دیکھا کہ آپ بطور اولوالعزم فاتح، انگلستان میں وارد ہوئے ہیں۔

۳ سو حضور نے ایک اعلان میں فرمایا کہ ہماری جماعت کا کام ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کرنا ہے جس کے لئے ایک مکمل نظام تجویز کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کا خلیفہ مغربی ممالک کی حالت اور مشکلات کو وہاں جا کر دیکھے۔ اس لئے میں نے باوجود بہت سی مشکلات کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سفر کو خود اختیار کروں مذہبی کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے نہیں بلکہ مغربی ممالک میں تبلیغ کے لئے ایک مستقل سکیم تجویز کرنے کے لئے اور تفصیل سے وہاں کے حالات سے واقف ہونے کے لئے۔ کیونکہ مغربی ممالک ہی اسلام کے راستہ میں ایک دیوار ہیں جس دیوار کا توڑنا ہمارا مقدم فرض ہے۔

حضور نے سفر کے دوران میں جماعت کے نام ایک مکتوب میں ایک زبردست خطرہ کے بارہ میں متنبہ کیا کہ مبادا یورپ اسلام کو تو قبول کرلے۔ لیکن اسلامی تمدن اپنانے سے انکار کردے۔ تب اسلام کی مسخ شدہ صورت پہلے یورپ میں اور پھر ساری دنیا میں قائم ہو جائے گی اور مسیحیت کی طرح اسلام بھی مسخ ہو جائے گا۔

حضور نے اس مکتوب میں رقم فرمایا کہ:

''ہمارا فرض ہے کہ اس مصیبت کے آنے سے پہلے اس کا علاج سوچیں۔ اور یورپ کی تبلیغ کے لئے ہر قدم جو اٹھائیں اس کے متعلق پہلے غور کرلیں۔ اور یہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہاں کے حالات کا عینی علم حاصل نہ ہو۔ پس اسی وجہ سے باوجود صحت کی کمزوری کے میں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے...... اے قوم! میں ایک نذیر کی طرح تجھے متنبہ کرتا ہوں کہ اس مصیبت کو کبھی نہ بھولنا۔ اسلام کی شکل کو کبھی نہ بدلنے دینا۔ جس خدا نے مسیح موعودؑ کو بھیجا ہے وہ کوئی راستہ نجات کا نکال دیگا۔ بس کوشش نہ چھوڑنا۔ نہ چھوڑنا۔ نہ چھوڑنا۔ آہ! نہ چھوڑنا۔ میں کس طرح تم کو یقین دلاؤں کہ اسلام کا ہر ایک حکم ناقابل تبدیل ہے۔ خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا...... جو اس کو بدلتا ہے اسلام کا دشمن ہے۔ وہ اسلام کی تبدیلی کی بنیاد رکھتا ہے کاش وہ پیدا نہ ہوتا!...... یورپ کے لئے تو اسلام کا قبول کرنا مقدر ہو چکا ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ وہ ایسی صورت سے اسلام قبول کرے کہ اسلام ہی کو نہ بدل دے''۔

﴿اصحاب احمد جلد نہم، صفحہ ۳۸۱﴾ (حاشیہ ۷۴)

اطاعت کا اعلیٰ معیار

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ایک مہذب معاشرے میں اطاعت کی بے حد اہمیت ہے۔ اور مختلف نہج پر غور کرنے سے یہ مضمون کھلتا چلا جاتا ہے۔ اسلام کی یہ خوبی ہے کہ یہ پر حکمت مذہب ہے اور اس کے احکام موقعہ کی مناسبت سے ہوتے ہیں۔ اطاعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔

﴿النساء آیت ۶۰﴾

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

﴿سورۃ انفال آیت ۴۷﴾

ان احکام خداوندی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت فرض ہے۔ اور رسول اس غرض سے بھیجے جاتے ہیں کہ اللہ کے حکم کے مطابق ان کی اطاعت کی جائے۔ اور آنحضرت ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی یہ شان بھی بیان ہوئی ہے کہ وہ کتاب اور اس میں موجود احکامات کی حکمت سمجھاتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کی اطاعت خدا تعالیٰ سے محبت کرنے کا ذریعہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے دوسرے روحانی انعامات صالحیت، شہادت، صدیقیت حتیٰ کہ نبوت بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے نتیجہ میں مل سکتے ہیں۔

اطاعت کا مضمون آنحضرت ﷺ کی اس حدیث سے مزید واضح ہو جاتا ہے کہ **حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ہر مسلمان پر اپنے افسروں کی بات سننا اور ماننا فرض ہے۔ خواہ اسے ان کا کوئی حکم اچھا لگے یا برا۔ سوائے اس کے کہ وہ ایسی بات کا حکم دیں جس میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے کسی حکم کی یا کسی بالا افسر کے حکم کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ اگر وہ ایسی نافرمانی کا حکم دیں پھر اس میں انکی اطاعت فرض نہیں۔**

﴿چالیس جواہر پارے، صفحہ نمبر 44-43﴾

تاریخ اسلام میں ہمیں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ میں نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اطاعت اور فرمانبرداری کے وہ نمونے دکھائے ہیں کہ وہ ہمیں آسمان کے ستاروں کی مانند چمکتے نظر آتے ہیں۔ اس دور کے بیشمار واقعات ہیں، صرف شراب کی حرمت والا واقعہ بیان کرتی ہوں: جب خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ملا کہ شراب مسلمانوں کے لیے حرام کر دی گئی ہے۔ تو آپؐ نے مدینہ میں اس کی منادی کرادی، عین اس وقت کئی مجالس میں شراب پی جارہی تھی۔ لیکن آپ ﷺ کا یہ حکم سنتے ہی صحابہؓ نے بے چون و چراں اور بغیر کسی تحقیق کے شراب کے مٹکے توڑ دیئے۔ کہا جاتا ہے کہ اس روز شراب مدینہ کی گلیوں میں پانی کی طرح بہنے لگی۔ **یہ تھا اطاعت کا اعلیٰ معیار۔**

اطاعت اور فرمانبرداری کے ایسے ہی اعلیٰ نمونے ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں بھی نظر آتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اطاعت کے سب سے اعلیٰ نمونے حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت حکیم نورالدینؓ نے دکھائے۔ آپؓ کے اطاعت کے معیار کو دیکھ کر حضرت مسیح موعودؑ نے بے ساختہ فرمایا کہ'' **کاش میری جماعت کا ہر فرد نورالدینؓ بن جائے**''۔ ﴿ترجمہ شعر فارسی دینی معلومات﴾

محترم عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) اپنی کتاب ''حیات نور'' میں فرماتے ہیں: ''پھر ایک موقعہ پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب اب آپ اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں دل میں بہت ڈرا کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ میں وہاں کبھی نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہوگا کہ میرے دل میں بھی بھیرہ کا خیال نہ آوے مگر آپ فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہوگئے''۔ ﴿از حیات نور صفحہ ۱۸۵﴾

ناظرین کرام! غور فرمائیے۔ ایک شخص ہزاروں روپے خرچ کر کے اپنے وطن میں ایک عالیشان مکان تعمیر کرتا ہے مگر امام کی اطاعت کا جذبہ اس حد تک اس پر مستولی ہے کہ وہ اتنا بھی عرض نہیں کرتا کہ حضرت! مجھے اجازت دی جائے کہ میں اس مکان کو فروخت کرآؤں تا وہ روپیہ ہی میرے کام آوے بلکہ یہ بھی نہیں کرتا کہ کسی اور کے ذریعہ سے ہی اس مکان کی فروختگی کا انتظام کرے کیونکہ اس صورت میں بھی اسے اندیشہ تھا کہ مبادا حضرت اقدس کے اس فرمان کی خلاف ورزی ہو جائے کہ ''مولوی صاحب! اب آپ اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں''۔ بس ادھر حکم ملا۔ ادھر آمنا وصدقنا کہا۔'' (از حیات نور صفحہ نمبر ۱۸۵)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ:

''جن دنوں ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار تھا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفہ اول) کو اس کے دیکھنے کے لئے گھر میں بلایا۔ اس وقت آپ صحن میں ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور صحن میں کوئی فرش وغیرہ نہیں تھا۔ مولوی صاحب آتے ہی آپ کی چارپائی کے پاس زمین پر بیٹھ گئے۔ حضرت نے فرمایا۔ مولوی صاحب چارپائی پر بیٹھیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا۔ حضور! میں بیٹھا ہوں اور کچھ اُونچے ہو گئے اور ہاتھ چارپائی پر رکھ لیا مگر حضرت صاحب نے جب دوبارہ کہا تو مولوی صاحب اُٹھ کر چارپائی کے ایک کنارہ پر پائنتی کے اُوپر بیٹھ گئے''۔ (از حیات نور صفحہ نمبر ۱۸۸)

اطاعت کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔ ''فرمانبرداری اس بات کا نام ہے کہ انسان کے اندر ایک ایسی روح اور اس کے قلب میں ایک ایسا احساس پیدا ہو جائے کہ وہ ان تمام احکام کی فرمانبرداری اور تعمیل کے لئے ایسا کمربستہ ہو جائے کہ جب بھی کوئی حکم اللہ کی طرف سے اس کے رسولوں اور انبیاء کی طرف سے یا ان کے نواب اور خلیفہ کی طرف سے صادر ہو تو یہ اس کے ماننے اور فرمانبرداری کے لئے اپنے دل میں کوئی خلش نہ پائے اور تعمیل کے لئے بالکل تیار ہو''۔ ﴿خطبات محمود جلد دوم صفحہ نمبر ۶۵﴾

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خلافت کا بے حد احترام فرماتے اور خلیفہ وقت کی بے مثال اطاعت کا مظاہرہ فرماتے۔ چنانچہ ایک بار آپؒ نے بیان فرمایا! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک کام میرے سپرد کیا اور حکم دیا فوری طور پر مشرقی بنگال (اب بنگلہ دیش) چلے جاؤ۔ میں نے پتہ کروایا تو ساری سیٹیں بک تھیں۔ معلوم ہوا کہ بیس آدمی چانس پر مجھ سے پہلے ہیں۔ میں نے کہا کوئی اور جائے یا نہ جائے، میں ضرور جاؤں گا کیونکہ مجھے حکم آ گیا ہے۔ ائیر پورٹ پر لمبی قطار تھی۔ کچھ دیر بعد لوگوں کو کہا گیا کہ جہاز چل پڑا ہے۔ اس اعلان کے بعد سب چلے گئے لیکن میں وہاں کھڑا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میں ضرور جاؤں گا۔ اچانک ڈیسک سے آواز آئی کہ ایک مسافر کی جگہ ہے، کسی کے پاس ٹکٹ ہے۔ میں نے کہا میرے پاس ہے۔ انہوں نے کہا۔ دوڑو، جہاز ایک مسافر کا انتظار کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ خود ہمیں اطاعت سکھاتا ہے جس طرح نماز میں ہم ایک امام کے اشارے پر جھکتے ہیں اور ایک اشارے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اس میں اطاعت کی اہمیت ظاہر ہے۔ دراصل ہماری جماعت کی ترقی میں بھی اطاعت کی روح نظر آتی ہے۔ جب ہم غور سے دیکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ نے ایک اتنی چھوٹی سی جماعت ہونے کے باوجود کتنے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں تو اس کا راز جماعت کے اس نظام میں پایا جاتا ہے جس کا نام اطاعت اور دوسرے لفظوں میں اطاعتِ خلافت ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے اس قول سے اطاعت کی اہمیت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔ **''درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دنیا میں عظیم الشان تغیّر پیدا کر دیا کرتی ہے''** ﴿مشعل راہ صفحہ ۲۱۲۔﴾ ایک اور جگہ آپؓ فرماتے ہیں۔ **''جو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور پھر اسے کامیابی نہیں ہوتی وہ سمجھ لے کہ دو ہی باتیں ہیں یا تو خدا کا قول جھوٹا ہے یا اس کا نفس جھوٹا ہے اور جس چیز کو اطاعت سمجھ رہا ہے اطاعت نہیں اور کون ہے جو خدا کے کسی حکم کو جھوٹا قرار دے سکے۔ ہر انسان یہی کہے گا کہ میرے نفس کی غلطی ہے۔ ورنہ اللہ اور اس کے رسول کا فرمودہ بالکل سچا ہے''۔**

﴿خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۲۱۲﴾

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اطاعت کی روح کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ﴿آمین ثم آمین﴾

(از امتہ النصیر بشریٰ)

❀❀❀

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ خدائی سلسلہ نہ ہوتا تو کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔ فرمایا کہ کیا یہ مخالفتیں احمدیت کو ختم کر دیں گی یا کیا پہلے کبھی ان مخالفتوں سے احمدیت ختم ہوئی تھی؟ ہرگز نہیں ہوئی اور نہ یہ مخالفتیں ختم کر سکتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ جس طرح ابتلا میں دعا کے ذریعہ سے شیطان کو آدم نے زیر کیا تھا اسی طرح اب بھی دعا ہی کے ذریعے فتح نصیب ہوگی۔ حضور انور نے فرمایا کہ پس جبکہ مخالفتیں بڑھ رہی ہیں ہمیں دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے لاہور میں دارالذکر اور بیت النور ماڈل ٹاؤن میں دہشت گردی کی تازہ کاروائی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ کافی زیادہ راہِ مولیٰ میں قربانیاں ہوئی ہیں اور زخمی بھی بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ قربان ہونے والوں کے درجات بلند فرمائے اور زخمیوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفا بخشے۔ خدا تعالیٰ مخالفت میں بڑھنے والوں کو عبرت کا نشان بنا دے۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدی اپنی دعاؤں میں مزید درد پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کے ایمان و یقین میں ترقی دیتا چلا جائے اور یہ ابتلا کبھی ہمارے ایمان میں کمزوری کا باعث نہ بنے۔ حضور انور نے تمام دنیا کے احمدیوں کو پاکستان کے احمدیوں کیلئے دعا کی تحریک کے ساتھ مصر اور ہندوستان میں بعض اسیران راہ مولیٰ کے لئے بھی دعا کی تحریک فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی پر اپنا رحم فرمائے اور آئندہ ہر ابتلا سے ہر ایک کو محفوظ رکھے۔ آمین

﴿اقتباس از خلاصہ خطبہ فرمودہ ۲۸ مئی ۲۰۱۰ء الفضل ربوہ یکم جون ۲۰۱۰ء﴾

خاوند کی اطاعت

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش اور راضی ہے تو وہ جنت میں جائے گی"۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ ط فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ ط

(سورۃ النساء، آیت 35)

ترجمہ: مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال (ان پر) خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔

اس کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا ان کو ہر ایک بلا سے بچاوے گا اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی اور نیک بخت ہوگی"۔ (تفسیر سورۃ النساء زیر آیت 35)

اسی ضمن میں ایک حدیث ہے کہ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں:۔

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش اور راضی ہے تو وہ جنت میں جائے گی"

(ابن ماجہ کتاب النکاح باب حق الزوج علی المراۃ صفحہ 405، حدیث 371)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگمؓ صاحبہ اپنی بیٹیوں اور خاندان کی بچیوں کو شادی سے پہلے نصیحتیں فرماتیں اور یہی نصیحتیں کامیاب شادی کے لئے سنہری اصول ہیں اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کے عین مطابق ہیں جیسا کہ ایک مرتبہ **"حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بہترین رفیقہ حیات وہ ہے جس کی طرف دیکھنے سے اس کے شوہر کی طبیعت خوش ہو۔ میاں جس کام کے کرنے کے لئے کہے اسے بجالائے اور جس کو اس کا خاوند پسند نہ کرے اس سے بچے۔"**

(نسائی بیھقی فی شعب الایمان مشکوۃ بحوالہ حدیقۃ الصالحین مرتبہ ملک سیف الرحمٰن صفحہ 90)

حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ صاحبہ نے ہمیشہ اپنی بیٹیوں کو یہ نصیحت کی کہ "شادی کے بعد پہلے بیوی، میاں کی لونڈی بنتی ہے تو پھر میاں بیوی کا غلام بنتا ہے۔" کتنی حکمت اور عقل کی بات ہے کہ بیوی پہلے میاں کی فرمانبردار اور مطیع بنے گی تو میاں کا دل جیتے گی، پھر میاں بیوی سے محبت اور پیار کرے گا۔

(حوالہ از مصباح نومبر 2006 صفحہ نمبر 13)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم بجانہ لائے اور پس پشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو اور پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مردوں کی تابعدار رہیں ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں۔" (تبلیغ رسالت مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 48)

اپنے خاوند کی اطاعت کرنا ہر عورت پر فرض ہے۔ کہ عورت کی جنت خاوند کی "اطاعت" میں ہے۔ جو عورت اپنے خاوند سے محبت کرتی ہے اسے چاہئے کہ اپنے شوہر اور اس کے ماں باپ کے درمیان دوری پیدا نہ کرے کہ اس کے شوہر کی جنت اپنے ماں باپ کی اطاعت میں ہے۔ اور خود بھی اپنے شوہر سے متعلقہ رشتوں کی عزت واحترام کرے کہ وہ اس کی جنت ہیں۔ یہی خوشگوار زندگی کا اصول ہے۔ یہی ہمارے پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات ہیں۔ اور اسی میں ہمارے پیارے خدا کی رضا ہے۔ ہمارے پیارے خدا نے ہمیں "عورت" بنا کر ہم پہ بہت فضل واحسان کئے ہیں۔ ہمارے گھر کی جنت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ حضرت ام المومنین سیّدہ نصرت جہاں بیگمؓ صاحبہ کی سیرت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت مسیح موعودؑ قصیدہ اعجاز احمدی لکھ رہے تھے پاس غلام محمدؐ کاتب کاپی لکھ رہا تھا حضورؑ نے مجھے بھی بلوایا اور فرمایا کہ تم بھی کاپی لکھو تا کہ یہ قصیدہ جلدی چھپ جائے میں ابھی مضمون ختم نہیں کرتا کہ حضورؑ اور مضمون دے دیتے۔ رات کے بارہ بج گئے۔ مجھے بار بار کھانسی اٹھتی تھی۔ حضورؑ نے وجہ پوچھی تو میں نے بتایا کہ شام سے حضورؑ کی خدمت میں ہوں پان نہیں کھایا۔ حضورؑ نے فرمایا میں پان لاتا ہوں۔ یہ فرما کر آپ مکان میں گئے۔ مجھے آپؑ کے بولنے کی آواز آتی تھی۔ فرماتے تھے جلدی بتلاؤ محمودؓ کی والدہ کہاں ہیں؟ اتنے میں حضرت اماں جانؓ آگئیں۔ حضورؑ نے فرمایا صاحبزادہ صاحب کاپی لکھ رہے ہیں۔ وہ گھر جائیں گے تو دیر ہو جائے گی آٹھ دس پان مصالحہ لگا کر دو۔ حضرت اماں جانؓ نے دس پان مصالحہ لگا کر دیئے۔ آپؑ ایک تھالی میں رکھ کر لائے۔ دیکھئے حضرت اماں جانؓ

رات کو بارہ بجے حضورؑ کی آواز سن کر بستر سے اٹھ کر آئی ہوں گی۔ قطعاً برا نہیں منایا کہ بارہ بجے کیوں آواز دے رہے ہیں؟ بلکہ فوراً پان بنا کر حضورؑ کو پکڑا دیئے۔(سیرت حضرت اماں جانؓ صفحہ نمبر 283-282 مصنفہ سیدہ نسیم صاحبہ)

لیکن اس کے برعکس ایسے گھر بھی ہیں جہاں خاوند کے لئے اپنے ہی گھر میں جانا کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ گھر کے باہر زیادہ وقت گزارتا ہے۔ جس کا اثر اس کی اولاد پر پڑتا ہے۔ پس اگر ہم اپنی اولادوں کا مستقبل محفوظ کرنا چاہتی ہیں تو سب سے پہلے ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہم کہاں تک اپنے گھروں کو جنت بنانے کی کوشش کر رہی ہیں؟ اور کیا واقعی میں ہم اپنے خاوند کے لئے ''اطاعت'' کا وہ نمونہ دکھا رہی ہیں جس کا حکم ہمارے پیارے خدا نے ہمیں دیا ہے یہاں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ خاوند کی اطاعت معروف باتوں میں ہونی چاہئے۔ جو خدا اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات کے عین مطابق ہوں۔ ایسی باتوں میں اطاعت کا حکم نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہوں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہم کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے گھروں کو جنت نظیر بنائیں۔ اور اپنی اصلاح کر سکیں۔ اور حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ جہاں تک ممکن ہو حقوق العباد بھی ادا کریں۔ ہمیں ہر نماز میں یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہمیں امام وقت کی اطاعت کرنے کی بھی توفیق دے اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

عتیقہ چیمہ۔ حلقہ گولڈ اشٹائین

❁❁❁

ضبط کی شان کچھ اس طرح نمایاں ہو جائے
آپ سے آپ ہی دشمن بھی ہراساں ہو جائے
کیا یہ بہتر نہیں مولا تیرا ناصر ہو جائے
نامرادئ عدُو خلق پہ ظاہر ہو جائے
صبر کر صبر اللہ کی نصرت آئے
تیری کُچلی ہوئی غیرت پہ وُہ غیرت کھائے
وُہ لڑے تیرے لئے اور تُو آزاد رہے
خوب نکتہ ہے یہ اللہ کرے یاد رہے
لبِ خاموش کی خاطر وُہی لب کھولتا ہے
جب نہیں بولتا بندہ تو خدا بولتا ہے

منتخب اشعار از درِّ عدن، صفحہ نمبر 63,64

دنیا میں دین کی خوبصورت اور امن پسند تعلیم پھیلانے کا بہترین وقت یہی ہے

حضور انور نے فرمایا کہ جب دنیا میں اسلام کے خلاف جگہ جگہ محاذ ہے تو یہی وقت ہے دعوت الی اللہ کا بھی، لوگوں کی اس طرف توجہ ہے، نیک لوگ جب مخالفت کی باتیں سنتے ہیں تو حقیقت بھی جاننا چاہتے ہیں۔ سپین کے دس بارہ دن بڑی مصروفیت کے گزرے۔ بہرحال یہاں سے تین دن کے سفر کے بعد ہم اٹلی پہنچے، یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ہر جگہ مشاہدہ کیا۔ احمدیت کے حوالے سے حضور انور نے اٹلی کی تاریخ بیان کی، ابتدائی مربیان کی قربانیاں اور خدمات کا ذکر کیا۔ فرمایا کی یہاں بیت الذکر بنانے کیلئے کوشش ہو رہی ہے۔ اٹلی میں ایک ریسیپشن کا بھی اہتمام ہوا جس میں ملک کی بڑی سیاسی شخصیات نے بھی شرکت کی۔ ان سب سے جماعت کے بارے میں بڑا اچھا اظہار خیال کیا، جماعت کی خدمات اور تعلیم کو سراہا۔ آخر میں میں نے بھی قرآن کریم کے حوالے سے دین حق کی خوبصورت اور امن پسند تعلیم کے متعلق بیان کیا۔ فرمایا کہ اٹلی کے بعض تاریخی شہر بھی دیکھنے کا موقع ملا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اٹلی میں چار پانچ دن قیام کے بعد سویئزرلینڈ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ٹورین شہر میں کفن مسیحؑ کی نمائش جاری تھی جسے دیکھنے کا موقع ملا۔ نمائش کے ڈائریکٹر صاحب نے نہایت عمدہ انداز میں استقبال کیا اور نمائش کے مختلف حصے دکھائے۔ بعد ازاں ایک مستشرق کو جماعت احمدیہ میں مرہم عیسیٰؑ پر ہونے والی تحقیق اور حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف ''مسیح ہندوستان میں'' کا بھی تذکرہ فرمایا۔ فرمایا کہ بہرحال یہ بھی اللہ کا فضل ہوا کہ اس نے میرے سفر اور اس نمائش کو ملا دیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ سفر ہمارے لئے جہاں جماعت اور اسلام کے تعارف اور پیغام کا باعث بھی بن گیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والا بنا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ بیعتیں بھی ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہ فضل اپنے مسیح موعودؑ کی تائید میں اور آپ سے کئے گئے وعدوں کے مطابق ہیں اور ہمارے ایمانوں کو بھی تقویت بخشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیشہ ان فضلوں سے ہمیں نوازتا رہے۔ آمین

﴿خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اپریل 2010ء، از الفضل، ربوہ 4 مئی 2010ء﴾

......☆☆☆......

غصه کی عادت عمر گھٹاتی ھے

غصہ انسان کوموت کے قریب کرتا ہے۔ یہ مضمون قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ منافقین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

(ترجمہ) **''یہ تمہارے خلاف غصہ سے انگلیاں کاٹتے ہیں۔ تو ان سے کہہ دے کہ تم اپنے غصے کے سبب مرجاؤ''۔** (آل عمران: ۱۲۰)

قطع نظر اس کے کہ یہاں مخاطب منافقین ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غصہ کوموت سے کیوں وابستہ کیا گیا ہے؟

ماہرین علم حیات یعنی PHYSIOLOGY کے ماہرین نے نظام حیات کی باریکیوں کی وضاحت کی تو یہ بات ظاہر ہوئی کہ واقعی غصہ کی عادت انسان کوموت کے قریب لے جاتی ہے وہ اس طرح کہ جسم میں ایک نظام ہے جس کو اینڈوکرائن سسٹم ENDOCRINE SYSTEM کہا جاتا ہے۔ یہ غدودوں کا ایک سلسلہ ہے جو ایک خاص قسم کے اخراج کو جسے HORMONE (ہارمون) کہا جاتا ہے خون میں چھوڑتا ہے ان میں سے ایک ایڈرنالین ہے جو گردوں کے اوپر واقع غدود سے خارج ہوتا ہے اس کی مقدار بڑھ جائے تو خون کا دباؤ (BLOOD PRESSURE) بڑھ جاتا ہے یہ زیادتی نہ صرف ورزش میں بلکہ غصہ کی حالت میں بھی ہوتی ہے جسے طب (MEDICINE) کی کتابوں میں سٹریس (STRESS) اور EMOTION کہتے ہیں۔ عام آدمی کی صحت کے لئے ورزش مفید ہے مگر غصہ کی حالت میں ایڈرنالین کا زیادہ اخراج پٹھوں (MUSCLES) کو فائدہ پہنچانے کے بجائے خون کی بڑی نالیوں کوسکڑا کر مصنوعی طور پر خون کے دباؤ کو بڑھا دیتا ہے جس سے جسمانی قوتوں میں تغیر رونما ہوتا ہے اس حالت میں بعض دفعہ انسان کانپنے لگتا ہے یہ کیفیت اندرونی نظام کے لئے نقصان دہ ہے۔

بلڈ پریشر کے مریض کو ڈاکٹرز STRESS اور EMOTION سے بچاؤ کا مشورہ دیتے ہیں کیونکہ اس صورت میں فوری موت واقع ہوسکتی ہے۔ ماہرین طب کا کہنا ہے کہ ادھیڑ عمر میں سخت محنت اور ورزش جیسے رسہ کشی، ہاکی وغیرہ ترک کر دینا چاہیے......

اس مضمون کی تفصیل میں جائیں تو اس کی اور شاخیں بھی نکلتی ہیں مثلاً نظام قدرت میں ہارمونز (HARMONES) کے اخراج کا تعین اور کنٹرول ایک اور MASTER GLAND کرتا ہے جس کو پچوٹری (PITUITORY) کہا جاتا ہے جو دماغ کے نیچے واقع ہے تمام ہارمونز کی تقسیم اس کے ذمہ ہے بیرونی ذریعہ سے ہارمونز جسم میں داخل کرنا پچوٹری گلینڈ کے نظام میں دخل اندازی ہے۔ علاج کے لئے ہارمونز کے انجیکشن دینا مجبوری ہے۔ مجھے تقریباً ایک سال تک امریکہ میں لیکچر سننے کا موقع ملا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ TESTOSTIRONE کا ٹیکہ پچوٹری گلینڈ کے نظام میں خلل انداز ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جسمانی موت کی تنبیہ کر کے بات ختم نہیں کی بلکہ واضح کیا کہ غصہ کی عادت روحانی اور اخلاقی بیماریوں کا باعث بھی ہے جیسا ہے کہ فرمایا: **''لوگوں کے ساتھ ملاطفت کے ساتھ کلام کیا کرو''** (البقرہ ۸۴)

قدرتی امر ہے کہ انسان غصہ کی حالت میں شور مچا رہا ہوتا ہے اس حالت میں وہ لاشعوری طور پر اس آیت کی خلاف ورزی کر رہا ہوتا ہے پھر ایسے شور مچانے والوں کے بارہ میں فرمایا۔

''آوازوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہے''۔ (جو کہ بہت اونچی ہوتی ہے) (لقمان: ۲۰)

پرانا عہد نامہ میں حضرت ہارونؑ اور حضرت موسیٰؑ کے مراتب یوں بیان ہوئے ہیں۔

''وہ (ہارون) تیری طرف سے لوگوں سے باتیں کرے گا اور وہ تیرا منہ ہوگا''۔ (خروج باب ۴ آیت ۱۶۔۱۷)

ان کے مقابل خدا کا دشمن فرعون تھا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو حکم دیا کہ جب فرعون سے بات کرو تو تم دونوں اس سے نرم کلام کرو۔ شائد وہ سمجھ جائے یا ہم سے ڈرنے لگے۔ (طٰہٰ: آیت ۴۵)

اگر خدا کے نمائندہ کو خدا کے دشمن سے اکڑ کر بات کرنے کی اجازت نہ ہو تو کس کو حق ہے کہ چلاّ کر گفتگو کرے۔ (مرسلہ عائشہ طاہر Mürfelden)

غصہ

دنیا میں ہر سال ایک کروڑ بیس لاکھ افراد امراض قلب اور فالج کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں مغربی ڈاکٹرز کی تحقیق کے مطابق اس کی ایک وجہ غصہ بھی ہے۔ غصہ ایک ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے انسان امراضِ قلب اور فالج جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بچوں، بچیوں میں غصہ کرنے سے ان کے کھانے کے اوقات تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ دبلے پتلے یا موٹے ہو جاتے ہیں کسی بھی کام میں ان کا جی نہیں لگتا۔

اگر بچے گھر میں غصہ کریں اور باہر وہ نارمل ہوں تو والدین کو چاہیے کہ وہ ان سے پوچھیں کہ ان کو کسی قسم کی کوئی شکایت تو نہیں کہ وہ کیوں ناخوش ہیں۔ خون کی کمی کی وجہ سے بھی غصہ کی شکایت ہو جاتی ہے۔ بچوں کو ان جان لیوا بیماریوں سے بچائیں۔ ان میں احساسِ کمتری پیدا نہ ہونے دیں۔ دوسروں کو خوش رکھیں اور خود بھی خوش رہیں۔ (از مصباح ستمبر 2004ء)

مادری زبان کی اھمیت

ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر کسی بچے کو مادری زبان نہیں آتی تو وہ قومی زبان کو بہتر طور پر کبھی نہیں سیکھ سکتا

دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں ہمیشہ سے کمزور قوموں کا طاقتور قوموں کی طرف انخلاء جاری ہے۔ جب بھی کسی ملک میں، کسی طبقے کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے یا دیگر قدرتی عوامل یعنی حادثات وغیرہ اسکے لیئے عرصۂ حیات تنگ کردیتے ہیں تو ایسے حالات کے ستائے ہوئے عوام اپنے سے بہتر حالات والے ملک کا رخ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

پچھلے ۳۴، ۳۵ سال سے ہمارے پیارے وطن پاکستان میں احمدیہ جماعت کے ساتھ مذہبی ناانصافی کا جو عمل جاری ہے اسکے نتیجہ میں ہماری ایک کثیر تعداد اپنے وطن سے ہجرت کر کے یورپ، امریکہ، کینیڈا وغیرہ منتقل ہو چکی ہے۔ وطن سے ہجرت کرنے کے بعد بھی ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے ساتھ ایک مضبوط تعلق کی وجہ سے اپنے عقائد کے ساتھ مضبوطی سے جڑے ہوئے ہیں لیکن ایک کمزوری بہت تیزی کے ساتھ اپنی جڑیں مضبوط کرتی جارہی ہے، وہ یہ کہ، ہماری نوجوان نسل جو یہاں تعلیم حاصل کر رہی ہے وہ اردو زبان سے اپنا تعلق ختم کرنا چاہتی ہے۔ بلکہ دلائل دینے شروع ہو گئے ہیں کہ اگر اب ہم نے رہنا ہی یہاں ہے تو ہم کیوں اُردو زبان بولیں؟ ہمیں اُردو کی اب ضرورت نہیں رہی اور چونکہ ہم یورپ میں رہ رہے ہیں اس لیئے ہمیں یورپیئن بن کر رہنا چاہیے اور یہ سوچ یورپیئن ممالک ہوں یا امریکہ، کینیڈا وغیرہ ہوں بلاتفریق سب جگہ ایک ہی مسئلہ جڑ پکڑ رہا ہے۔ لیکن دوسری طرف دلچسپ صورتِ حال یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام ممالک سے تعلق رکھنے ولے پاکستانی اپنی تقریبات پر مغربی کھانے پیش نہیں کرتے۔ بلکہ پاکستان سے وہاں کے رواج کے مطابق لباس بنوا کرلائے جاتے ہیں۔ اور شادی کے کارڈ چھپوائے جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اپنے آپ کو برٹش، جرمن، امریکن، فرنچ وغیرہ کہلوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اگر اس فخر کے پیچھے وہ احساس چھپا ہوا ہے کہ ہم ایک غریب پسماندہ ملک سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہم اپنی تہذیب اپنی زبان بھلا کر جس ملک میں رہ رہے ہیں اس میں گھل مل جائیں گے تو اسی ملک کے باشندے سمجھے جائیں گے تو یہ بہت بڑی بھول ہے۔ کبھی دوسری تہذیب ہمیں اپنا فرد سمجھ کر اپنے اندر جذب نہیں کرے گی ہمیں ہمیشہ ہماری نسل اور ہمارے وطن کے لحاظ سے ہی شناخت کیا جائیگا۔ انسان اپنی پیدائش سے لے کر دنیا سے رخصت ہونے تک مسلسل سفر میں رہتا ہے۔ اس سفر کا آغاز چند بنیادی چیزوں سے ہوتا ہے، مثلاً انسان جس ملک قوم یا نسل سے تعلق رکھتا ہے اس کی تاریخ اس کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اسی طرح اس کی زبان اور تہذیب، اس کے رہنے سہنے کے طور طریقے اس کی شناخت کے لئے اس قدر ضروری ہیں کہ اگر یہ اس کی زندگی سے نکال دیئے جائیں تو انسان کی حیثیت ایک ایسی دیوار جیسی ہو جائے گی جس کی بنیادی اینٹیں نکال دی جائیں۔ تو آپ خود سوچ لیں کہ ایسی دیوار کتنی طاقتور ہو سکتی ہے؟ اگر ہم یہ سمجھ کر اپنے بچوں کو اپنی زبان اور تہذیب سے دور رکھیں گے کہ اس طرح انہیں نئے معاشرہ میں شامل ہونے میں آسانی ہو گی تو یہ انکے ساتھ زیادتی ہو گی۔ ان کا رنگ اور نسل ہم بدل نہیں سکتے اور اس طرح وہ اپنی اصل شناخت بھی کھو دیں گے۔

میں یہ مضمون جرمنی میں رہتے ہوئے لکھ رہی ہوں۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ جرمن قوم کی اپنی زبان سے محبت مثالی ہے۔ اصل میں انہوں نے اپنی بنیاد بہت مضبوط رکھی ہے اسی لئے ان کی تہذیب کے مٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور ایسی قوم سے ہم صرف اسی صورت میں اپنی عزت کروا سکتے ہیں جب ہم اپنی انفرادیت برقرار رکھیں گے۔ ان میں پوری طرح گھل مل جانے کے باوجود اگر ہم اپنی شناخت برقرار رکھیں گے تو ہم یقیناً ایک بہت باوقار مقام پر نظر آئیں گے۔

> دوسری تہذیب آپکو اپنا فرد سمجھ کر اپنے اندر جذب نہیں کرے گی آپکو ہمیشہ آپکی نسل اور وطن کے لحاظ سے ھی شناخت کیا جائے گا۔

اچھی بات مومن کو ہر جگہ سے لے لینی چاہئے۔ اس لئے یہاں بنی اسرائیل کی قوم کی مثال دینا چاہتی ہوں کہ ان کے نبی حضرت موسیٰؑ کی زبان عبرانی تھی۔ یہ زبان کسی اور ملک میں نہیں بولی جاتی لیکن یہودی قوم نے اس زبان کو اپنے اندر بڑی مضبوطی سے زندہ رکھا ہے۔

میری امّی کو انکی ایک سہیلی نے بتایا جو یہاں نرس تھیں کہ "ایک دفعہ ہسپتال میں ایک لڑکی کو میں نے اجنبی زبان بولتے دیکھ کر پوچھا کہ تم کس زبان میں بول رہی ہو تو اس نے بتایا کہ میں عبرانی بول رہی ہوں مزید استفسار پر معلوم ہوا کہ یہ فیملی نسل در نسل ہزار سال سے جرمنی میں رہ رہی ہے لیکن انہوں نے اپنی فیملی میں اپنی زبان کو زندہ رکھا ہوا ہے"۔ اس مثال کے پس منظر میں ذرا تصور کیجئے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پہ جو نظمیں پڑھی جاتیں ہیں وہ اُردو میں ہوتیں ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب بھی اُردو

میں ہوتا ہے۔لیکن اس ملک میں رہنے والی جماعت احمدیہ کی کچھ بچیاں اُردو نہ سمجھنے کی کمزوری کی وجہ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاسکتیں تو کس قدر تکلیف دہ صورتحال ہوگی۔غور کا مقام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے لے کر اب تک سب خلفاء کا تعلق اُردو زبان سے ہے۔اگر ہم پاکستانی ہوتے ہوئے اپنی زبان کھو بیٹھے تو پھر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو کیسے سمجھ سکیں گے۔جماعت احمدیہ کو اپنے امام اور مسیح موعودؑ کی زبان کو زندہ رکھنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند کتب کے سوا ساری تصانیف اردو زبان میں ہی ہیں۔ترجمہ تو اب تک صرف کچھ کتابوں کا ہی ہوسکا ہے اور ترجمہ کبھی بھی اصل کا بدل نہیں بن سکتا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اردو کلاس کی برکتوں سے ہی جماعت میں اُردو زبان کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔جماعت میں اُردو زبان کو فروغ دینے کے لئے حضور رحمہ اللہ MTA پر خود اردو کلاس لیتے رہے جس میں بچوں کے ساتھ ساتھ بڑی عمر کے غیر ملکی بھی بہت شوق سے شامل ہوئے۔یہاں میں اس بات کی وضاحت بھی خاص طور پر کرنا چاہوں گی کہ میرا اِس مضمون سے ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کسی دوسرے ملک میں رہتے ہوئے اُس سوسائٹی سے کٹ کر رہیں اور اپنی تہذیب کے خول میں بند ہو جائیں بلکہ دوسری زبانوں میں ترقی کرتے ہوئے اپنی زبان کو مت بھولیں۔ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر کسی بچے کو مادری زبان نہیں آتی تو وہ قومی زبان کو بہتر طور پر کبھی نہیں سیکھ سکتا۔سویڈن میں حکومت نے نرسری کلاس سے ہی بچوں کو اُن کی مادری زبان سیکھنے کی سہولت دے رکھی ہے مگر کم ہی ہیں جو اس سہولت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب تعلیم کی غرض سے برطانیہ گئے تو انہوں نے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ جو انگریزی انہوں نے پاکستان میں سیکھی تھی اس طرح نہیں ہے جس طرح برطانیہ میں بولی جاتی ہے انہوں نے اس بات کو سمجھا کہ اہلِ زبان کی انگریزی کا معیار کیا ہے اور ان کو برطانیہ میں زبان بولنے، سُننے اور لکھنے میں کیا دشواریاں پیش آرہی ہیں تو انہوں نے سب سے پہلے اس زبان کو سیکھا۔ہمیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ جس ملک میں ہم جاتے ہیں اس ملک کے لوگوں کے ساتھ ہمارا تعلق رکھنا انتہائی ضروری ہے اور وہ تعلق اس وقت بن سکتا ہے جب ہمیں اس ملک کے کلچر کی سمجھ ہو۔اور کلچر کی سمجھ اس وقت آتی ہے جب ہم اس ملک کا لٹریچر پڑھیں اور ظاہر ہے ان سب کے لیئے اُس زبان پر عبور حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ہمیں یورپ، امریکہ، کینیڈا یا دیگر جو بھی ممالک ہوں ان میں رہتے ہوئے ان کے اندر بھی گھل مل کر رہنا ہے۔ان کی زبانوں کو سیکھنا ہے انکے کلچر کو سمجھنا ہے۔اگر ہم یہ نہیں کریں گے تو ان کے ساتھ کبھی اپنا اچھا تعلق نہیں قائم کر سکیں گے۔لیکن ہمارے اپنے گھروں کا ماحول ہماری تہذیب کے مطابق ہونا چاہیئے۔ہمارے گھروں میں ہماری مادری زبان بولی جانی چاہیئے اسی میں ہماری عزت ہے اور اسی میں ہماری بقا ہے۔

(ماہم رامہ Dietzenbach)

آنحضرت ﷺ کی اطاعت خداوندی

آنحضرت ﷺ ہمیشہ فساد سے بچتے اور امن کی راہیں اختیار فرماتے تھے۔آپؐ بعثت کے قریبًا تیرہ سال مکہ میں رہے۔اس دوران آپؐ اور مسلمانوں کو بہت تکالیف دی جاتیں تھیں مکہ کا تیرہ سالہ دور گواہ ہے کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ نے بہت سخت اذیتیں اور تکالیف اٹھائیں ،لیکن صبر پر صبر کیا، جانی اور مالی نقصان ہوئے، پر برداشت کئے۔اور مقابلہ نہ کیا۔ اپنے مظلوم ساتھیوں سے یہ بھی کہا کہ: اِنِّی اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُ۔

ترجمہ: کہ **مجھے عفو کا حکم ہوا ہے اس لئے تم لڑائی سے بچو۔**

پھر جب دشمنوں نے شہر مکہ میں جینا دوبھر کر دیا۔آپؐ کے قتل کے منصوبے بننے لگے۔اور آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کے عزیز واقارب اور مال وجائیداد کی قربانیاں دے کر دکھی دل کے ساتھ وطن کو بھی خیر باد کہہ دیا اور مدینے میں پناہ لی۔دشمن نے وہاں بھی چین کا سانس لینے نہ دیا۔آپؐ کی ہجرت مدینہ کے ایک سال بعد جب اہل مکہ پھر مسلمانان مدینہ پر حملہ آور ہونے لگے تب آپؐ پر اذن جہاد کی وہ آیت اتری جس میں مظلوم مسلمانوں کو اپنے دفاع اور مذہبی آزادی کی خاطر تلوار اٹھانے کی اجازت دی گئی۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ط وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ

ترجمہ: وہ لوگ جن سے بلاوجہ جنگ کی جارہی ہے، ان کو بھی جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ انکی مدد پر قادر ہے۔

اس صورت حال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور ان کے صحابہؓ ہر قسم کی تکالیف اور مصیبتوں کے باوجود خدا تعالیٰ کی اتنی اطاعت کرتے تھے کہ انہوں نے سب کچھ برداشت کیا۔مگر جب تک ان کو اذن جہاد نہیں ہوا، انہوں نے قتال نہیں کیا۔

(مرتبہ: عتیقہ چیمہ، از اسوۂ انسان کامل مصنف حافظ مظفر احمد صفحہ نمبر 512)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

سلطان محمود کی (یا ہارون الرشید کی) ایک کنیز تھی۔اُس نے ایک دن بادشاہ کا بستر جو کیا تو اُسے گدگدا اور ملائم اور پھولوں کی خوشبو سے بسا ہوا پا کر اس کے دل میں آیا کہ میں بھی لیٹ کر دیکھوں تو سہی اس میں کیا آرام حاصل ہوتا ہے۔وہ لیٹی تو اُسے نیند آگئی۔جب بادشاہ آیا تو اُسے سوتا پا کر ناراض ہوا۔اور تازیانہ کی سزا دی۔وہ کنیز روتی بھی جاتی اور ہنستی بھی جاتی۔بادشاہ نے وجہ پوچھی تو اُس نے کہا کہ روتی تو اس لئے ہوں کہ ضربوں سے درد ہوتی ہے اور ہنستی تو اس لئے ہوں کہ میں چند لحہ اس پر سوئی تو مجھے یہ سزا ملی اور جو اس پر ہمیشہ سوتے ہیں ان کو خدا معلوم کس قدر عذاب بھگتنا پڑے گا۔

﴿از ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ۔جلد نمبر 7۔صفحہ نمبر 115﴾

۔مگر شرط اس کی اطاعت گزاری

اِطاعت خُدا تعالیٰ کے بُنیادی احکامات میں سے ایک ہے۔ یہ ہمارے ایمان کا حصّہ اور خُدا تعالیٰ کا حق ہے کہ اُس کے بندے اُس کی اِطاعت وفرمانبرداری کریں، لیکن یہ کیسا پیارا انداز ہے؟ کہ خدا تعالیٰ یہ حق رکھتے ہوئے بھی اس کا بہت پیارا بدلہ اپنے بندوں کو دیتا ہے۔ اپنے پروردگار کی ان حسین صفات کی جھلک اس عاجزہ نے بھی دیکھی جب خُدا تعالیٰ نے فضل ورحم فرماتے ہوئے مُجھے میری ادنیٰ اوقات سے بہت بڑھ کر نوازا۔

خاکسار نے خدا تعالیٰ کے فضل واحسان سے 2002 سے لے کر 2004 تک نیشنل سیکرٹری تعلیم کے طور پر عاجزانہ خدمت کی توفیق پائی۔

پھر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے بیٹی کی رحمت سے نوازا۔ چھوٹی بچی کے ساتھ میں نے سوچا کہ شاید میں کام کی ذمہ داری ادا نہ کرسکوں۔ اس لئے میں نے چھٹی لے لی۔

2006ء میں خاکسارہ کسی وجہ سے بہت پریشان تھی۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں دعائیہ خطوط لکھے۔ پیارے آقا کی دعاؤں کے متقفی میرے دل کو ڈھارس نصیب ہوئی۔ اس عالم میں خلیفہ وقت کا اپنے ادنیٰ سے ادنیٰ اور حقیر ترین خادم سے بھی محبت وشفقت اور رحم کا جو پیارا اور دلکش مظاہرہ اس عاجزہ کو دیکھنے کی توفیق مِلی وہ میں کبھی نہیں بھول پاؤں گی۔ خلافت کتنی بڑی نعمت ہے اور ہماری روحانی بقا کے لئے کس قدر ضروری ہے، اس پر میرا ایمان خُدا تعالیٰ کے فضل سے مزید بڑھ گیا۔ اور مجھے خیال آتا تھا کہ کاش میں خلافت پہ زندگی نثار کرسکوں۔ میں نے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خط لکھا جس میں اپنی زندگی وقف کرنے کی درخواست کی۔ ابھی حضور انور کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا تھا کہ محترمہ سابقہ نیشنل صدر صاحبہ نے خاکسار کو نیشنل سیکرٹری تعلیم کی حیثیت سے خدمت دین کرنے کے لئے فرمایا۔ میں چونکہ مرکز سے کچھ دور رہتی ہوں اس لئے مجھے اب بچی کے ساتھ دوبارہ یہ خدمت کُچھ مشکل لگی۔ گھر والوں نے بھی یہی کہا کہ شاید اب بچی کے ساتھ میں یہ ذمہ داری صحیح طور پر ادا نہ کرسکوں اس لئے معذرت کر لوں۔ گھر میں مشورہ کر کے یہی فیصلہ کیا کہ مُناسب یہی ہے کہ صدر صاحبہ سے معذرت کرلوں۔ لیکن مجھے معذرت کرنے سے ڈر لگتا تھا کہ کہیں یہ خدا تعالیٰ کو ناپسند ہو۔ اس لئے میں نے محض خُدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے یہ ذمہ داری بخوشی قبول کر لی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خاکسار کی بطورِ سیکریٹری تعلیم منظوری عطا فرمانے کے ایک ہفتے بعد جب میں اپنی دس ماہ کی بیٹی کو روٹین چیک اپ کے لئے ڈاکٹر کے پاس لے کر گئی تو ڈاکٹر نے بتایا کہ بچی کا دل صحیح کام نہیں کر رہا۔ اب صورتحال ہی مُختلف تھی اس لئے سوچا محترمہ نیشنل صدر صاحبہ کی خدمت میں فوری معذرت پیش کر دوں۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہی تھی کہ ایک دن پوسٹ میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خط آیا جو میری وقف کی درخواست کے جواب میں حضورِ انور نے عنایت فرمایا تھا۔ حضورِ انور نے بہت بابرکت دُعائیں دینے کے بعد خاکسارہ کو ارشاد فرمایا تھا!

"آپ وہاں (جرمنی میں) لجنہ اماء اللہ کا کام کریں"

اس کے بعد میرے ارادے اور میرے فیصلے اپنی اہمیت اپنے آپ کھو گئے۔ یاد رہی تو صرف یہ بات کہ پیارے آقا کی اطاعت کرنی ہے۔ میری مُشکلات میری بیٹی کی بیماری سب پسِ پُشت چلا گیا اور صرف پیارے آقا کا ارشاد یاد رہا۔ اس کے بعد خُدا تعالیٰ کے فضل سے اگلے ساڑھے تین سال تک ہر ہفتہ باقاعدگی سے میں اور میری بیٹی سُمرن خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ اجتماعات جلسہ سالانہ غرضیکہ ہر جگہ میری بیٹی میرے ساتھ رہی اپنی بچی کو بیماری کے سبب ہر وقت گود میں اٹھا کر رکھتی تھی۔ جماعتی خدمت بھی جہاں تک میری توفیق تھی ادا کرنے کی کوشش کرتی اور اپنی پیاری بیٹی کا خیال بھی رکھنے کی بھرپور کوشش کرتی۔ لیکن یہ ساری باتیں ساری مشکلات پسِ منظر میں ہی رہتیں۔

اطاعت کی برکت سے سمرن پر خدا تعالیٰ نے یہ فضل کیا کہ اس کا زیادہ وقت میرے ساتھ بیت السبوح میں گزرتا تھا یعنی دنیا میں آنکھ کھولتے ہی اپنی زندگی کے پہلے سال سے خدا کے فضل سے اس نے کچھ باتیں خود بخود دیکھ لیں۔ جو شاید میرے لئے اس کو سکھانا مشکل ہوتیں۔ مثلاً اس کا خدا تعالیٰ سے ایک خوبصورت، پیارا سا رازدارانہ تعلق پیدا ہو گیا۔ تین سال کی عمر میں اس کو معلوم ہو گیا کہ کوئی مسئلہ ہو تو خدا سے دعا کرنی چاہئے۔ جب وہ ساڑھے تین سال کی تھی ایک بار ہم نے اپنی گاڑی بیچنے کا فیصلہ کیا وہ گاڑی سمرن کو بے حد پسند تھی۔

سمرن پاپا کے ساتھ گاڑی بیچنے چلی تو گئی مگر چپکے چپکے دعا کرتی رہی کہ گاڑی نہ بک سکے اور شام ہوگئی میرے شوہر تھک گئے مگر گاڑی نہ بکی۔ پھر میری بیٹی نے خود ہی خدا سے دعا کی کہ اللہ میاں اب میرے پاپا تھک گئے ہیں اب یہ گاڑی بک جائے۔ اور خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ شام کو گاڑی بک گئی بعد میں اس نے ہمیں یہ بات بتائی۔ میرے شوہر کو نہیں معلوم تھا کہ ان کے ساتھ جو ایک چھوٹی سی گڑیا جیسی بیٹی ہے وہ خدا

تعالیٰ سے باتیں کر رہی ہے اور ہمارا خدا اتنا پیار کرنے والا ہے کہ وہ اس کی باتیں مان رہا ہے۔

اس مادی دنیا میں بچوں کو یہ باتیں سکھانا بے حد مشکل ہے۔ یہ صرف خلافت کی اطاعت کی دین کے کاموں کی برکت سے خدا کا فضل ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کو قبول کرتا ہے اور ہمیں اپنی محبت جیسا انمول موتی دیتا ہے۔

دل دے کے ہم نے ان کی محبت کو پالیا
بے کار چیز دے کے دُرِ بے بہا لیا

اس لئے میں سب دین کے کام کرنے والے اطاعت کرنے والے لوگوں سے کہتی ہوں کہ ہمارا خدا بے حد غیور خدا ہے وہ کسی کا قرض نہیں رکھتا۔ وہ ادنیٰ ادنیٰ خدمت دین کرنے والوں اور ان کی اولادوں پر بڑے بڑے فضل کرتا ہے اور خدمت دین کے مواقع بھی خدا ہی فرہم کرتا ہے اور یہ اپنی ذات میں بہت بڑا فضل ہے۔

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو

خدا تعالیٰ ہماری نسلوں کو اور ہمیں ہمیشہ نیکی کے راستے پر چلائے۔ آمین

پیارے آقا کے مُبارک ارشاد کی اِطاعت کی توفیق پا کر میں نے ان دنوں میں اپنی ذاتی زندگی میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایسی کامیابیاں پائیں جو میں کبھی حاصل نہ کرتی اگر میں اُس وقت خُدا نخواستہ خدمت سے معذرت کر لیتی۔ پھر ایک ایسا معجزہ ہماری زندگی میں آیا جس کی بناء پر خُدا تعالیٰ نے عاجزہ کا ایمان مزید مضبوط کر دیا اگست 2009ء میں جب میری بیٹی کا روٹین چیک اپ ہوا تو چیک اپ کے بعد ایک ڈاکٹر نے سوال کیا انہوں نے پوچھا تھا

Sind Sie gläubig? یعنی ''کیا آپ (مذہب کو) ماننے والی ہیں؟''

میں نے جواب دیا ''ہاں'' تو انہوں نے کہا کہ ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ یہ کیسے ہؤا؟ لیکن آپ کی بیٹی کے دل کا نقص خود بخود دُور ہو گیا ہے۔ ہم سب حیران ہیں شاید میں بھی حیران ہوتی مگر مجھے خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں، نیز خلیفۃ المسیح کی دعاؤں پر یقین تھا کہ خدا تعالیٰ نے میری بیٹی کو یہ پیارا انعام اپنے پیارے آقا کے حُکم کی اِطاعت کی تعمیل میں عنایت فرمایا ہے۔ پیارے آقا کی بابرکت دُعاؤں کا ثمر ہے حاصلِ کلام یہ کہ زندگی میں پل پل ایسے مرحلے آئے جب خلیفہ وقت کی اطاعت کے نتیجہ میں خُدا تعالیٰ نے اتنے پیارے ثمرات سے نوازا۔ یہی خیال آتا ہے کہ ہم تو کسی طرح اس لائق نہیں تھے مگر یہ اطاعتِ خلافت کی برکات ہیں۔

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

زوباریہ احمد، حلقہ Kassel-süd

کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

زندہ خدا سے دل جو لگاتے تو خوب تھا

زندہ خدا سے دل جو لگاتے تو خوب تھا
مردہ بتوں سے جان جو چھڑاتے تو خوب تھا
قصے کہانیاں نہ سناتے تو خوب تھا
زندہ نشاں کوئی دکھاتے تو خوب تھا
اپنے تئیں جو آپ ہی مسلم کہا تو کیا
مسلم بنا کے خود کو دکھاتے تو خوب تھا
تبلیغ دین میں لگا دیتے زندگی
بے فائدہ نہ وقت گنواتے تو خوب تھا
دنیا کی کھیل کود میں ناصرؔ پڑے ہو کیوں
یادِ خدا میں دل جو لگاتے تو خوب تھا

حضور انور نے فرمایا کہ روحانی پانی خدا تعالیٰ کے برگزیدوں کے ذریعہ آسمان سے نازل ہوتا ہے، جس طرح آسمانی بارش سے فصلیں اور باغات اپنے جوبن دکھاتے ہیں تو ساتھ ہی ایسی نباتات جڑی بوٹیاں بھی نکل آتی ہیں جو ان فصلوں کے لئے نقصان دہ ہوتی ہیں تو وہی بارش جو ایک کو فائدہ دے رہی ہے، بارش سے صحیح فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے دوسروں کو اس بارش سے نقصان پہنچ رہا ہوتا ہے، فرمایا کہ اسی طرح روحانی زندگی میں بھی یہی حال ہے۔ خدا کے برگزیدوں کے ذریعہ جو روحانی بارش ہوتی ہے اس سے نیک فطرت اور محنتی تو فائدہ اٹھاتے ہیں اور مخالفتوں میں پڑنے والے اور دین سے لاتعلق محروم رہ جاتے ہیں بلکہ اپنی عاقبت برباد کرنے والے بن جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ جو روحانی پانی اتارا ہے، اس سے جنہوں نے فائدہ اٹھایا انہوں نے خدا تعالیٰ کی محبت وسلوک کے نظارے دیکھے، اپنی زندگیوں میں اپنی خوبصورتی اور روحانیت کو بڑھتے اور پھلتے پھولتے دیکھا اور جو مخالفین تھے وہ محروم رہے۔ مخالفت کی جڑی بوٹیاں بے شک بڑھیں لیکن پاک فطرتوں کی ایمانی حالتوں کے باغات اور کھیت ان سے پاک صاف رہ کر ایمان وایقان میں ترقی کرتے چلے گئے۔ پس ہمیں یہ توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو نعمت اور ہدایت ملی ہے اس کی قدر کرو، اپنے تقویٰ اور اعمال کے درختوں کو اس پانی سے سینچتے رہو۔ ﴿خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 7 مئی 2010ء، از الفضل ربوہ مؤرخہ 11 مئی 2010ء﴾

والدین کی اطاعت جنت کا دروازہ

خدا کی توحید اور عبادت کے بعد انسان پر سب سے بڑا حق اسکے والدین کا ہے۔یہی وہ ہستیاں ہیں جن کے ذریعے خدا تعالیٰ ایک انسان کو اس دنیا میں لاتا ہے اور یہی وہ وجود ہیں جن کی خدمت اور معروف اطاعت کے ساتھ انسان خدا کی رضا کی جنت میں داخل ہوسکتا ہے۔اس لئے بجا طور پر والدین دنیا کا بھی دروازہ ہیں اور جنت کا بھی دروازہ ہیں۔

سب سے بڑا گناہ

انسان کمزوریوں اور خطاؤں کا پُتلا ہے۔اپنی محدود زندگی میں بے شمار گناہ کرتا ہے۔ لیکن ان گناہوں کو اپنی شدت اور شناخت کے لحاظ سے ترتیب دیا جائے تو سب سے بڑا گناہ شرک اور اس کے بعد والدین کی نافرمانی ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ والدین کا شکر بھی لازم کر دیا فرمایا :

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ لِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّه، وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُه، فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْلِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ☆

ترجمہ ''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے حق میں تاکیدی نصیحت کی اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری میں اُٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دوسال میں (مکمل) ہوا اُسے ہم نے یہ تاکیدی نصیحت کی کہ میرا شکر ادا کر اور والدین کا بھی میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔'' (سورۃ لقمان:15)

اسی طرح حضورﷺ نے فرمایا'' **والدین کی خدمت اور اطاعت کرکے انسان جنت میں داخل ہوسکتا ہے۔''** صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہتے ہیں'' **رسول کریمﷺ نے فرمایا''اس کی ناک خاک آلود ہو اس کی ناک خاک آلود ہو اس کی ناک خاک آلود ہو''۔صحابہؓ نے عرض کیا کس کی؟ فرمایا'' وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی عمر میں پایا اور پھر جنت میں داخل نہ ہوسکا''۔**

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 419,420)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں''والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے''۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے''۔(ملفوظات جلد4 صفحہ 289)

انبیاء کے پاکیزہ نمونے

قرآن کریم نے انبیاء کے پاکیزہ نمونے پیش فرمائے ہیں۔حضرت ابراہیمؑ نے اپنی رویا کا ذکر حضرت اسماعیلؑ سے کرتے ہوئے فرمایا''اے میرے پیارے بیٹے یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس غور کر تیری کیا رائے ہے۔''اس نے کہا''اے میرے باپ وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا''(سورۃ الصافات 103) اس طرح حضرت اسماعیلؑ اپنے والد کی خواب پوری کرنے کیلئے گردن کٹانے کے لئے تیار ہوگئے والد کی اطاعت اور پھر اس کا عظیم الشان اجر ملنے کی یہ بے نظیر مثال ہے۔

حضرت یحییٰؑ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا تھا اور ہرگز سخت گیر اور نافرمان نہیں تھا۔''(سورۃ مریم آیت 15)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا''اس قدر ان کی مدارت رکھو کہ اُف کا لفظ بھی منہ سے نہ نکلے چہ جائیکہ ان کو جھڑکو۔(اخبار بدر قادیان 24فروری1910ء)

''ماں باپ کا حکم جب تک واضح طور پر اللہ اور اس کے رسول کے ارشاد کے خلاف نہ ہو ان کی حتی الامکان اطاعت کی جائے۔حتیٰ کہ اگر ایسا حکم بھی ہو جو دنیاوی لحاظ سے فائدہ مند نہ ہو اور انسان ناپسند بھی کرتا ہو تب بھی ان کی اطاعت کی جائے۔اور اللہ سے اس کے اجر کی توقع رکھی جائے''۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فطرت دین کی خدمت کے لئے وقف تھی،اور دنیا داری کے جھمیلوں سے کچھ شوق نہ رکھتے تھے۔مگر اپنے والد صاحب کے اصرار پر محض اطاعت کے خیال سے ایک عرصہ تک سیالکوٹ میں رہنا پڑا اور مقدمات میں ایک لمبا وقت گزرا۔جو آپ کے لئے ابتلائے عظیم تھا۔آپؑ خود فرماتے ہیں''وہ چاہتے تھے میں دنیاوی امور میں ہر دم غرق رہوں۔جو مجھ سے نہیں ہوسکتا تھا،مگر میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کے لئے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کر دیا تھا۔''(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ صفحہ۱۸۳)

حضرت سر محمد ظفراللہ خان صاحب فرمایا کرتے تھے۔کہ''میں نے کبھی بھی اپنے والدین کے حکم سے سرتابی نہیں کی ایک دن والد صاحب نے مجھے ڈانٹا کہ تم سکول کیوں نہیں گئے اور حکم دیا کہ ابھی بستہ اُٹھاؤ اور سکول جاؤ میں فوراً تعمیل حکم میں سکول چل دیا،حالانکہ سکول بند تھا سکول سے واپس آیا تو والد صاحب کے دریافت کرنے پر عرض کیا آج سکول میں تعطیل ہے''۔(خالد دسمبر 1985 صفحہ 86)

آج کل کے معاشرے میں والدین کی عزت و خدمت کی طرف توجہ کم ہو رہی ہے،جس سے معاشرے میں کئی قسم کی برائیاں جنم لے رہی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا اور

والدین کی خوشنودی حاصل کرنے کی توفیق دے۔ اور انکے مطمئن اور مسرور دل سے نکلی ہوئی دعائیں حاصل کرنیوالے بنائے آمین (از "جنت کا دروازہ والدین کی خدمت اور اطاعت" مصنف عبدالسمیع خان)

﴿مرتبہ:۔ صابرہ احمد ریجن Augsburg Bayern süd﴾

عہد وفائے خلافت

سنی ہم نے جس دم صدائے خلافت
ہوئے جان و دل سے فدائے خلافت
ہم اوڑھے ہوئے ہیں ردائے خلافت
ہماری بقا ہے بقائے خلافت
تھامے ہوئے ہم ہیں رسی خدا کی
ہمیں ہے بچاتی دعائے خلافت
حفاظت کا وعدہ بھی اس نے کیا ہے
ڈالی ہے جس نے بنائے خلافت
مسیح الزمان نے جو چھیڑا تھا نغمہ
اسی لے کو آگے بڑھائے خلافت
کسی سے نہ نفرت سبھی سے محبت
سینے سے سب کو لگائے خلافت
ثناءخوانِ حق کو یہ مژدہ سنا دو
ثنائے خدا ہے ثنائے خلافت
الٰہی حفاظت میں تو اس کو رکھیو
جو پہنے ہوئے ہے قبائے خلافت
مسیح محمدؐ پہ سب کچھ فدا ہو
وہ آئے تو ساتھ اپنے لائے خلافت
ہے مسرور اپنا خدا کا دلارہ
اور ہے بھاتی مجھ کو ادائے خلافت
جانیں لٹا دو سب کچھ لٹا دو
نبھانا ہے عہدِ وفائے خلافت
خلافت کے سو سال سب کو مبارک
کئی ایسی صدیاں منائے خلافت
تبسم کی ہر پل یہی اک دعا ہے
لہرائے ہر سو لوائے خلافت

زینت حمید، Ginnsheim

جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اہمیت

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے پروگراموں کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس کا آغاز سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا اور مہمانوں اور میزبانوں کے لئے نہایت اہم زریں ہدایات ارشاد فرمائیں۔ جلسہ کی اہمیت کا ذکر ایک موقع پر آپؑ نے یوں فرمایا:

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۃ اللہ پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 341)

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد

آپؑ فرماتے ہیں:

اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔ اور وہ زہد و تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دل اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔۔۔

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 364)

شاملین جلسہ کے حق میں کی جانے والی حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

آپؑ نے فرمایا:

"ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کرے خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو"۔

(اشتہار 7، دسمبر 1892ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 342)

''کچھ شعروشاعری سے......''

ڈوبا ہوں بحرِ عشقِ الٰہی میں شاد مَیں
کیا دے گا خاک فائدہ آبِ بقا مجھے

ازکلامِ محمود: (زبیلہ شاہد صاحبہ Groß-Umstadt)

کسی نے یہ پوچھی تھی عاشق سے بات
وہ نسخہ بتا جس سے جاگے تو رات
کہا نیند کی ہے دوا سوز و درد
کہاں نیند جب غم کرے چہرہ زرد
جو اُس کے لئے کھوتے ہیں پاتے ہیں
جو مرتے ہیں وُہ زِندہ ہو جاتے ہیں
وہی وحدہٗ لا شریک اور عزیز
نہیں اُس کی مانند کوئی بھی چیز

از درِّثمین: (اختر درّانی صاحبہ)

بہیں اشک کیوں تمہارے انہیں روک لو خدارا
مجھے دکھ قبول سارے یہ ستم نہیں گوارا
جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے
شائد کہ یہ آغوش جدائی میں پلا ہے

ازکلامِ طاہر: (شمیم شیخ صاحبہ)

اک نور خاص میرے دل و جاں کو بخش دو
میرے گناہ ظاہر و پنہاں کو بخش دو
بس اک نظر میں عقدۂ دل کھول دیجئے
دل لیجئے میرا مجھے اپنا بنایئے

از درِّعدن: (مبارکہ صدیقی صاحبہ Hoch Taunus)

ایک پل بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جان گھلی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا
شور کیسا ہے تیرے کوچے میں لے جلدی خبر
خون نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں یار کا

از درِّثمین: (حمیدہ بیگم صاحبہ زوجہ الطاف حسین خان شاہ جہان پوری مرحوم)

میری اولاد کو تو ایسی ہی کردے پیارے
دیکھ لیں آنکھ سے وہ چہرۂ نمایاں تیرا
عمر دے رزق دے اور عافیت و صحت بھی
سب سے بڑھ کر یہ کہ پا جائیں وہ عرفاں تیرا

از درِّثمین: (نعیمہ خالد حمید صاحبہ)

اے خدا اے کارسازو عیب پوش و کردگار
اے میرے پیارے میرے محسن میرے پروردگار
اے فدا ہو تیری راہ میں میرا جسم و جان و دل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

از درِّثمین: (امتہ القیوم صاحبہ)

بزمِ ناصرات

تین سوال

ایک کافر نے ایک بزرگ سے کہا اگر تم میرے تین سوالوں کا جواب دے دوتو میں مسلمان ہوجاؤں گا۔

پہلا: جب ہر کام اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے تو تم لوگ انسان کو ذمہ دار کیوں ٹھہراتے ہو؟

جب شیطان آگ کا بنا ہوا ہو تو اس پر آگ کیسے اثر کرسکتی ہے؟

جب تمہیں اللہ تعالیٰ نظر نہیں آتا تو اسے کیوں مانتے ہو؟

بزرگ نے اس کے جواب میں پاس پڑے ہوئے مٹی کے ڈھیلے کو اٹھا کر اس کو مارا، اس کو بہت غصہ آیا اور اس نے قاضی کی عدالت میں بزرگ کے خلاف مقدمہ دائر کردیا۔

قاضی نے بزرگ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم نے کافر کے سوالوں کے جواب میں اسے مٹی کا ڈھیلا کیوں مارا؟ بزرگ نے کہا یہ اس کے تینوں سوالوں کا جواب ہے۔

قاضی نے کہا: وہ کیسے......؟ بزرگ نے کہا: اسکے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں نے یہ ڈھیلا اللہ کی مرضی سے اسے مارا ہے تو پھر یہ اس کا ذمہ دار مجھے کیوں ٹھہراتا ہے؟ اس کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ انسان تو مٹی کا بنا ہے پھر اس پر مٹی کے ڈھیلے نے کس طرح اثر کیا......؟ اس کے تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اسے درد نظر نہیں آتا تو اسے محسوس کیوں ہوتا ہے؟

اپنے سوالوں کے جواب سن کر کافر مسلمان ہوگیا۔

صفورہ الطاف Dieburg

......☆☆☆......

ذرا مسکرائیے

☆ شاگرد استاد سے: ''سردن میں سورج کا کوئی فائدہ نہیں ہے''

استاد: ''کیوں؟''

شاگرد: ''دن میں تو ویسے ہی روشنی ہوتی ہے فائدہ تو تب ہوا گر رات کو نکلے''

......☆☆☆......

☆ ایک صاحب کے مکان کی تعمیر کے دوران سائیکل چوری ہوگئی ان کے دوست نے سوچا کہ ان صاحب کو مکان کی مبارک باد اور سائیکل چوری ہونے کا افسوس کیسے کیا جائے چنانچہ اس دوست نے کہا۔

''حاجی صاحب! مبارک ہو آپ نے مکان تعمیر کرلیا مگر اس پر دو ہزار روپیہ زیادہ خرچ ہونے کا افسوس ہے''

حاجی صاحب چونک کر بولے: ''وہ کیسے؟''

دوست نے کہا: ''مکان کی تعمیر کے دوران سائیکل جو چوری ہوگئی ہے۔''

حاجی صاحب بولے: ''مگر پچاس روپے پھر بھی بچ گئے۔''

دوست نے کہا: ''وہ کیسے؟''

انہوں نے کہا: میں نے ابھی سائیکل کو تالا نہیں لگایا تھا'

کرنہ کر

مرتبہ۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب، از مصباح ستمبر 2004ء

- تو ہمیشہ چست رہ۔
- تو اپنے ناخنوں کو بڑھنے مت دیا کر۔
- تو اپنے بدن کو ہمیشہ پاک وصاف رکھ۔
- تو اپنے دانتوں کو مسواک یا منجن سے ہمیشہ روزانہ صاف کیا کر۔
- تو بجز خدا تعالیٰ کے کسی چیز کی بطور حقیقی تعریف مت کر کہ سب تعریف اُسی کی طرف راجع (لوٹتی) ہے، بجز اُس کے کسی کو اس کا وسیلہ مت سمجھ۔ کہ وہ تجھ سے تیری رگِ جان سے بھی زیادہ قریب تر ہے۔

حضرت عمرؓ کا فرمان

حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔

تین باتیں محبت میں اضافہ کرتی ہیں۔

☆......سلام میں پہل کرنا۔

☆......محفل میں کسی کے لئے جگہ بنانا۔

☆......مخاطب کو اچھے نام سے پکارنا۔

از مصباح ستمبر 2004ء، عائشہ رباب Groß-Umstadt

وضو

دہلی کے سلطان التمش کے ایک غلام کا نام محمد تھا۔ سلطان اپنے غلام کو ہمیشہ محمد کہہ کر پکارتا تھا۔ ایک دن محمد کی بجائے کسی اور نام سے پکارا تو خوف سے کانپ اُٹھا اور کہا حضور آج کونسی غلطی ہوگئی جو غلام کو نام لیکر نہیں پکارا تو سلطان نے کہا نہیں بھئی کوئی غلطی نہیں ہوئی دراصل آج میرا وضو نہیں ہے اور بغیر وضو میں نے کبھی اس پاک ذات کا نام نہیں لیا۔ اس لئے آج کیسے لیتا۔ (از رسالہ لاہور ۱۲ اپریل ۲۰۰۸ء)

اسلامی مہینوں کے نام

درج ذیل دیئے گئے خاکے میں بارہ انگریزی مہینوں کے نام پوشیدہ ہیں۔ ذرا بتائیں کہ آپ کتنے نام تلاش کر سکتی ہیں۔
یہ نام دائیں سے بائیں، بائیں سے دائیں، اوپر سے نیچے، نیچے سے اوپر اور کراس میں تلاش کئے جاسکتے ہیں۔
چھوٹی ناصرات (معیار سوئم) کی آسانی کے لئے نام اور ان کے اشارے بھی دیئے جارہے ہیں۔ (لاریب خان Darmstadt)

ر	ی	ٹ	ت	پ	ب	ا	ب	ج	ر
ب	ن	ض	ص	ش	س	ظ	ز	م	ب
ی	ا	ط	ہ	ذ	ش	ک	ص	ا	ی
ع	ث	ظ	ا	و	ف	ا	ف	د	ع
ا	ل	ج	ن	ا	ض	م	ر	ی	ا
ل	ا	ح	ا	ق	ع	ح	د	ا	ل
ا	ی	ل	ب	ع	ض	ر	ڈ	ل	ث
و	د	ا	ع	د	غ	م	ذ	ا	ا
ل	ا	و	ش		ف	ے	ر	و	ن
و	م	ذ	ہ	ء	ک	ی	ڑ	ل	ی
ن	ج	م	ل	ق	خ	ح	چ	ج	ث

بوجھو تو جانیں

☆ صبح کو آئے شام کو جائے
جو بھی پائے خوش ہو جائے
☆ سفید مرغی سبز پونچھ
تو نہ سمجھے تو ماموں سے پوچھ
☆ بازاروں میں یہ چلتا جائے
سفر مسلسل کرتا ہی جائے
☆ خود کبھی وہ کچھ نہ کھائے
لیکن آپ کو خوب کھلائے
☆ کرنے آئے من کی بات
جو بھی دیکھے مارے ہاتھ
(شگفتہ مبارک، بادنو ہائیم)

دو بہادر بچے

یہ جنگ بدر کا واقعہ ہے۔ مسلمانوں کے سامنے اپنے سے تین گنا بڑی جماعت تھی جو ہر قسم کے سامان حرب سے آراستہ ہو کر اس عزم کے ساتھ میدان میں نکلی تھی کہ آج اسلام کا نام ونشان مٹا دیا جائے گا۔ مسلمانوں کی تعداد ان کے مقابلے میں بہت تھوڑی تھی ظاہری اسباب کے لحاظ سے وہ اہل مکہ کے سامنے چند منٹوں کا شکار تھے۔ مگر توحید اور رسالت کی محبت نے ان کو متوالا بنا رکھا تھا۔ اور اس چیز نے جس سے زیادہ طاقتور دنیا میں کوئی اور چیز نہیں یعنی زندہ ایمان نے ان کے اندر بے پناہ طاقت بھر دی تھی۔ وہ اس وقت جنگ میں خدمت دین کا وہ نمونہ دکھا رہے تھے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر خدا کی راہ میں جان دینے کے لیے بے قرار تھا۔ یہی جوش ان دونوں بچوں میں تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف روایت کرتے ہیں کہ جب عام جنگ شروع ہوئی تو میں نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی۔ مگر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک انصار کے دو نوجوان لڑکے میرے پہلو بہ پہلو کھڑے ہیں۔ انہیں دیکھ کر میرا دل کچھ بیٹھ سا گیا کیونکہ ایسے جنگوں میں دائیں بائیں کے ساتھیوں پر لڑائی کا بہت انحصار ہوتا ہے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی اس خیال میں ہی تھا کہ ان لڑکوں میں سے ایک نے مجھ سے آہستہ سے پوچھا کہ گویا وہ دوسرے سے اپنی بات مخفی رکھنا چاہتا ہے کہ چچا وہ ابوجہل کہاں ہے جو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا کرتا تھا۔ میں نے خدا سے عہد کیا ہوا ہے کہ میں اسے قتل کروں گا یا قتل کرنے کی کوشش میں مارا جاؤں گا۔ میں نے ابھی اس کا جواب نہ دیا تھا کہ دوسری طرف سے دوسرے نے بھی اسی طرح آہستہ سے یہی سوال کیا۔ میں ان کی یہ جرأت دیکھ کر حیران سا رہ گیا۔ کیونکہ ابوجہل گویا سردار لشکر تھا اس کے چاروں طرف آزمودہ کار سپاہی جمع تھے۔ میں نے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ وہ ابوجہل ہے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میرا اشارہ کرنا تھا کہ وہ دونوں بچے باز کی طرح جھپٹے اور دشمن کی صفیں کاٹتے ہوئے ایک آن کی آن میں وہاں پہنچ گئے اور اس تیزی سے وار کیا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اور ابوجہل خاک پر تھا۔ عکرمہ بن ابی جہل اپنے باپ کے ساتھ تھا وہ اپنے باپ کو تو نہ بچا سکا مگر اس نے پیچھے سے معاذ پر ایسا وار کیا کہ ان کا بایاں بازو کٹ کر لٹکنے لگ گیا۔ معاذ نے عکرمہ کا پیچھا کیا مگر وہ بچ کر نکل گیا۔ چونکہ کٹا ہوا بازو لڑنے میں مزاحم ہوتا تھا۔ معاذ نے اسے زور کے ساتھ کھینچ کر اپنے جسم سے الگ کر دیا اور پھر لڑنے لگ گئے۔

(سیرت خاتم النّبیین ص نمبر 362)

محبت ہو تو ایسی

''رسول کریم ﷺ کے ایک صحابی تھے ان کو فریب سے کفار نے گرفتار کر لیا اور چونکہ ان کے ہاتھوں سے مکہ والوں کا کوئی عزیز مارا گیا تھا۔اس لئے گرفتار کر کے انہیں مکہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔انہوں نے چاہا کہ اپنے اس عزیز کے بدلے اس صحابی کو تکلیف دے دے کر ماردیں۔چند دن انہیں قید میں رکھا اور جب ایک دن انہوں نے چاہا کہ آپ کو شہید کریں اور قتل کی تیاری کرنے لگے تو اُس وقت انہوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ بہت ڈرا ہوا ہوگا۔اس صحابی سے پوچھا کہ کیا تمہارا دل چاہتا ہے کہ اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جگہ ہوتے اور تم آرام سے مدینہ میں اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوئے ہوتے۔انہوں نے کہا تم تو یہ کہتے ہو کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ہوں اور میں مدینہ میں اپنے بیوی بچوں میں آرام سے بیٹھا ہوا ہوں لیکن مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہوا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے۔اب دیکھو اس صحابی کو اپنی تکلیف اس وقت یاد نہ رہی بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے عشق میں مدہوش ہونے کی وجہ سے آپ کی ایک خیالی تکلیف نے اُسے بے چین کر دیا۔'' (خطابات محمود جلد 296 بحوالہ الفضل 15 مارچ 1938ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ایک نصیحت

''مجھے ایک بات آپ سے کہنی ہے اور وہ یہ ہے کہ سننے والے اس وقت میرے سامنے کچھ بچے ہیں، کچھ جوان ہیں، کچھ ادھیڑ ہیں اور کچھ بوڑھے ہیں۔ میں سب کو یہ بات سناتا ہوں کہ میرا ابھی تجربہ ہے اور محبت اور بھلائی کی خاطر اور بہتری کی امید سے میں نے مناسب سمجھا کہ سنا دوں۔

یاد رکھو کہ ابتدا کی عادت۔لڑکپن اور جوانی کی بد عادتیں ایسی طبیعت ثانی بن جاتی ہیں کہ آخر ان کا نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔پس ابتدا میں دعا کی عادت ڈالو اور اس ہتھیار سے کام لو کہ کوئی بد عادت بچپن میں نہ پڑ جاوے۔'' (خطبات نور جلد 1 خطبہ 31 صفحہ 316)

ایک کہانی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک گاؤں میں غریب میاں بیوی رہتے تھے۔ان کے چار بچے تھے۔ان کے پاس کھانے کو بھی کچھ نہیں ہوتا تھا۔ایک دن انہوں نے سوچا کہ ہم جنگل میں جاتے ہیں۔ہوسکتا ہے کھانے کا کچھ انتظام ہو سکے یا شاید ہم کچھ شکار کر سکیں۔وہ سب جنگل میں گئے۔وہاں ان کی نظر ایک درخت کے اوپر بیٹھے ہوئے پرندوں کے ایک جوڑے پر پڑی۔انہوں نے سوچا کہ ان پرندوں کو ہی بھون کے کھالیتے ہیں۔چنانچہ وہ سب اس درخت کے نیچے جا بیٹھے۔ان کی ماں نے ایک بچے کو کہا کہ جنگل سے لکڑیاں لے کے آؤ۔دوسرے بچے کو کہا کہ آگ جلانے کا انتظام کرو۔تیسرے بچے کو کہا کہ نہر سے پانی لاؤ۔سب بچے بنا کچھ کہے فوراً ماں کے حکم کی تعمیل میں جانے لگے۔وہ پرندوں کا جوڑا جو درخت کے اوپر بیٹھا ہوا تھا انہوں نے ان سے پوچھا کہ تم سب چیزیں تو لا رہے ہو مگر تم پکاؤ گے کیا؟ ان کے باپ نے کہا کہ ہم تمہیں پکا کے کھائیں گے۔پرندوں نے سوچا کہ یہ تو اتنے اطاعت گزار بچے ہیں کہ اگر ان کے باپ نے حکم دیا تو یہ ہمیں اسی وقت شکار کر کے کھا جائیں گے۔انہوں نے بچوں کے باپ سے کہا کہ مہربانی کر کے ہمیں نہ کھاؤ، ہم تمہیں اس کے بدلے میں ایک خزانہ دیں گے۔جس سے تم بہت امیر ہو جاؤ گے۔تم یہ زمین کھودو اور اس خزانے کو نکال لو۔چنانچہ انہوں نے پرندوں کو شکار نہ کیا اور زمین کھود کے خزانہ نکال لیا پھر وہ اپنے گھر واپس چلے گئے۔اس خزانے سے وہ بہت امیر ہو گئے اور دنیا کی ہر نعمت ان کے گھر میں آگئی۔

ان کے ایک ہمسائے کو بڑا تجسس ہوا۔اس نے پوچھا کہ تمہارے پاس پیسے کہاں سے آئے؟ انہوں نے اس کو سب بات بتادی۔وہ ہمسایہ اور اس کے بیوی بچے بھی اسی طرح جنگل میں گئے کہ ہم بھی خزانہ لیتے ہیں۔اسی درخت پہ پرندوں کا وہی جوڑا بیٹھا ہوا تھا۔ویسے ہی وہ بھی اس درخت کے نیچے گئے۔اور ان کی ماں نے ایک بیٹے کو کہا کہ جاؤ لکڑیاں لے کے آؤ۔اس نے کہا مجھے کیوں کہتی ہیں بڑے بھائی کو کہیں۔دوسرے کو کہا کہ پانی لے کے آؤ۔اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا کہ مجھے کیوں کہتی ہیں چھوٹے کو کہیں۔تیسرے کو کہا کہ آگ جلاؤ، اس نے کہا کہ میں تو تھکا ہوا ہوں۔اوپر بیٹھا ہوا پرندوں کا وہی جوڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔ان پرندوں نے ان سے بھی وہی سوال کیا کہ تم پکاؤ گے کیا؟ ان کے باپ نے کہا، ہم تمہیں پکائیں گے۔ان پرندوں نے کہا! تم ہمیں شکار نہیں کر سکتے کیونکہ تمہارے بچے اطاعت گزار نہیں ہیں۔ہم تمہیں کوئی خزانہ نہیں دیں گے، تم ایسے ہی واپس چلے جاؤ۔اس طرح وہ روتے دھوتے خالی ہاتھ واپس آگئے۔

تو بچو! اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جو اطاعت کرنے والے لوگ ہوتے ہیں کامیابیوں کے خزانے صرف ان کو ہی ملا کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ پیاری ناصرات! آپ ہمیں اس کہانی کا عنوان بھجوائیں۔اگر بہت زیادہ عناوین ہمیں پسند آئے تو ہم قرعہ اندازی کر کے ان میں سے سات نام نکالیں گے، اور ان کو انعام دیں گے۔انشاءاللہ۔آپ ہمیں اس ای میل ایڈریس پہ اپنے عناوین بھیج سکتی ہیں۔(akhtar-durrani@hotmail.de)

بزمِ خواتین

کیا آپ خوبصورت بننا چاہتے ہیں؟

☆ **خشک جلد کو ملائم کرنے کے طریقے:** انڈے کی سفیدی میں چند قطرے لیموں کا رس اور شہد کا آدھ چمچ ملا کر خوب اچھی طرح پھینٹ کر بیس منٹ تک چہرے پر لگائیں۔اس کے بعد گرم پانی اور روئی کی مدد سے چہرے کو صاف کر دیں تو خشک جلد نرم ہو جائے گی۔

☆ **چہرے کی رنگت نکھارنے اور چمک کے لئے:** صبح سویرے پودوں پر شبنم کے قطروں کو کسی برتن میں اکٹھا کرنے کے بعد چہرے پر روئی کی مدد سے لگانے سے چہرے کی رنگت نکھرتی ہے۔

☆ **جھریاں دور کرنے کا طریقہ:** عرق گلاب ،روغن بادام اور پھٹکڑی بالترتیب سوگرام ،پندرہ گرام ،اور پندرہ گرام لے کر چار انڈوں کی سفیدی میں ملا کر ہلکی آنچ پر پکائیں۔گاڑھی ہو کر یہ لیس کی شکل اختیار کر جائے گی۔اسے سوتے وقت چہرے پر مالش کرنے سے مفید نتائج ملیں گے۔

☆ **آگ کا زخم مندمل کرنے کے لئے:**۔ ۱۔ گاجر کو پیس کر جلی ہوئی جگہ پر لیپ کر دیں آرام حاصل ہوگا۔۲۔جلی ہوئی جگہ پر شہد لگا دیں زخم مندمل ہو جائے گا اور نشان بھی نہ رہے گا۔۳۔ جلے ہوئے حصے پر انڈے کی سفیدی لگا دیں سوزش ختم ہو جائے گی اور آبلہ بھی نہیں بنے گا۔

☆ **آدھے سر کا درد:** لیموں کے چھلکے لیں اور انہیں پیس کر سر اور پیشانی پر ملنے سے سر کا درد ختم ہو جاتا ہے۔۲۔ مخالف ناک کے نتھنے میں ایک قطرہ شہد ٹپکا دیں درد ختم ہو جائے گا۔۳۔لہسن ذرا سا پیس لیں اور جس سمت میں درد ہو اس سمت کی کنپٹی پر لیپ کر دیں۔اگر اس میں ذرا سا شہد ملا لیں گے تو اور فائدہ ہوگا۔ (شازیہ خان Darmstadt)

☆ **موسم بہار کی الرجی:** بہار کے موسم کی الرجی کے لئے Royal Jelly آدھا چمچ صبح کے وقت نیم گرم پانی میں ڈال کر پئیں۔انشاء اللہ افاقہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مفید قدرتی نباتات

☆ **تلسی کا پودا:** تلسی کا پودا جغرافیائی اعتبار سے بھارتی پہچان رکھتا ہے اسے وہاں پر مذہبی نوعیت سے مقدس اور پاکیزہ تصور کیا جاتا ہے جسے وہ ماحول کو پاک کرنے والی جڑی بوٹی قرار دیتے ہیں۔یونانی طریقہ علاج کے مطابق اگر تلسی کے پتوں کو پانی کے ساتھ ابال کر استعمال کیا جائے تو یہ قوت مدافعت کے حصول کے لئے بہترین ہوتا ہے۔

☆ **لیموں کی گھاس:** عرب ممالک میں عرصہ دراز سے بخار کے علاج کے لئے اس کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔یونانیوں کا عقیدہ ہے کہ لیموں کی گھاس کی خوشبو افسردگی اور ذہنی دباؤ سے نجات دلاتی ہے۔اس کے پودے کے موٹے اور نچلے تنے کو چھیل کر بھاپ دے کر یا کتر کر استعمال کرنے سے آفاقہ ہوتا ہے بالخصوص چائے میں اس کا ذائقہ مزیدار تاثیر دیتا ہے۔ساتھ ہی اس کے رس کو بہترین ہاضم قدرتی غذا سمجھا جاتا ہے۔ (ریحانہ بشریٰ، Reinheim)

ٹوٹکے

☆ **کھانسی دور کرنے کے طریقے:** سردیوں میں سونٹھ شہد میں ملا کر کھانے سے کھانسی دور ہو جاتی ہے۔۲۔روزانہ نہار منہ تین گرام خشخاش کھائیں۔۳۔ادرک کے پانی میں شہد ڈال کر چاٹنے سے گلا ٹھیک ہو جاتا ہے اور کھانسی بھی ختم ہو جاتی ہے۔
۴۔اخروٹ کو بھون کر کھانے سے کھانسی دور ہو جاتی ہے۔۵۔چھوہارے آگ پر بھون کر کھانے سے کھانسی دور ہو جاتی ہے۔۶۔چلغوزے شہد کے ساتھ کھانے سے پرانی کھانسی دور ہو جاتی ہے۔

☆ **چھینکیں دور کرنے کا طریقہ:** چھ گرام میتھی دانہ کوٹ کر اس کو پانی میں پکا کر دس پندرہ دن صبح کو پینے سے چھینکیں بند ہو جاتی ہیں۔

☆**فریج کی ناگوار بو دور کرنے کے لئے:** میٹھا سوڈا لے کر ایک خشک چھوٹی کٹوری میں ڈالیں اور فریج کے ایک کونے میں رکھ دیں۔ یہ سوڈا ساری بو جذب کر لے گا۔ سوڈا اگر نہ ہو تو آپ بیکنگ پاؤڈر رکھ دیں۔ دس پندرہ دن بعد تازہ بدل دیں اس طرح فریج میں کوئی بو نہیں ہوگی۔

☆**کنگھے صاف کرنے کا طریقہ:** کنگھے میلے برے لگتے ہیں۔ ویسے بھی ہر پندرہ دن کے بعد انہیں صاف کر لینا چاہیے۔ ایک برتن میں پانی گرم کر لیں۔ اور کسی برتن میں کنگھے ڈال دیں۔ اب آپ کنگھوں پر برف چھڑک دیں۔ کھولتا ہوا پانی ڈال کر رکھ دیں۔ پانی نیم گرم رہ جائے تو آپ برش سے کنگھے صاف کر دیں۔ صاف پانی میں دھو کر تھوڑے سے پانی میں ڈیٹول کے چند قطرے ڈالیں اس میں کنگھے بھگو کر نکال لیں اور دھوپ میں سکھا لیں۔ کنگھے صاف ستھرے ہو جائیں گے۔

﴿از قرۃ العین جاوید۔ بیت الطیف بی﴾

پکوان : چیز کیک

اجزاء :

☆مکھن۔ 250 گرام ☆چینی۔ 200 گرام
☆انڈے۔ 5 عدد ☆ونیلا Zucker۔ دو پیکٹ
☆ونیلا Pudding۔ 2 پیکٹ ☆سوجی۔ 2 کھانے کے چمچ
☆Quark mager۔ 1 کلو گرام

ترکیب:۔ مندرجہ بالا تمام اشیاء کو مکسر کے ساتھ اچھی طرح تقریباً پانچ منٹ تک مکس کریں۔ 500 گرام عام Butterkekse لے کر ان کو ہاتھ سے چھوٹا چھوٹا کر لیں۔ پھر ان میں 150 گرام مکھن ملا دیں اور ہاتھ سے ایک دفعہ پھر اچھی طرح مکس کریں۔ ایک گول سانچہ لے کر پہلے اس میں بسکٹ والا مرکب پھیلا دیں اسطرح کہ ایک طے سی بن جائے اب اس کے اوپر کوارک والا مرکب ڈال دیں۔ اوون کو 180 C پر چلا کر اس میں رکھ دیں۔ کیک تقریباً 45 منٹ سے ایک گھنٹے میں تیار ہوگا۔

﴿فضیلت سلطانہ صاحبہ﴾

ذرا مسکرائیے

☆ایک آدمی کافی دیر سے اپنی چھینک کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور یہ تماشہ ایک آدمی دیکھ رہا تھا۔ جب اُس آدمی سے رہا نہ گیا۔ تو اس نے کہا۔۔۔ بھائی صاحب! چھینک کو آنے دیجئے نہ۔۔۔؟ آپ اس کو روک کیوں رہے ہیں۔۔؟

تب اس آدمی نے بتایا "میں اس چھینک کو روکنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ کیونکہ میری بیوی نے کہا تھا جب بھی تمہیں چھینک آئے تو سمجھنا میں تمہیں یاد کر رہی ہوں۔ اور تم فوراً میرے پاس آجانا۔۔۔"

دوسرا آدمی بولا "تو اس میں کونسی بری بات ہے؟"

اُس آدمی نے جواب دیا "وہ اس لئے کہ میری بیوی مر چکی ہے۔"

☆ایک لیڈر کا دایاں کان کٹا ہوا تھا۔ ایک دن جلسہ عام میں تقریر کرتے وقت وہ بولے: "میں قوت بوقت ضرورت ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں"

اچانک ایک طرف سے زوردار آواز آئی۔ "جناب آپ کی قربانی جائز نہیں ہے۔

☆دو خواتین اپنی اپنی بلیوں کی تعریف کر رہی تھیں۔ ایک عورت بولی یہ میری بلی بہت ذہین ہے جب باہر گھوم پھر کر آتی ہے خود ہی گھنٹی بجاتی ہے۔ دوسری عورت بولی کمال ہے کیا تمہاری بلی کے پاس میری بلی کی طرح دروازے کی چابی نہیں ہوتی۔

☆بیوی شوہر سے: جب بیوی فرمائش کرتی ہے تو بڑے دھیمے سے بات کرتی ہے۔
شوہر: مگر ان کی فرمائش نہ سنی جائے تو وہ آسمان سر پر اٹھا لیتی ہیں۔

﴿شگفتہ مبارک، بادنوہائیم﴾

❁❁❁

ع
تمہیں کیونکر بتاؤں دل میں میرے کیا سمائی ہے
مجھے تو وقت کی آواز بن کر گونج جانا ہے
جہاں نفرت کا کوئی بیج ہی بویا نہ جائے گا
مجھے مہر و محبت کی وہ اک دنیا بسانا ہے

(فہمیدہ منیر صاحبہ، مرسلہ: صائمہ ساجد Groß-Umstadt)

"اگر تمہیں جوتی کے ایک تسمے کی بھی ضرورت ہو تو وہ بھی اپنے خدا سے مانگو"

اذکرو امواتکم

دنیا ہے جائے فانی۔۔۔

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا☆

اور رحمان کے بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔ (سورۃ الفرقان آیت نمبر 64)

اس کے علاوہ متعدد جگہوں پہ قرآن مجید میں مومنوں کی اور بہت سی خوبیاں بیان ہوئی ہیں۔آج میں ایسی ہی ایک ہستی کے بارے میں کچھ بتانا چاہتی ہوں جن میں بیشمار خوبیاں اور نیکیاں تھیں۔ان کا نام محترمہ صاحبزادی امتہ الحکیمؒ بیگم صاحبہ ہے۔آپؒ حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت ام طاہرؓ کی بڑی صاحبزادی تھیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بڑی بہن اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ساس صاحبہ ہیں۔ربوہ میں جب ہم رہتے تھے تو میری والدہ صاحبہ صاحبزادی صاحبہ سے ملنے جایا کرتی تھیں تو کئی بار مجھے بھی ساتھ لے جاتی تھیں۔صاحبزادی صاحبہ محلّہ دارالصدر ربوہ میں رہتی تھیں اور ہم تحریک جدید کے کواٹرز میں رہتے تھے۔

اگر میں مختصراً بیان کروں تو محترمہ صاحبزادی امتہ الحکیمؒ بیگم صاحبہ خدا تعالیٰ، آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح پاکؑ اور خلفائے کرام حضرت مسیح موعودؑ سے بے حد محبت، اخلاص، ادب اور وفا کا تعلق رکھنے والی بہت سادہ مزاج، صابر، شاکر، قناعت پسند، خوددار، لوگوں سے از حد ہمدردی کرنے والی، بہت عاجزی اور انکساری سے زندگی گزارنے والی، چُھپ کر نیکیاں بجالانے والی، لوگوں کی مالی مدد کرنے والی، انتہائی صائب مشورہ دینے والی، بہت محنتی، نرم طبیعت والی، سچی اور کھری خاتون تھیں۔آپ کے اوپر اپنے والدین کی اچھی تربیت کی بہت گہری چھاپ تھی۔

آپ کے والد صاحب حضرت مصلح موعودؓ کا اپنے بچوں سے ایسا پیار کا سلوک تھا کہ ہر بچہ یہ سمجھتا تھا کہ ابا جان مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور ہر بچے میں ایک مسابقت کا جذبہ بھی ہوتا تھا کہ دوسروں کو معلوم ہو کہ ابا جان سب سے زیادہ مجھے عزیز رکھتے ہیں۔آپ نے مجھے بتایا کہ ایک بار آپ کے والد حضرت مصلح موعودؓ نے محترمہ صاحبزادی امتہ الحکیمؒ بیگم صاحبہ کے بارے میں ایک خواب دیکھی اور کہیں بیان بھی کی۔تو آپؒ اتنی خوش ہوئیں کہ آپ نے اپنی بہنوں کو کہا کہ:

''دیکھو ابا جان مجھے خواب میں دیکھتے ہیں''

یہ خواب حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب ''رویا و کشوف سیّدنا محمود (ص 184,185)، میں درج ہے حضرت مصلح موعودؓ کو بچوں کی تربیت کا بے حد خیال ہوتا تھا۔صاحبزادی صاحبہ نے بتایا کہ جب آپؒ چھوٹی بچی تھیں تو اپنے گھر میں انتظار کرتی رہتی تھیں کہ کب حضرت مصلح موعودؓ نماز پڑھانے کے لئے آپؓ کے کمرے کے آگے سے گزریں تو آپؒ اُن سے کوئی بات پوچھیں۔مثلاً بعض عورتیں کچھ سوال آپؒ کو بتاتی تھیں کہ حضورؓ سے پوچھ کر بتادیں۔

ایک بار آپؒ نے ایسا کیا کہ جب حضرت مصلح موعودؓ نماز پڑھانے جارہے تھے کہ آپؒ بھاگ کر گئیں اور ایک سوال پوچھا کہ فلاں عورت یہ سوال پوچھ رہی تھی۔حضورؓ نے آپؒ سے فرمایا کہ دوپٹہ اوڑھ کر آؤ۔آپؒ بھاگ کر گئیں اور دوپٹہ اوڑھ کر آگئیں۔پھر حضرت مصلح موعودؓ نے دیکھا کہ آپؒ نے جوتی بھی نہیں پہنی ہوئی تھی۔حضورؓ نے فرمایا کہ جوتی پہن کر آؤ۔آپ پھر بھاگ کر گئیں اور جوتی پہن کر آئیں۔حضرت مصلح موعودؓ اتنی دیر کھڑے رہے۔پھر آپ آئیں آپ نے سوال پوچھا حضورؓ نے آپ کے سوال کا جواب دیا اور نماز پڑھانے تشریف لے گئے۔حضرت مصلح موعودؓ کو بچوں کی تربیت کا کس قدر خیال تھا اپنی بے انتہا مصروفیت کے باوجود آپ کھڑے رہے۔

آپ خدا تعالیٰ کا بہت تقویٰ رکھتی تھیں۔سب لوگوں کے ساتھ اور اپنی خادمہ کے ساتھ انتہائی تقویٰ کے ساتھ بے حد اچھا سلوک کرتی تھیں۔کھانا بناتیں تو پہلے خادمہ اور اس کے بچوں کا کھانا نکالتیں پھر اپنے بچوں کو دیتیں۔ایک بار آپ کے ایک صاحبزادے نے جو چھوٹی عمر کے تھے معصومیت سے کہا کہ ہماری امی خادمہ کے لئے کھانا بناتی ہیں۔آپ نے کہا ''**ہاں میں نے اس کا بھی خدا کو جواب دینا ہے**''۔آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا بے حد ادب و احترام کرتی تھیں اور محبت بھی بہت زیادہ تھی۔حالانکہ وہ آپ کے چھوٹے بھائی تھے مگر آپ ان کا نام بھی بے حد مؤدب ہو کر لیتی تھیں۔

میری والدہ نے ایک دن آپ سے پوچھا کہ حضورؒ تو آپ سے چھوٹے ہیں نا؟ آپ نے فرمایا ''**ہاں۔مگر پہلے تو صرف طاری بھائی تھے اب حضور ہیں**''۔

ہم آپؒ کے گھر جاتے تو کئی بار آپ خود چائے بنا کر مہمانوں کے لئے لاتیں۔ ہم بہت شرمندہ ہوتے کہ بی بی کیوں تکلیف کر رہی ہیں۔ ہم آپؒ کو کہتے کہ ایسے نہ کریں تو آپؒ فرماتیں ''رسول کریمﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمان کی خدمت کرنے سے ثواب ملتا ہے۔ میں کیوں اپنا ثواب ضائع کروں۔ میں کیوں نہ خدمت کروں''۔

ایک بار میں میں کسی کے ولیمے میں گئی وہاں صاحبزادی صاحبہ بھی آئی ہوئیں تھیں۔ میں آپؒ سے ملی اور آپؒ سے دعا کے لئے عرض کیا۔ آپؒ کے ہاتھ میں پلیٹ تھی میں نے پوچھا کہ آپ کو کیا ڈال کر دوں؟ آپؒ نے فرمایا ''اگر یہاں بکری کے گوشت کا سالن ہے تو تھوڑا سا ڈال دو''۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ ولیمے کی دعوت ضرور کرو چاہے بکری کے پائے کا شوربا ہی پکاؤ۔ رسول کریمﷺ کی حدیث پر عمل کرنے کے لئے آپؒ نے اسے کھایا۔ **چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی سنت رسول کریمﷺ کو پورا کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔** آپؒ بہت کم کھانا کھاتی تھیں اور آہستہ آہستہ کھاتی تھیں۔ ایک روز ایک اور چیز آپؒ نے شادی میں کھائی اور فرمایا ''**یہ حضرت مسیح موعودؑ کو پسند تھی اس لئے میں کھاتی ہوں**''۔

اس وقت ربوہ میں ٹیلی فون کی ایسی سہولت نہ تھی کہ فون کر کے پہلے وقت لے کر جائیں۔ ہم صبح کے وقت دس گیارہ بجے یا کبھی شام کو ملنے چلے جاتے تھے آپؒ کے گھر کئی عورتیں ملنے آتیں۔ کسی کو نسخہ بتاتیں، کسی کو تسلی دیتیں، مفید مشورے دیتیں، کسی کی مالی مدد کرتیں۔ ہمدردی سے عفو سے محبت سے ہر امیر غریب سے ملتیں۔ آپؒ کے گھر میں ایک برآمدہ سادہ سا تھا جس کو آگے سے جالیاں لگا کر بند کیا گیا تھا۔ وہاں ہی سب عورتیں آکر بیٹھتیں۔ آپؒ سب سے بے حد خوش اخلاقی سے ملتیں۔ آپؒ نازک مزاج نہ تھیں۔ تکلیف کو انتہائی خندہ پیشانی سے برداشت کرتیں۔ بیمار بھی ہوتیں تو خوش دلی سے ملتیں۔

ربوہ میں مچھر بہت ہوتے تھے اور کئی بار لائٹ بھی چلی جاتی تھی۔ گرمیوں کے دنوں میں آپؒ کے ہاتھوں اور چہرے پر مچھر کے کاٹنے کے نشان ہوتے۔ میری امی مچھروں کو بھگانے کے لئے سرسوں کا تیل لگاتی تھیں۔ **آپؒ کی حس مزاح نہایت لطیف تھی** میری والدہ نے کہا ''بی بی آپ ہاتھوں وغیرہ پر سرسوں کا تیل لگا لیا کریں جس کے لگانے سے مچھر نہیں کاٹتا''۔ آپ ہنسنے لگیں اور فرمایا ''میں عشاء کی نماز پڑھ کر تیل لگا لیتی ہوں اور مچھر بھی بڑے چالاک ہیں وہ نماز کے دوران مجھے کاٹ لیتے ہیں''۔

آپؒ محنتی اور جفاکش تھیں اور محنت کو پسند کرتی تھیں۔ آپؒ ایک بار ہمارے گھر تشریف لائیں۔ ہمارے گھر میں حلقے کا اجلاس تھا۔ میری والدہ صاحبہ نے آپؒ کو ہمارے گھر اجلاس پر آنے کی دعوت دی تھی۔ گرمیوں کے دن تھے۔ ہم نے اینٹوں کے فرش پر صحن میں صفیں بچھائیں۔ شام کے وقت اجلاس ہوا۔ سب عورتیں وہاں بیٹھ گئیں۔ صاحبزادی صاحبہ بھی زمین پر بیٹھ گئیں۔ انہوں نے کرسی پر بیٹھنا پسند نہ کیا۔ آپ نے مالی قربانی کے بارہ میں عورتوں کو نصائح فرمائیں۔ اور فرمایا ''**دیکھو رسول کریمﷺ کے زمانے میں جان اور مال کا جہاد تھا۔ لڑائی میں جانا پڑتا تھا۔ لوگ شہید ہو جاتے تھے۔ زخمی ہو جاتے تھے۔ اب تو خدا تعالیٰ نے ہم سے جان کی قربانی نہیں مانگی ہمارے لئے تو ازحد آسانی ہے۔ بس مالی قربانی کرنی ہے**''۔

اجلاس ختم ہونے پر امی نے آپ کے لئے تانگہ منگوانا چاہا مگر آپؒ نے منع کر دیا۔ امی آپؒ کو گھر تک چھوڑنے گئیں۔ آپؒ کی طبیعت خراب تھی۔ چلنے میں بہت مشکل تھی مگر آپؒ نے اُف بھی نہ کی اور امی سے سارا راستہ باتیں کرتی گئیں اور پیدل ہی گھر تک گئیں جو کہ کافی فاصلہ پر تھا۔

اکثر ایسا ہوتا کہ میں آپؒ سے ملنے جاتی تو خادمہ کہتی کہ بی بی نفل پڑھ رہی ہیں۔ آپؒ بہت دعائیں کرتی تھیں۔ آپؒ کے بارہ میں آپؒ کے خاندان میں سے کسی نے کہا تھا کہ آپؒ کے سارے کام خدا تعالیٰ کے فضل سے دعاؤں کے ذریعے ہی ہوتے ہیں ایک بار میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کیا دعائیں مانگتی ہیں؟

آپؒ نے بتایا کہ ''میں سارے نبیوں کے لئے، خلافت کے لئے، اُسکے استحکام کیلئے، ساری دنیا کیلئے، قیامت تک دین کی خدمت کرنے والوں کے لئے، مبلغین سلسلہ کے لئے، اور بہت سارے لوگوں کے لئے دعائیں کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ نماز میں مسنون دعاؤں کے بعد جب اپنی زبان میں دعائیں کرتی ہوں تو حضرت مسیح موعودؑ کے دعائیہ شعر پڑھ کر بھی دعا کرتی ہوں''۔ جیسا کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار تاکید کرتے ہیں کہ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں۔ آپؒ کی عبادتوں کے معیار واقع بہت بلند تھے۔ آپؒ کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص قریبی تعلق تھا جو اپنے اندر بے انتہا محبت کا رنگ لئے ہوئے تھا۔

جب آپؒ اپنے شوہر محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کی زمینوں پہ سندھ میں رہتی تھیں تو لوگوں کو کچھ گھریلو نسخے اور ہومیو پیتھک دوائیاں وغیرہ بھی دے دیتی تھیں وہ ایک ایسا علاقہ تھا جہاں علاج معالجے کی سہولت اچھی طرح نہ تھی۔ آپؒ کبھی کسی بیمار عورت کو دیکھنے اس کے گھر بھی چلی جاتیں اور حتی المقدور کوئی دوا وغیرہ بھی دے دیتیں اور خدا تعالیٰ اکثر اپنے فضل سے شفا عطا فرماتا۔ (الحمدُ اللہ) میں نے پوچھا کہ کیا دوائیاں ہوتی تھیں؟ آپؒ نے کچھ بتائیں مگر مجھے دو ہی یاد رہ گئیں۔ ایک تو سوڈا بائی کارب جو پیٹ درد، بدہضمی وغیرہ میں یا بائی کی دردوں میں دیتی تھیں اور ایک یوپیٹوریم جو ہومیو پیتھی کی دوا ہے جو جسم کی دردوں کے لئے کام آتی

ہے وہ بھی دیتی تھیں۔صاحبزادیؒ صاحبہ نے بتایا کہ جب اُن کے بچے بیمار ہوتے تو انہیں بھی یہی گھریلو نسخے دیتیں اور خدا تعالیٰ فضل فرماتا اور بچوں کو آرام آجاتا۔ (الحمدللہ)

جب آپؒ کی والدہ حضرت ام طاہرؓ کا انتقال ہوا تو آپؒ اکثر ان کو یاد کرتیں تھیں اور کبھی کبھی اُداس بھی ہو جاتی تھیں۔ایک بار آپؒ اداس تھیں تو آپکے بچوں نے پوچھا کہ آپ کیوں اداس ہیں۔آپ نے کہا مجھے میری امی یاد آتی ہیں وہ فوت ہوگئیں ہیں۔آپکے بچوں نے کہا اُنکو کیا ہوا تھا وہ کیوں فوت ہوگئیں؟ آپنے کہا وہ بیمار ہوئیں اور فوت ہوگئیں۔آپکے ایک بچے نے معصومیت سے کہا:''آپ نے انکو سوڈابائی کارب کیوں نہ دیا؟'' وہ سمجھتے تھے کہ سوڈابائی کارب سے ہر بیمار کا علاج کیا جاسکتا ہے۔

آپ پردے کی بے حد پابندی کرنے والی خاتون تھیں۔ایک دفعہ میں نے آپ کا MTA کے لئے انٹرویو کرنا تھا۔آپ بہت آہستہ بولتی تھیں۔کہ ذرا دور بیٹھے ہوئے لوگ بمشکل سن سکتے تھے۔ MTA والوں نے کہا کہ بہت مشکل ہو جائے گی بی بی بہت آہستہ بولتی ہیں۔ریکارڈنگ خراب ہو جائے گی۔میں نے بی بی سے کہہ دیا کہ MTA والے یہ کہہ رہے ہیں۔آپؒ نے کہا کہ **''جب تم انٹرویو کرنے لگو تو مجھے یاد کروادینا کہ یہاں غیر مرد ہیں''۔**

خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ عورت جب غیر مردوں کی موجودگی میں بات کرے تو مضبوط لہجے اور آواز میں بات کرے۔تب انٹرویو سے پہلے اسٹوڈیو میں تیاری کے دوران میں نے ایک دوبار کہہ دیا کہ بی بی یہاں کیمرے والے ہیں۔تب صاحبزادیؒ صاحبہ اونچی آواز میں بات کرنے لگیں اور انٹرویو اچھا ریکارڈ ہو گیا اور MTA پہ نشر بھی ہوا۔ میں نے انٹرویو کے بعد یہ چاہا کہ خدام الاحمدیہ کی گاڑی آپ کو گھر تک چھوڑ آئے۔آپؒ کے ایک صاحبزادے خدام الاحمدیہ میں عہدے دار تھے مگر آپ نے منع کر دیا اور پھر کوئی اور انتظام ہوا اور آپ گھر گئیں۔

ربوہ میں جب مجھے کوئی مسئلہ ہوتا یا کسی معاملہ میں مجھے گھبراہٹ ہوتی تو میں آپؒ کے پاس چلی جاتی تھی۔ایک بار مجھے اپنے ہمسائیوں سے بہت مسئلہ پیدا ہوا۔میں نے صاحبزادی صاحبہ سے اپنی پریشانی بتائی اور دعا کے لئے عرض کی۔آپ نے فرمایا: **''تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''**

میں نے کہا ٹھیک ہے میں کچھ عرصہ کوشش کرتی رہی کہ ہمسائیوں سے اور زیادہ اچھا سلوک کروں۔مگر پھر بھی مسئلہ ہی رہا۔میں نے پھر دعا کے لئے عرض کیا۔آپ نے فرمایا:''تم پہلے سے زیادہ اچھا سلوک کرو پھر وہ تمہیں تنگ نہیں کریں گے۔'' میں نے کہا بہت اچھا۔میں نے آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کی۔مگر مسئلہ وہیں کا وہیں رہا۔پھر میں نے دعا کے لئے کہا اور بتایا کہ میں نے ایسے ایسے کوششیں کی ہیں۔مگر نتیجہ اچھا نہیں نکلا۔پھر آپ نے فرمایا:''تم گھر بدل لو'' میں نے کہا ٹھیک ہے۔ میں نے گھر ڈھونڈنے کی کوشش کی۔پھر گولبازار ربوہ میں خدا کے فضل سے مجھے گھر مل گیا اور بہت اچھے ہمسائے بھی ملے۔اتنا خوبصورت اور بابرکت گھر تھا اور اتنے اچھے ہمسائے تھے کہ میں سوچتی تھی کہ یہ محض خدا کا فضل اور صاحبزادی صاحبہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ورنہ ہم تو اس قابل نہ تھے۔

جب میں ربوہ میں تھی میری امی نے جرمنی سے صاحبزادیؒ صاحبہ کو دو سوٹ تحفے میں بھیجے۔آپؒ نے ایک سوٹ مجھے دے دیا کہ یہ میری طرف سے تمہارے لئے تحفہ ہے۔تمہاری امی نے مجھے سوٹ بھیج دیئے ہیں تمہیں نہیں بھیجے۔میں نے کہا کہ امی تو مجھے کئی بار بھیج چکی ہیں آپ رہنے دیں۔مگر آپ نے ایک سوٹ مجھے دے دیا۔ایک بار ایک موقع پر آپؒ نے مجھے کچھ پیسے تحفے میں دیئے جو آج بھی بیس سال گزرنے کے بعد میں نے آپؒ کی یادگار کے طور پر سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ''آپس میں تحائف دینے سے محبت بڑھتی ہے''۔اسی حدیث کی اتباع میں آپؒ تحائف بھی دیا کرتی تھیں۔جب میں جرمنی آنے لگی تو آپؒ سے ملنے گئی۔آپؒ نے مجھے ایک سوٹ تحفے میں دیا جو میں نے خوشی خوشی سلوا کر پہن لیا۔اب خیال آتا ہے کہ سنبھال کر رکھ لیتی۔اب میں سوچتی ہوں کہ جب پاکستان جاؤں گی تو وہاں صاحبزادی امتہ الحکیمؒ صاحبہ نہیں ہونگی۔تو عجیب سادُکھ ہوتا ہے بڑی تکلیف ہوتی ہے مگر

بلانے والا ہے سب سے پیارا ۔۔۔ اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

خدا تعالیٰ صاحبزادیؒ صاحبہ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔رسول کریم ﷺ کی قربت میں جگہ دے۔خاندانِ مسیح موعودؑ،آپ کی نسلوں پہ بیشمار رحمتیں اور برکتیں تا قیامت نازل فرماتا رہے۔اور خدا تعالیٰ ہمیں آپکی نیکیاں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین ثم آمین)

محترمہ امتہ الرقیب ناصرہ صاحبہ

❀❀❀

معزز قارئین،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ سال 2009ء حلقہ جات میں یومِ اشاعت منایا گیا، جو کہ الحمد اللہ بہت کامیاب رہا۔ مضمون لکھنے کے لئے عنوانات 1۔خدا تعالیٰ کے ہم پر کیا احسان اور فضل ہیں۔2۔آنحضرتؐ کے لوگوں پر احسانات۔3۔خلفائے مسیح موعودؑ کے ہم پر احسانات۔4۔ہم اپنے بچوں کے دلوں میں خلافت کی محبت ڈالنے کے لیئے ہر روز کیا کوشش کرتے ہیں۔5۔احمدیت ہمارے خاندان میں کیسے آئی۔6۔اطاعت کی برکت۔7۔خدیجہ رسالہ یا رسالہ نور میں کیا اچھی باتیں ہیں اور اس کو مزید کیسے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔8۔اپنا کوئی قبولیت دعا کا واقعہ لکھیں رکھے گئے تھے۔یہ عنوانات حلقہ صدرات کو مرکز سے بھجوائے گئے جس کے لئے مضمون نویسی کا مقابلہ کروایا اور اوّل، دوئم، سوئم آنے والی ممبرات کے نام مرکز بھجوائے گئے۔جو کہ ہم اپنے وعدہ کے مطابق شائع کر رہے ہیں۔ہم ان تمام صدرات کے بہت مشکور ہیں جنہوں نے ہمیں یہ نام بھجوائے۔اس سال بھی ہم انشاءاللہ یوم اشاعت منائیں گے۔جن حلقہ جات نے پچھلے سال یہ دن نہیں منایا اس دفعہ وہ بھی اس کو ضرور منائیں۔

اوّل، دوئم اور سوئم آنے والی لجنہ ممبرات کے نام درج ذیل ہیں:

ریجن /حلقہ	اوّل	دوئم	سوئم
Bayern Nord			
Hof	طیبہ صدیقہ		
Bayern Süd			
Augsburg	رضیہ بیگم	ماہم ظفر	رضیہ شاد
Freising	عائشہ جاوید، نوریلہ مظفر	لبنیٰ مظفر، روحی مظفر، الماس ملک	
Frontenhausen	الماس خان	میمونہ خان، طیبہ محمود	انیلہ خان
München	Sanda	مبارکہ احمد	حبہ رحمان
Niedersachsen			
Bremen	روبینہ عمران، فائزہ منور	الماس احمد، شازیہ احمد	فہمیدہ احمد، منصورہ بٹ
Vechta	فضیلت جہاں		
Nord Rhein West			
Hilden	ثریا بیگم	ریحانہ احمد	تسلیم کوثر
Neuss	سمیرا رانا	منزہ رانا	نازیہ ظفر
Ratingen	ندا الفتح	راشدہ مرزا	فرح مبین
Gedzdorf	عمیرہ محمود، صائقہ / روبینہ احمد	منیقہ احمد	
Nord Rhein Ost			
Gummersbach	مہوش خلیل	فائزہ سلیمان	نازش بھٹی
Herdorf	عمیرا محمود، صائقہ ربینہ احمد	عنبر، مونیکہ احمد	صنوبر خان، کوثر احمد
Iserlohn	عذرا پروین	عافیہ احمد	ثروت نصیر
Radevormwald	زاہدہ انور	ساجدہ احمد	
Rhein Mosel			
Bad Marienberg	اسمہ نوید	محمودہ احمد	نوید اسلام، سائرہ احمد
Montabaur	صفیہ اقبال	فوزیہ جنجوعہ	رخسانہ مبشر
S. Brandenburg			
Berlin Moschee	امتہ الرفیق اٹھوال، فریحہ افضل	منزہ سلیمان، عطیۃ العزیز	عائشہ صدیقہ

			Westfalen Süd
شازیہ منیر	صادقہ امجد	عافیہ چوہدری	Bocholt
مصباح افضل	امتہ الحسیب	عمارہ احمد	Bochum
نائلہ صنوبر طارق	عائشہ جمشید	شازیہ رفیق شیخ، طاہرہ نگہت	Mühlheim (Ruhr)
			Westfalen Nord
ناجیہ احمد، آصفہ گوندل	حمیرا مسعود، عابدہ چوہدری	آسیہ احمد، عائشہ حنا	Bielefeld
	مزمل مریم	مقصودہ میر	Herford
نائلہ خواجہ	شکیلہ ملک	مہوش خواجہ	Nordhorn
			Württemberg
روبینہ تبسم	رافیہ امینہ، ثوبیہ حامدہ	نائلہ احمد، غزالہ احمد	Balingen
	متین اعجاز	اقصیٰ بھٹی، امتہ الحی	Göppingen
نصرت محمود	امتہ الرؤف	صفیہ صدیق	Ulm- Donau
		قانتہ ڈار، فرینہ ناصر	Weingarten
			سٹی/حلقہ
سارہ احمد	منیرہ فاروق	نجمہ ثروت	Bensheim/Lampertheim
	شازیہ مبشرہ	امتہ القدوس	Heppenheim 2
			Buxtehude
امتہ الحئی	فائقہ نصیر	ریحانہ احمد	Buxtehude
نائمہ چوہدری	حمیرہ میاں	عذرہ بٹ	Jesteburg
غاضیہ راجپوت	مونسہ ناصر	آسیہ مریم	Stade City
			Darmstadt City
فہمیدہ نسرین	عطیۃ القیوم طاہر، عظمیٰ یعقوب	امتہ الودود عائشہ	Darmstadt-City
لبنیٰ احمد	صائمہ سیٹھی	عامرہ احمد	Gräfenhausen
ناصرہ امین بٹ	امینہ شاہدہ	خدیجہ شاد	Kranichstein Ost
طاہرہ مدثر	خمسہ احمد	ھدیٰ نعیم	Kranichstein West
ثنا احمد، سائرہ احمد	فرخندہ جوئیہ	عنبرین شاہ	Pfungstadt
			Dieburg
فرحت نعیم	منزہ ظہیر	حافظہ کاشفہ شاہد باجوہ	Groß-Umstadt
امۃ اللہ چوہدری	شازیہ انیس	اقبال بیگم	Babenhausen 1
پلوشہ قمر	زارا قمر	انیلہ قمر	Babenhausen 2
امتہ الوصی، قرۃ العین ساہی	مبارکہ الطاف، رابیہ ساہی	مسرت اقبال، عائشہ صدیقہ	Dieburg
ثنیہ بشارت	نبیلہ گل	ناصرہ محمود	Eppertshausen
امتہ الوسیم، نائلہ ارشاد	سندس النعم، عطیہ شاد، انیلہ احمد	آصمہ اکرام، عصمت لطیف، عمرانہ صباحت	Reinheim
			Frankfurt
ماریہ اشرف	صفورہ ممتاز، امتہ القیوم ناصرہ، امتہ الوحید	ثنا سمیع، نصرت ربی، فائزہ طاہرہ	Bait-us-Subuh
بشریٰ غفور بھٹی	منصورہ بھٹی، سیما عباسی	نعیمہ عتیق	Ffrankfurt-Berg
قدسیہ الدین	حبۃ النور، نادیہ احمد	سمیرا جان، عارفہ غنی	Ginnheim

Höchst	عطیہ دین	نت قمر	کشور مبین
Nordweststadt 1	نازیہ احمد	آسیہ سلیم	سیمی کنول
Nuur Moschee	امتہ الکافی حبہ گیلانی	نوین چیمہ، وحیدہ شاہد، طوبیٰ احمد	آسیہ مبرور، انیلہ احمد مرزا
Rödelheim Goldstein	طاہرہ انجم عتیقہ چیمہ، سلمٰی رائے	سائرہ خرم	عفیفہ بلال
Freinsheim			
Eich	نصرت اسلام	امبر چوہدری	حبہ کاشف
Frankenthal	مرینہ خان	نائلہ خالد	
Freinsheim	خالدہ ممتاز، روبینہ رزاق	فرح مبشر، عفیفہ نثار	کوثر نثار، دُرِّشہوار
Friedberg			
Friedberg West 1	طلعت محمود، خالدہ شہباز، صائمہ نصیر، انیہ گل	آصفہ یوسف، شمسہ نصیر	شاہدہ کنول، رخشندہ گل
Friedberg West 2	صادقہ نعیم	عظمیٰ احمد، سدرہ احمد	شفیقہ ندیم
Limeshain	امتہ القیوم صبا، انا اقبال	جمیلہ اختر، سعدیہ قاضی	سعدیہ داؤد طاہر، انیلہ احمد، برّہ ملک
Reichelsheim	صباء احمد، سمیرا ظفر	ناہید آصف، طاہرہ احمد	شائستہ محمود، انیلہ احمد
Fulda-Neuhof			
Fulda West Fulda Ost	ثمینہ عارف شہربانو	فرحت قیصر آصفہ محمود	تسمیعہ رانا فوزیہ داؤد
Neuhof	شفقت عزیز	نور سحر	منورہ برکت
Schlüchtern	انیسہ سولنگی	سلمٰی بٹ	نصیرہ بیگم
Groß-Gerau			
Büttelborn	لئیقہ طارق، سائرہ احمد	عطیہ احمد، طیبہ احمد	شازیہ انور
Dornheim	بنت الاحمد	فوزیہ احمد	قدسیہ احمد
Klein-Gerau	منصورہ باجوہ، نوشابہ باجوہ	مہ پارہ باجوہ	راشدہ روحی خان
GG-Ost	-	-	-
GG-Nord	نویدہ طاہر خان Gülay Wagishauser	حامدہ وسیم، طاہرہ پرویز	شاہدہ سلیم، امتہ النور خان
GG-Süd 1	شائلہ کھوکھر	نسرین اختر	آنسہ محمود
GG-West	امتہ الجمیل احسان، سمیرا زاہا	روبینہ بٹ، نادیہ بٹ	عائشہ زاہا
Mörfelden Ost	عائشہ مدثر، ہانیہ خان، عائشہ طاہر	توصیف اعجاز، طوبیٰ خان	روبینہ خان، دانیہ خان
Hamburg			
Eidelstedt-West	متین ناصر	امینہ بشارت	نسرین عطا
Fühlsbüttel	مریم حنا خان	اسمہ علی	انعم بٹ
HH Moschee West	آصفہ سلیم، فائزہ بٹ، بشریٰ نصیر	عطیۃ الجبار، عفیفہ احمد	امتہ النصیر نادیہ، انیقہ احمد
Hanau			
Gelnhausen	فرحانہ اشرف	امتہ الوہاب	شبنم رانا

Hanau-Mitte	یاسمین آفتاب	فرح کاہلوں	عطیہ جاوید
Hanau-West	کلثوم اختر خان	صدف شیخ	امۃ القدوس ملہی
Maintal	بشریٰ خالد، شبیلہ اشرف، نسیم اختر	امۃ الروف احمد، کرن خان، حمدی طاہر	ثمینہ حبۃ الحادی، راملہ خالد
Hannover			
Hannover Nord	خالدہ احمد	شاہدہ ادریس	تحمینہ احمد، عطیہ آغا
Hannover Ost	شگفتہ ناز، فائزہ داؤد	شازیہ ارشد، حناء داؤد	عائشہ داؤد
Herborn			
Grünberg	نادیہ خلیل، عارفہ بھٹی	مہوش مجید، اسماء خلیل	صبیحہ جسوال، درشہوار
Herborn	رضیہ ناصر، باریہ نور	قمر اسلام، لبنیٰ منور	رقیہ قمر، عافیہ رفیق
Hoch Taunus			
Bad Homburg	سمیرا اعوان		
Steinbach	افشاں رعنا، لبیبہ احمد	حامدہ مقصود، طاہرہ عزیز	
Kiel			
Husum	نائلہ شکور	عذرا نظام	امۃ الباسط
Koblenz			
Koblenz City	ناہید انیس، عطیہ نور	رابعہ بٹ، مبشرہ احمد، مدیحہ احمد	طیبہ محمود، فائزہ آصف
Koblenz Tahir Mosche	فوزیہ ارشد، نسرین وارث، صائمہ انعم باجوہ، فرحانہ ناہید	امۃ الکریم باجوہ، سمیرا افتخار، امۃ المصور، منصورہ ناصر	امۃ المتین، نسرین ستار، تہمینہ جاوید، مہوش ستار، سمعیہ خان
Neuwied	عالیہ جاوید، نورین ندیم	قیصرہ عابد، فائزہ احمد	بشریٰ ناہید، زاہدہ بدر
Köln			
Bonn	سفینہ یاسمین	ماریہ احمد	فوزیہ محمود
Langen			
Langen Süd	نزہت شاہ	عروسہ مریم	نازیہ اکرم
Neu Isenburg	منصورہ قریشی، سیدہ منورہ سلطانہ	نازش منیر، صندل احمد	مہ پارہ سلطان، بشریٰ باجوہ
Mahdiabad			
Lübeck Bad Siegeberg	کوثر محمود شائستہ سرفراز	رومانہ شاہد فریدہ کھوکھر	امۃ المبین لبنیٰ احمد
Main Taunus			
Flörsheim	ثمرین ناز	طیبہ نصیر	نبیلہ زاہد، رافیہ راجپوت
Mannheim			
Ludwigshafen	رضوانہ ارم	صدف احمد	سائرہ زمان
Mannheim Ost	عطیہ داؤد	نسیم بٹ، منصورہ صداقت	آسیہ خالد
Viernheim	شگفتہ ظہیر	شازیہ	فوزیہ رحمان، ناصرہ راشد
Mainz-Wiesbaden			
Mainz	عابدہ بٹ، طاہرہ نصرت	فوزیہ احمد، صالحہ احمد	شکیلہ اسلم، ادیبہ عثمان
Rüdesheim	نجمہ ملک	ریحانہ رحمان	افشاں نصیر
Wiesbaden West	سعدیہ افضل	راضیہ عائشہ	وجیہہ راشد، نصرت سہیل، نائلہ تبسم، شمسہ بٹ

Offenbach			
Bait-ul-Latif A	راحت زاہدہ جاوید شمس	رخسانہ کوثر	
Bait-ul-Latif B	مبارکہ احمد	ناجیہ احمد	امتہ الشافی
Obertshausen	آصفہ احمد	عابدہ بشریٰ	
Offenbach Mitte A	قانتہ شاہد، نائلہ محمود	نگہت محمود	سیماب آصف،
Offenbach Mitte B	آصفہ ظفر	امتہ الحمید رانا، لبنیٰ بھٹی	رفعت احمد
Reutlingen			
Reutlingen Nord	آصفہ احمد	منیرہ قدوس	ناصرہ خان
Riedstadt			
Goddelau 1	عمیرہ صدف	سعدیہ سعید	
Goddelau 2	سعدیہ وسیم	نجمہ مبارکہ	
Leeheim	آصفہ احمد		
Stockstadt	نجمہ محمود	عطیہ باسط	
Wolfskehlen	آصفہ بشارت	ثمرین احمد	
Rüsselheim			
Ginsheim 1	کلثوم مبارک	سمیعہ رشید	بخت النور
Ginsheim 2	صائمہ احمد، راشدہ نصیر، م۔خان	رضوانہ احمد، شمین ناصر، منزہ احمد، عظمیٰ احمد، تسنیم ناصر	عالیہ نصیر، ام البشاریٰ احمد
Raunheim Nord	بشری مبارکہ	صائمہ وڑائچ	انیقہ اعوان، شازیہ غفور
Raunheim Süd	بلقیس اختر، صائمہ نورین	رافیہ احمد، لیلیٰ مرزا	شازیہ احمد، مسرت احمد
Rüsselsheim Ost	مغفورہ درّانی، قرۃ العین	آصفہ شکیل	
Rüsselsheim West	فرح ضیا، شمیم عارف	ضیا قمر	فردوس مبارک
Rodgau			
"Rodgau Anwar Moschee"	بشریٰ ماجد، زارا احمد	ماجدہ تبسم ، فرزانہ مجید، ندا ماجد	تنزیلہ احمد، رفعت احمد، امتہ الباسط، طوبیٰ احمد
Stuttgart			
Bietigheim	بشریٰ رحیم احمد	نداء الناصر	
Böblingen	شازیہ خان	حنا کمال	امتہ المبشر ، عطیۃ الشافی
Waiblingen	نائلہ افتخار	سلمانہ سمبل، اسمارہ سرفراز	صوفیہ، ہما
Heilbronn	شازیہ خواجہ	زبیدہ شاہد	سائرہ سوسن
Freiburg	مبارکہ خواجہ	ہما خواجہ	عصمت محمودہ
Lahr	نگہت خلیل	محمودہ چوہدری	غزالہ چوہدری
Dietzenbach	حمیرہ احمد	عائشہ زری	زاہدہ مفتی
Limburg	وجیہہ سلیم، فارحہ کنول	مشیرۃ المومن، ثوبیہ محی الدین	شازیہ اکبر، آئینہ بیگ

ان ناموں کے ساتھ حلقہ نہیں لکھا ہوا۔			
	نورین بھٹی	روبینہ احمد	صائمہ تبسم
	ظاہرہ احمد	عائشہ انور	ثمینہ نفیس
	رفعت اسد	امۃ الجمیل	زاہدہ پروین
	نصرت جہاں خان، غزالہ سمیع	نصرت خالد، مہرین خالد	رخسانہ بیگ، سحر امتل
	شفقت ظہیر	سحر عزیز	منورہ برکت
	عاشی طاہرہ احمد		

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

❁ صندل احمد Neu-Isenburg کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نمبر بہت پسند آیا اور وہ بہت متاثر ہوئیں اور جذبات سے رونے لگیں، ''وہ کہتی ہیں کہ رسالہ پڑھنے کے بعد مجھے علم ہوا کہ خلیفۃ المسیح الثالثؒ کس قدر عظیم ہستی تھے۔''

❁ مکرم و محترم فضل الٰہی انوری صاحب لکھتے ہیں کہ ''صد سالہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر شائع ہونے والا آپ کا رسالہ خدیجہ سیّدنا ناصرؒ نمبر نظروں سے گزرا۔ سووینئر کی طرح شائع ہونے والا یہ خصوصی شمارہ غالباً لجنہ اماء اللہ جرمنی کا وہ پہلا رسالہ ہے جو سلسلہ کی ایک مقدس شخصیت یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی سیرت پر شائع ہوا ہے۔ جس چیز نے مجھے خاص طور پر متاثر کیا اور جو اس رسالہ کی رونق میں اضافہ کا موجب ہوئی ہے وہ جرمنی میں رہنے والی خواتین کے وہ مضامین جو انہوں نے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ اپنے ذاتی تجربات اور معلومات کی بنا پر لکھے ہیں اور جو حضورؒ کی پیار بھری اور محبت کرنے والی شخصیّت کو نمایاں کر کے صفحۂ قرطاس پر لے آئے ہیں۔ پھر وہ مضامین بھی ہیں جو حضورؒ کے بعض مخصوص پہلوؤں کی نشاندہی کرنے والے ہیں جن میں اوّل الذکر خود حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام ہے جو حضور اقدس نے خاص طور پر اس رسالہ کے لئے ارسال فرمایا۔ پھر دوسرے مضامین مثلاً خلافت ثالثہؒ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح الموعودؓ کی پیشگوئیاں، حضور اقدس کا اپنی خلافت کے بعد سب سے پہلا خطاب جو حضور اقدس نے جماعت کی مستورات کو مخاطب کر کے فرمایا اور رؤیا و کشوف حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ وغیرہ۔ بہرحال خاکسار لجنہ اماء اللہ جرمنی کی اس کوشش پر انہیں مبارکباد دیتا ہے کہ انہیں اس قسم کا روحانی شیرینی سے لبریز رسالہ شائع کرنے کی توفیق ملی۔

خاکسار کی رائے میں اس قسم کا ایک رسالہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی سیرت پر بھی شائع ہونا ضروری ہے۔

خاکسار ایک خامی کی طرف نشاندہی کرنا چاہتا ہے کہ بعض تصاویر کے نیچے وضاحت نہیں کی گئی تھی کہ ان میں کون کون شامل ہے اور کس موقع کی تصویر ہے''۔

❁ مکرمہ زینت حمید صاحبہ Ginnsheim نے سیدنا ناصر نمبر پڑھ کر بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ آپ لکھتی ہیں کہ ''لجنہ جرمنی کی مزید خوش قسمتی ہوتی اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی یادیں آپا طاہرہ صدیقہ ناصر مدظلہا کے ساتھ تازہ کی جاتیں، رسالہ کے لئے آپ کا پیغام بنام لجنہ جرمنی منگوایا جاتا اسی طرح آپ کی صاحبزادیوں سے بھی تو رسالہ کی رونق بڑھ جاتی۔''

❁ خاکسارہ کو سیدنا ناصرؒ نمبر بہت پسند آیا۔ اور یہ رسالہ پڑھ کر بے شک معلومات میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔ میں اس بہترین کاوش پر اس رسالہ کی پوری ٹیم کو بہت مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی عظمت اور ان کے پاکیزہ اخلاق کے بارے میں پڑھ کر بہت لطف آیا۔ خدا تعالیٰ آپ سب کی کوششوں میں مزید برکت ڈالے۔ اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے، پوری ٹیم کی اس کوشش کو محض اپنے فضل و احسان سے قبول فرماتے ہوئے مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(عتیقہ چیمہ، حلقہ گولڈ اشٹائین)

❁ خدیجہ جوبلی سیدنا ناصرؒ نمبر ماشاء اللہ بہت اچھا ہے خاکسار اس بہترین کاوش پر مبارک پیش کرتی ہے اس میں خاص طور پر صاحبزادی امتہ الشکور صاحبہ کا مضمون بہت اچھا تھا اسی طرح لوگوں کے ذاتی واقعات بہت ایمان افروز تھے، اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے آمین۔ (امتہ الوحید خان فرانکفرٹ)

❁ مکرمہ ماہم ظفر صاحبہ جماعت Augsburg ریجن Bayernsüd نے سیدنا ناصرؒ نمبر پڑھ کر بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ مضامین کی تعریف کرتے ہوئے آپ لکھتی ہیں ''جیسے ہیرے جواہرات کو ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہو۔''

❁ مکرمہ صابرہ احمد جماعت Augsburg ریجن Bayernsüd نے بھی رسالہ کو بہت پسند فرمایا اور رسالہ کی ٹیم کو مبارک باد دی اور ٹیم کا شکریہ ادا کیا اور دعاؤں سے نوازا۔ وہ آئندہ شماروں کے لئے رائے دیتی ہیں کہ جو مضامین بلا عنوان مرکز کو پہنچے ہیں اور بعض وجوہات کی بنا پر شائع نہیں ہو سکے ان مضامین پر نظر ثانی کرتے ہوئے اِن مضامین کے لئے ایک شمارہ شائع کریں یا ہر شمارہ میں ان مضامین میں سے ہر بار ایک دو مضامین چُن کر شائع کریں۔ اس سے بہنوں کی حوصلہ افزائی ہوگی اور مزید لکھنے کی طرف رجحان پیدا ہوگا۔

❁ مکرمہ رضیہ شاد صاحبہ جماعت Augsburg ریجن Bayernsüd نے رسالہ اور سرورق کو بہت پسند فرمایا۔

آن لائن کمیونٹیز سے درپیش نقصانات کا ایک جائزہ

جن اخلاقی آداب و روایات کا حقیقی دنیا میں خیال رکھا جاتا ہے انٹرنیٹ کی تصوراتی دنیا میں یہ تمام حدود بلا جھجک اور با آسانی پار کر لی جاتی ہیں۔اس طرح ایسی حرکات سرزد ہوتی ہیں جو انسان کو روحانی لحاظ سے پستی کی طرف لے جاتی ہیں۔

جب مختلف آن لائن کمیونٹیز (انٹرنیٹ سوشل نیٹ ورکس) کا ذکر کیا جائے تو، وہاں Facebook خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ Facebook کی بنیاد چار سال قبل ہارورڈ یونیورسٹی (امریکہ) کے ایک انیس سالہ اسٹوڈنٹ Mark Zuckerberg نے اپنے ساتھی طلباء کے تعاون سے رکھی اور انٹرنیٹ میں Facebook کے نام سے ویب سائٹ کھولا۔آغاز میں یہ ویب سائیٹ صرف ہارورڈ یونیورسٹی کے طالب علموں کی سہولت کے لئے کھولا گیا تھا۔لیکن جلد ہی یہ ویب سائیٹ اس قدر مقبولیت اختیار کر گیا کہ آج صورتحال یوں ہے کہ اس وقت (05 فروری 2010 کی ایک رپورٹ کے مطابق) دُنیا میں 17,5 ملین آبادی، یعنی چار سو ملین کے لگ بھگ لوگ Facebook میں باقاعدہ رجسٹرڈ ہیں۔ویب سائیٹ کا بانی Mark Zuckerberg صرف چوبیس سال کی عُمر میں سیلف میڈ ارب پتی کے طور پر دُنیا کی تاریخ میں ایک اہم کردار بن گیا۔

Facebook کی ترقی کی وجوہات!

جیسا کہ ذکر کیا ہے Facebook کی بُنیاد کا ابتدائی مقصد ہارورڈ یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس کی مدد تھی۔صرف ان کے لئے یہ ویب سائیٹ کھولا گیا تھا۔لیکن اس کے بعد جلد ہی یہ ویب سائیٹ امریکہ کی دوسری یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس کے لئے بھی عام کر دیا گیا۔ پھر اس کے کُچھ عرصہ بعد امریکہ کے باہر کے اسٹوڈنٹس کے لئے اسے عام کیا گیا۔ اس کے بعد ابھی دو سال کا عرصہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اس ویب سائیٹ کو (انگلش کے علاوہ) دیگر زبانوں جس میں جرمن زبان بھی شامل ہے، پیش کر دیا گیا۔

VZ سوشل نیٹ ورکس کی تعمیر بھی تقریباً اسی رنگ میں ہوئی۔نومبر 2005ء میں یونیورسٹی کے طلباء وطالبات کے لئے StudiVz کا قیام وجود میں آیا۔ پھر جلد ہی ماہ فروری میں اسکول کے طلباء و طالبات کے لئے 2007ء میں schülerVZ آن لائن ہو گیا۔آخر میں meinVZ کے نام سے غیر طلباء و طالبات کے سوشل نیٹ ورک کھول دیئے گئے۔اس کے ساتھ ساتھ بعض دوسرے سوشل نیٹ ورک ویب سائیٹ بھی وجود میں آئے، جیسا کہ lokalisten.de, wer-kennt-wen.de وغیرہ۔ان ویب سائیٹ میں کروائی جانے والی رجسٹریشنز میں بھی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔صرف lokalisten.de کے رجسٹرڈ شدہ ممبرز کی تعداد نومبر 2009ء کی ایک رپورٹ کے مطابق 3,5 ملین، جبکہ wkw کے ممبرز کے تعداد 7,5 ملین ہے۔ Facebook نیز VZ سوشل نیٹ ورکس کی تیز تر ترقی میں مماثلت یہ ہے کہ ابتداء میں ان ویب سائیٹس کو مفید مقاصد کے حصول کی خاطر تعمیر کیا گیا تھا۔جن میں حصول علم اور اسٹوڈنٹس کا آپس میں روابط قائم کروانا مقصود تھا۔لیکن جلد ہی یہ مثبت مقاصد کہیں پیچھے رہ گئے اور ان ویب سائیٹس کے منفی استعمال کا رجحان یعنی محض وقت گزاری وشغل کی خاطر ان کا استعمال بڑھتا چلا گیا۔ان ویب سائیٹس کو استعمال کرنے کے بنیادی مقاصد میں نئی دوستیاں کرنا، نئے لوگوں کے ساتھ چیٹنگ کرنا نیز اپنی تصاویر اور ویڈیوز ان ویب سائیٹس کے ذریعہ انٹرنیٹ پر ڈالنا اور مختلف Blogs اور گروپس کا بنانا یا ان کی ممبر وغیرہ بننا ہے۔ MPFS کی JIM-Studie (ایک ریسرچ) کے مطابق

75% نوجوان اپنے بارے میں ذاتی معلومات انٹرنیٹ پر آن لائن کرتے ہیں۔

60% نوجوان اپنی تصاویر ویب سائیٹس پر دیتے ہیں۔

50% اپنے دوستوں اور خاندان کی تصاویر انٹرنیٹ میں دیتے ہیں۔

40% اپنی Instant Messenger-Adresse ڈالتے ہیں۔

26% اپنی ای میل ایڈریس انٹرنیٹ پر دیتے ہیں۔

20% لوگ ایسے بھی ہیں جو انٹرنیٹ میں دوستیاں کرتے ہیں اور پھر ان دوستوں سے براہِ راست ملاقات کرتے ہیں۔

(بحوالہ:

(http://www.zeit.de/online/2008/49/medien-jugendliche-jim?page=1)

اب ان خطرات کی طرف آتے ہیں جو انٹرنیٹ کی اس فرضی دنیا سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 60 میں فرماتا ہے۔

اے نبی! تو اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر جھکا دیا کریں۔یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں تکلیف نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے"۔

پھر سورۃ النور کی آیت نمبر 32 میں فرمایا:۔

"اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے از خود ظاہر ہو۔ اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں"۔

جب ہم انٹرنیٹ سے باہر حقیقی دُنیا میں کسی شخص سے گفتگو کے لئے تیار ہوتے ہیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ یہ گفتگو کس طرح کی ہو سکتی ہے۔ ہم اس شخص کے بارے میں بھی جانتے ہیں جس سے ہم گفتگو کر رہے ہوتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ کس شخص پر کس حد تک اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس جب ہم انٹرنیٹ میں چیٹنگ کے ذریعہ گفتگو کرتے ہیں تو آغاز سے ہی ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ کس قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑ سکتا ہے اور وہ کس حد تک قابل اعتماد لوگ ہیں۔ عام طور پر لڑکیاں اپنی فطرت کے مطابق اپنے ذاتی اور حساس معاملات پر لڑکیوں سے ہی گفتگو کرنا پسند کرتی ہیں۔ ایک لڑکی عام زندگی میں ایک لڑکے سے اس بے تکلفی سے ذاتی معاملات پر گفتگو نہیں کرتی جتنا کہ ایک لڑکی سے۔ لیکن انٹرنیٹ میں یہ حدیں پار ہو جاتی ہیں۔ یہاں جو چیز مدد دیتی ہے وہ ہے پردہ۔ اگر ہم پردے کا خیال رکھیں تو ہمیں خود بھی اپنی حد کا احساس رہتا ہے اور مقابل کو بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ ہم سے نہ تو نامناسب ڈسکشنز کر سکتے ہیں، اور نہ ہی دعوتِ بے حیائی دے سکتے ہیں یا ہم سے فلرٹ وغیرہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس جب ہم حقیقی دنیا سے نکل کر انٹرنیٹ کی فرضی دنیا میں رابطے کرنے کی خاطر مثلاً Facebook میں ہی داخل ہوتے ہیں تو ہم خود آغاز سے ہی ایک اور تصور اور سوچ کے ساتھ گفتگو میں شامل ہوتے ہیں۔ اگر لفظ Facebook کے معنی پر غور کیا جائے تو یہ لفظ جن دو الفاظ کو مل کر بنتا ہے وہ ہیں "چہرہ" اور "کتاب"۔ یہ معنی ہی خبر دار کرنے والے ہیں، گویا دعوت دی جا رہی ہے کہ خود کو غیر لوگوں کے سامنے جن کو ہم جانتے تک نہیں کھول کر ظاہر کر دیا جائے۔ انٹرنیٹ پر خود کو ہر لحاظ سے ظاہر کر دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انسان جب اپنے گھر میں کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا ہوتا ہے تو خود کو فطری طور پر محفوظ خیال کرتا ہے۔ اور خود کو کسی خطرے میں گھرا ہوا محسوس نہیں کرتا۔ پس انسان سے اس خیال کے تحت کہ وہ محفوظ ہے ایسی حرکات سرزد ہو جاتی ہیں جو حقیقی دنیا میں کرنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

پردہ ایک بہت بڑی حفاظت ہے۔ کیونکہ اگر پردے کی حالت میں باہر آپ کسی سے ملتے ہیں تو اس کا اثر آپ کے خیالات اور حرکات پر بھی ہوتا ہے، جبکہ اس کے برعکس یہی ملاقات ظاہر ہے بے پردگی کے دائرے میں کمپیوٹر کے ذریعہ کسی سے ہوتی ہے تو ایک دوسری روحانیت سے خالی فضا قائم ہو جاتی ہے۔ پردے کی روح برقرار ہی نہیں رہ سکتی۔ بسا اوقات ایسے رابطے بے معنی سے طریق پر شروع ہوتے ہیں اور معلوم ہی نہیں ہوتا کہ بظاہر یہ معمولی اور غیر اہم رابطے کس قدر جلد بہت گہرے ہو جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ پردے کی تمام حدود پار کرتے ہوئے انسان اخلاقیات کی حدود کو بھی پار کر جاتا ہے۔ بہرحال ضروری نہیں کہ انٹرنیٹ کے ذریعہ قائم ہونے والا ہر تعلق یہی موڑ اختیار کرے لیکن اگر انٹرنیٹ میں رابطے کئے جائیں تو بہرحال ایمان کو خطرہ ہر وقت رہتا ہے۔

یہ بھی ایک خام خیال ہے کہ جب ہم انٹرنیٹ میں اپنا بائیو ڈیٹا دے دیتے ہیں تو نامعلوم ہی رہتے ہیں۔ اس کے برعکس ہوتا یہ ہے کہ ہر خاص و عام کے پاس ہمارا بائیو ڈیٹا چلا جاتا ہے۔ انٹرنیٹ کی دنیا تصوراتی اور دھوکے سے بھری ہوئی دنیا ہے، جس میں اکثر اوقات لوگ خود کو جھوٹے انداز میں ایسے پیش کرتے ہیں جس طرح وہ خود کو دیکھنا چاہتے ہیں اور اس طرح اپنا غلط تعارف پیش کر کے دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں۔

جن اخلاقی آداب و روایات کا حقیقی دنیا میں خیال رکھا جاتا ہے انٹرنیٹ کی تصوراتی دنیا میں یہ تمام حدود بلا جھجک اور با آسانی پار کر لی جاتی ہیں۔ جس کے پیچھے یہ خیال کارفرما ہوتا ہے کہ دوسرے کو کونسا معلوم ہے کہ ہم کون ہیں۔ اس طرح ایسی حرکات سرزد ہوتی ہیں جو انسان کو روحانی لحاظ سے پستی کی طرف لے جاتی ہیں۔ انٹرنیٹ سے جو خطرات درپیش ہیں ان کی تصدیق مختلف تحقیقات بھی کرتی ہیں جن کے مطابق Facebook کے استعمال کرنے والے بڑھتے ہوئے استعمال کے ساتھ رفتہ رفتہ حسد کا شکار ہو جاتے ہیں۔ امریکہ میں Facebook کے استعمال کرنے والوں میں 20% ایسے ہیں جن کی وجہ سے طلاقیں ہوئیں اور گھر ٹوٹ گئے۔ بسا اوقات انٹرنیٹ فورمز میں لوگ فخر سے بتاتے ہیں کہ انہیں انٹرنیٹ میں محبت ہوئی جس کے نتیجے میں انہوں نے اپنے زندگی کے ساتھی کو چھوڑ کر اپنی انٹرنیٹ کی محبت سے ملاپ کی خاطر شادی کر لی۔ یہ حقائق بھی اس بات کا ثبوت ہیں کہ کیسے انٹرنیٹ کے ذریعہ ہنستے بستے گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ آہستہ آہستہ انٹرنیٹ سے درپیش اس طرح کے مسائل کو تسلیم کرنے کا رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ یوں خواتین کے ایک امریکی میگزین "McCall's" میں کچھ عرصہ قبل ایک بڑا آرٹیکل شائع کر کے ان حقائق کو اجاگر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ انٹرنیٹ میں رابطے کس مقام پر آ کر یہ صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو دھوکا دے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ضمن میں قرآن کریم کی سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 33 میں فرماتا ہے:۔

"اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ یقیناً یہ بے حیائی ہے اور بہت بُرا راستہ ہے"۔

حضرت مسیح موعودؑ اس ضمن میں فرماتے ہیں:۔

"ایسی تقریبوں سے دور رہو۔ جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہو۔ اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو۔ جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ زنا کی راہ بہت بری راہ ہے یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے۔ اور تمہاری آخری منزل کے لئے سخت خطرناک ہے"۔

(از اسلامی اصول کی فلاسفی، صفحہ نمبر ۳۳۔)

آن لائن کمیونٹیز کی فراہم کردہ آفرز میں چیٹنگ کی سہولت بھی شامل ہے۔ ایک دوسری خطرناک سہولت جو آن لائن کمیونٹیز فراہم کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ لوگ اپنی ذاتی تصاویر انٹرنیٹ میں ڈال سکتے ہیں۔ یہ قابل فکر اور قابل افسوس امر ہے کہ بہت سے ممبرز اس سہولت کو استعمال بھی کرتے ہیں۔ خاص طور پر بچے اور نوجوان کثرت سے اپنی تصاویر انٹرنیٹ میں شائع کرتے ہیں۔ قابل افسوس بات یہ ہے کہ بعض احمدی بھی ان لغویات کا شکار ہو رہے ہیں۔ احمدی لڑکیوں کو خاص طور پر بہت محتاط ہونا چاہیے اور پردے کی روح کو ہمیشہ قائم رکھنا چاہیے۔ اس بات کا کیا فائدہ کہ باہر تو ہم پردہ کر کے جائیں اور پھر اپنی تصاویر انٹرنیٹ پر ڈال دیں۔ جیسا کہ اوپر بھی ذکر کیا گیا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ اپنی زینتوں کو ظاہر نہ کریں اور غضِ بصر سے کام لیں۔ نگاہیں نیچی رکھنے کا جو حکم قرآن کریم میں دیا گیا ہے اس سے ایک مراد یہ بھی ہے کہ ہم ایسے سامان پیدا نہ کریں یعنی خود کو ایسے پیش نہ کریں کہ لوگوں کی نگاہیں ہماری زینتوں کی طرف اٹھیں۔ پھر یہ دلیل بھی کہ ہم نے اپنی سادہ سی تصاویر انٹرنیٹ میں ڈالی ہیں قطعاً مناسب نہیں۔ تصاویر ڈالنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر ہم اپنی دانست میں "مناسب" تصویر بھی ڈالتے ہیں تو یہ خطرہ بھی ہر وقت موجود رہتا ہے کہ غلط عناصر ہماری "مناسب" تصاویر میں تبدیلیاں شامل کر کے انہیں غلط رنگ میں استعمال کر سکتے ہیں۔ آجکل ایسے کمپیوٹر پروگرامز عام ہیں جن کے ذریعہ با آسانی بہت تھوڑی سی کوشش سے تصاویر میں جس طرح کی چاہیں تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً سر کے نیچے دھڑ تبدیل کر دیئے جاتے ہیں۔ جرمنی کے صوبے Nordrhein-Westfalen میں ایک سروے کیا گیا جس کے مطابق تحقیق میں شامل %13 لوگوں کو اس بات کا تلخ تجربہ ہو چکا تھا کہ ان کی مرضی کے خلاف ان کی ذاتی تصاویر انٹرنیٹ میں ڈال دی گئی تھیں۔

آخر میں میں ہر احمدی بہن سے یہی گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ حقیقت پسندی سے کام لیں اور ایسی لغویات سے بچیں۔ ان سوشل نیٹ ورکس سے دور رہیں کیونکہ یہ کہنا کہ میں کسی غلط نیت سے ایسے سوشل ورکس میں شرکت نہیں کرتی بلکہ میری نیت نیک ہے قطعاً درست نہیں۔ آن لائن کمیونٹیز بہت بڑی بھول بھلیاں کی مانند ہیں۔ اکثر آغاز میں لوگ معمولی مقاصد کی خاطر نادانی میں ان میں شامل ہوتے ہیں لیکن انجام یوں ہوتا ہے کہ وہ جلد ہی انہی بھول بھلیوں کے ہو کر رہ جاتے ہیں اور بے خبری میں ہی نامناسب راہیں اختیار کرتے ہوئے تباہی کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

خاص طور پر اس سلسلہ میں محتاط رہنا چاہیے کہ ذاتی ٹیلیفون، موبائل نمبرز اور ای میل ایڈریسز اپنے پسند و ناپسند نیز مشغلوں کے بارے میں معلومات جن سے ہماری شخصیت کے بارے میں ساری معلومات غیر لوگوں کے ہاتھوں میں آجائیں، انٹرنیٹ میں ہرگز نہیں دینی چاہئیں۔ آخر میں یہ پیغام دینا مقصود ہے کہ ایک احمدی کا وقت بہت ہی قیمتی ہوتا ہے اسے اپنا وقت ان لغویات میں ضائع کرنے کی بجائے روحانی ترقی کے حصول میں گزارنا چاہیے۔

❀❀❀

واہ رے باغِ محبت مَوت جس کی راہگذر
وصلِ یار اسکا ثمر پر اردگرد اسکے ہیں خار
اس جہاں میں خواہشِ آزادگی بے سود ہے
اک تری قیدِ محبت ہے، جو کردے رستگار
عشق ہی جس سے ہوں طے یہ سارے جنگل پُرخطر
عشق ہے جو سر جُھکا دے زیرِ تیغِ آبدار
مُلک سے مُجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دِلوں کو فتح کرنا نے دیار
ہم اُسی کے ہو گئے ہیں جو ہمارا ہو گیا
چھوڑ کر دنیائے دُوں کو ہم نے پایا وُہ نِگار
کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشتِ خار
تیر تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر اندازو! نہ ہونا سُست اس میں زینہار
ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فِطرت نیک ہے وُہ آئیگا انجام کار

﴿منتخب اشعار از درّثمین، مُناجات اور تبلیغ حق، صفحہ نمبر 165﴾

❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں 28 مئی 2010ء کو ہونے والے شہادتوں کے سب سے بڑے سانحہ لاہور پر لجنہ اماء اللہ جرمنی کی قرارداد تعزیت

ہم جملہ ممبرات لجنہ اماء اللہ جرمنی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اور اسی طرح جماعت احمدیہ لاہور کو پہنچنے والے صدمہ عظیمہ میں پورے طور پر شریک ہیں ۔اور دل کی گہرائیوں سے تعزیت کرتی ہیں۔ نیز اس سانحہ عظیمہ میں جام شہادت نوش کرنے والے تمام عظیم المرتبت احمدیوں کے لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور اس موقع پر جہاں زخمی ہونے والے تمام احباب کی کامل دعا جل شفایابی کے لئے دعا گو ہیں وہاں ہی شہدائے احمدیت کے لئے بھی ہماری دلی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اپنے پیاروں کا قرب عطا فرمائے۔ اوران کے جسمانی اور روحانی تعلق والوں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

جماعت احمدیہ عالمگیر نے لاہور اپنی دو مساجد پر حملہ کی خبر کو جس دکھ اور غم کی حالت میں سنا وہ الفاظ میں بیان کی طاقت کی نہیں۔ اس ظالمانہ اور سفاکانہ کاروائی پر ہم وہی کہتے ہیں جس کا ہمیں قرآن کریم میں خدا تعالیٰ حکم دیتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ مُصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

ازل سے خدا والوں کی سنت ہے اس کی راہ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنا۔ اسی سنت کے مطابق جماعت احمدیہ اپنے قیام سے لیکر مسلسل یہ نذرانے پیش کر رہی ہے۔

سینچا ہے شہیدوں نے لہو دے کے چمن کو ہر قصر وفا ایسے ہی تعمیر ہوا ہے

اتنا بڑا سانحہ اس سے قبل اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں نہیں پیش آیا تھا۔ اس لئے جہاں ہمارے دل گہرے غم میں ڈوبے ہوئے ہیں وہاں ہی ہماری نمناک آنکھیں خدا کے حضور فریادی ہیں۔ اور اپنے رب کی رضا پر راضی ہیں اور پیارے آقا کے ارشاد کے مطابق خدا کے حضور ہی اپنی بے بسی کی فریاد کرتے ہیں۔ اور قرآنی الفاظ میں یہی پکار ہے۔ اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّی وَ حُزْنِی اِلَی اللّٰہِ۔ میں تو اپنے رنج و الم کی صرف اللہ کے حضور فریاد کرتا ہوں۔

ہم سب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یقین دلاتی ہیں کہ ہم سب اپنی اولادوں سمیت آپ کی نصیحت کے مطابق دعاؤں پر زور دے رہی ہیں۔ اور خدا کے فضل سے ہم اپنے قادر خدا کی قدرت پر مکمل اور غیر متزلزل ایمان رکھتی ہیں۔ اور اس کی مدد کی ہر آن منتظر ہیں۔ اور حضور انور نے یہ احساس ہم میں پھر بیدار کر دیا ہے کہ

شہید کے لہو کا قطرہ قطرہ ہم پر فرض ہے دعائیں دیں ہم ان کو لحہ لحہ ہم پہ فرض ہے

ہم حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ جیسے یوم خلافت کے اگلے دن جمعہ کے موقع پر لاہور کی جماعت نے قربانی دی اسی طرح اگر کبھی خدا کے دین کو اور خلافت کو جان کی قربانی کی ضرورت ہو تو ہم اور ہماری نسلیں قربانیاں پیش کرسکیں اور اس طرح قربان ہوں کہ اس کے بعد دین کو عمر جاوداں ملے۔ اور ہم بھی ان لوگوں میں شامل ہوں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: مِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَ مِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرْ

یعنی ۔ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی منت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں

شہید ہونے والوں نے تو اپنا فرض پورا کر دیا ہے اور اب ہم اپنے شہید بھائیوں سے کہتے ہیں کہ آپ نے اس زمانے کی تاریخ کو اپنے لہو سے رقم کیا ہے۔ صرف اپنی جان کا نذرانہ ہی نہیں خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے اپنی نسلوں کے جذبات اور خواہشات کو بھی پیارے خدا کی نذر کر دیا۔ آپ نے اس دنیا کی عارضی زندگی کو زندہ جاوید بنا دیا اور زندگی کے آخری لمحات میں خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے اپنے پیارے خدا کی گود میں سر رکھ دیئے۔ ہر زمانہ کے وہ لوگ جو حضرت محمد ﷺ اور احمدیت کے جھنڈے تلے آجائیں گے آپ کو سلام پیش کرتے رہیں گے۔ آپ تو اپنے پیارے خدا اور پیارے آقا کی وفا میں پورے اترے ہیں اور آپ نے خلافت کے ساتھ کیا ہوا عہد پورا کر دکھایا۔ اور آج پھر ہم بھی اپنے خلیفہ وقت سے عہد کرتی ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ خدا کے فضل و احسان اور پیارے آقا کی دعاؤں کے طفیل دین اسلام و احمدیت اور استحکام خلافت کے لئے اپنا تن من دھن اور اپنی نسلیں قربان کر دیں گی کیونکہ اب تو یہی درد میں بھیگی ہوئی صدا بلند ہو رہی ہے۔

دے ہم کو یہ توفیق کہ ہم جان لڑا کے اسلام کے پرچم سے کریں دور بلائیں

ممبرات لجنہ اماء اللہ جرمنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معزز قارئین،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس رسالے کی وساطت سے ہم ان تمام لجنہ ممبرات کے بے حد مشکور ہیں جنہوں نے ہمیں **خدیجہ** رسالے کے لئے اردو مضامین بھجوائے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آئندہ کسی شمارے میں اِن میں سے کوئی مضمون شائع ہوجائے۔ ﴿انشاء اللہ﴾ ہم اپنے قارئین کی خدمت میں بغرض دعا ان لجنہ ممبرات کے نام پیش کررہے ہیں۔ ہمارا اگلے رسالے کا موضوع ﴿**سیرتِ صحابیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم**﴾ ہے براہ کرم اس بارے میں ہمیں مضامین ضرور ارسال کریں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ممبرات کی لسٹ درج ذیل ہے:

1	خلافت کی حقیقت	شاہدہ اقبال Kiel
2	خلافت کی برکات	Rodgau
3	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عورتوں پر احسانات	آصفہ، Obertshausen
4	آپ کی سادہ زندگی	مدیحہ جاوید بیت الطیف Offenbach
5	صحت وتندرستی	ناجیہ احمد بیت الطیف Offenbach
6	ایمان افروز واقعہ	Friedberg west. 1
7	جلسہ سالانہ برطانیہ کی ایمان افروز یادیں	رشیدہ سلمان، بیت الہادی
8	خداتعالیٰ کے ہم پر کیا احسان اور فضل ہیں	D. Griesheim
9	روزہ کی اہمیت	ہما حفیظ Schelustern
10	مذہب اسلام محبت کے بارے میں کیا نظریہ پیش کرتا ہے	MA Süd
11	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عورتوں پر احسانات۔	انا اقبال Limeshain
12	حدیث نبویؐ ، سوچنے کی باتیں	مدیحہ جاوید, بیت الطیف Offenbach
13	اطاعت	
14	سیرت حضرت اماں جان	شگفتہ مبارک Badnauheim
15	حضور اکرمؐ کے عورتوں پر احسانات	سندس النعم Reinheim
16	احمدیت ہمارے خاندان میں کیسے آئی	آصمہ اکرام Reinheim
17	قبولیت دعا کا واقعہ	عصمت لطیف Reinheim
18	احمدیت ہمارے خاندان میں کیسے آئی	امتہ الوسیم Reinheim
19	حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشانات	صبا احمد MA.Süd
20	نظم ۔ رب العالمین	صائمہ شاہین Berlin
21	حضرت عائشہؓ	Ginsheim 2
22	احمدیت ہماررے خاندان میں کیسے آئی	صفیہ اقبال Mauntabaur
23	آنحضرتؐ کے عورتوں پر احسانات	جنجوعہ فوزیہ Mauntabaur
24	قبولیت دعا	طاہرہ نگہت Westfallen

25	آنحضرتؐ کے عورتوں پر احسانات	طاہرہ یاسمین
26	احمدیت ہمارے خاندان میں کیسے آئی	خالدہ احمد
27	خدا تعالیٰ کے ہم پر کیا احسانات ہیں	امۃ المتین Renningen
28	آنحضرتؐ کے عورتوں پر احسانات	حنا خان Traunstein
29	آنحضرتؐ کے عورتوں پر احسانات	وجیہہ راشد Wiesbaden
30	اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان	سعیدہ افضال Wie. West
31	نظم ۔ برائے صد سالہ خلافت جوبلی	وقار النساء بسمل ربوہ
32	ٹوٹکے۔بیوٹی ٹپس۔ سوجی کے لڈو۔	قرۃ العین جاوید بیت الطیف.Offenbach
33	ماڈرن ازم یا دور جدید اسلام سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں	ناجیہ احمد بیت الطیف.Offenbach
34	نماز کی لذت و سرور	امۃ الرقیب F.F
35	چائنیز کھٹا میٹھا کیک	امۃ الراؤف
36	کلونجی کے خواص	حنا کماس Böblin
37	حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بیان کردہ لطائف	
38	نظم۔ M.T.A , شادی کی دعا	ثریا بیگم Hilden
39	کوکونٹ کیک	نصرت خان Mauntabauer
40	سویابین کے فوائد	حنا کمال Böblingen
41	ایک ایمان افروز واقعہ	زرینہ کلیم Reinheim
42	قیام پاکستان اور جماعت احمدیہ	طاہرہ ظفر شیخ Koblenz
43	نظم۔ارشادات ، لفظ لفظ موتی	فرح اعوان Kranichstein
44	فضیلت رمضان	شہلا احمد
45	گاجر کا حلوا ، گاجر کے خواص	امۃ الراؤف
46	چکن مصالحہ رائس	حنا کماس Böblingen
47	قرآن کریم کی تلاوت کے آداب اور اس نعمت کی قدر	رضوانہ افضل رانا Datteln
	خلافت مشاعرے کے لئے نظم	مظفرہ ثروت Zwickau شاہین لون H. Moshee عتیقہ احمد Maintal
49	ہماری لذتوں کے معیار بلند ہونے چاہیں	بشریٰ ماجد Rodgau
50	کھٹے آلو	امۃ القدوس
51	روزہ کی فرضیت اور اہمیت اور فوائد	مدیحہ جاوید
52	کوکونٹ کیک ،نمک پارے۔	شاہدہ ظفر Gießen
53	ماں اور باپ	
54	قورمہ ترکیب،نظم ماں	نرگس قریشی
55	چہ خوش بودے اگر ہر یک زے امت نور دیں بودے	طاہرہ عاصم

ان کے علاوہ بھی ہر قسم کی کتابیں بیت السبوح سے مل سکتی ہیں۔
آپ Internet کے ذریعہ بھی کتب منگوا سکتی ہیں۔

www.verlagislam.de